ل و مُدلل
مسائلِ غسل
مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی
مدرّس دار العلوم دیوبند
مکتبہ قاسمی ٹمیا محل، جامع مسجد، دہلی

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْن

مکمّل و مُدلّل

مسائلِ غُسل

مع مسائل حیض و نفاس و غسل میّت

قرآن و حدیث کی رُوشنی میں

حضرات مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق کردہ

مؤلف:-

مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند

ناشر:-

مکتبہ قاسمی ٹیامحل جامع مسجد دہلی-110006

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسہ مطبوعات نمبر

نام کتاب:........ مکمل ومدلل مسائلِ غسل

مؤلف:........ مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی

صفحات:........ ۱۳۶

سنِ طباعت اول:........ ماہ جنوری ۲۰۰۵ء

قیمت:........ -/50

ناشر:۔ مکتبہ قاسمی ٹیا محل جامع مسجد دہلی-110006

سول ایجنٹ:۔ مجیب پبلشنگ ہاؤس دیوبند-یو-پی

فہرست عنوانات مکمل و مدلل ”مسائل غسل“

تمّت

انتساب

میں اپنی اس کاوش "مسائلِ غسل" کو جاں نثارِ اسلام شہیدِ جنگِ اُحد، صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حنظلۃ الغسیل رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا کیونکہ وہ غسلِ جنابت پورا نہ کرنے پائے تھے کہ شکست کی آواز کان میں پڑتے ہی میدانِ کارزار میں کود پڑے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

محمد رفعت قاسمی
خادم التدریس
دارالعلوم دیوبند
یکم شعبان ۱۴۱۸ھ
۲ر دسمبر ۱۹۹۷ عیسوی

عرضِ مؤلف

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وخاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم۔ امّا بعد:۔

قارئین کی رائے اور مشوروں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اور ضرورت کے تحت موضوع کا انتخاب کیا جاتا ہے، اس لیے بعض مرتبہ مشیرین کے منتخبہ موضوع کی آمد میں غیر معمولی تاخیر ہوجاتی ہے۔

الحمد للہ! پندرھویں کتاب "مکمل ومدلل مسائلِ غسل" پیش ہے، جس میں موجباتِ غسل، غسل کا مسنون طریقہ، استحاضہ، حیض ونفاس، خنثیٰ مشکل کا غسل اور غسلِ میّت اور نوجوانوں کے مخصوص مسائل سے متعلق تقریباً چھ سو مسائل غسل ہیں۔

کتاب کی ترتیب میں اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ جن ماؤں و بہنوں اور نوجوانوں کو غسل کے مخصوص مسائل معلوم کرتے ہوئے شرم وحیا محسوس ہوتی ہے وہ بھی اس کتاب سے خاص طور پر استفادہ کرسکیں۔

چونکہ کتاب غسل سے متعلق ہے اس لیے غسلِ میّت کے مسائل بھی یہاں پر درج کردیئے گئے ہیں۔

احباب ومخلصین حضرات اپنے بیش بہا مشوروں کے ساتھ ساتھ دعا بھی فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ دینی خدمت لیتا رہے اور قبول بھی فرماتا رہے آمین۔

محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ مدرس دار العلوم دیوبند
یکم شعبان ۱۴۱۶ھ، مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۹۵ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم
صدر مفتی دار العلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام خیر خلقہ وخاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ وعلی من تبعہ بالصدق الی قیام القیمۃ اجمعین

وبعد۔

پیشِ نظر کتاب مرتبہ حضرت مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی استاذ دار العلوم دیوبند چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا۔ ماشاء اللہ اچھا مجموعہ ہے۔ بعض جگہ جہاں احقر کو کچھ تردد ہوا ظاہر کر دیا اور حضرت مولانا موصوف نے اس کی درستگی کی درخواست کو قبول بھی فرمالیا، اس لیے قوی امید ہے کہ یہ کتاب بھی حضرت مولانا موصوف کی سابقہ کاوشوں کی طرح مقبول عوام وخواص ہوگی۔ اس کے لیے دل سے دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں آمین۔ فقط والسلام

کتبہ العبد نظام الدین

مورخہ ۲۸ رجب

سنہ ۱۴۱۸ ہجری

۷۸۶

ارشادِ گرامی قدر

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم مرتب فتاویٰ دارالعلوم، مفتی دارالعلوم دیوبند

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، امّا بعد:

قاری محمد رفعت صاحب زید مجدہٗ استاذ دارالعلوم دیوبند کی تالیف کردہ بہت سی کتابیں شائع ہوکر مقبولِ خاص و عام ہوچکی ہیں اور یہ ساری کتابیں فقہی مسائل پر مشتمل ہیں۔ اور فقہ و فتاویٰ کی کتابوں کے حوالہ سے لکھی گئی ہیں۔ دیندار مسلمانوں کو ان کتابوں سے بڑا فائدہ پہونچ رہا ہے اور وہ شب و روز کی زندگی کے بہت سے مسائل کے حافظ ہوگئے ہیں، جس مسئلہ میں شبہ پیدا ہوا، کتاب میں دیکھ لیا، شبہ جاتا رہا۔ عام طور پر وہ پوچھنے کے محتاج نہیں رہتے، مثلاً مسائلِ تراویح ہے، اس میں تراویح کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو آپ کو مل نہ جائے۔ مسائلِ امامت ہے، امامت سے متعلق جتنے مسائل ہیں سب یکجا ہوگئے ہیں، اس وقت پیشِ نظر موصوف کی نئی کتاب "مسائلِ غسل" ہے، اس میں غسل کے تمام ضروری مسائل یکجا کردیئے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ غسلِ واجب کیا ہے غسلِ سنت کیا کیا ہیں اور مستحب غسل کس کس صورت میں ہے۔ جنابت، حیض و نفاس، غسلِ جنازہ، غسلِ جمعہ، غسل عیدین سب کا بیان الگ الگ آگیا ہے۔

ضمنی طور پر ایسے پوشیدہ مسائل بھی اس کتاب میں آگئے ہیں جو عام طور پر اردو کتابوں میں آپ کو نہیں ملیں گے، اسی طرح غسل کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح ثابت ہے۔
مختصر یہ کہ ماشاء اللہ یہ کتاب غسل و پاکی کے تمام مسائل پر حاوی ہے اور دیندار مسلمانوں کے بہت کام کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی ان تمام خدمات کو قبول فرمائے جو وہ اس سلسلہ میں کررہے ہیں، خدا کرے یہ سلسلہ برابر قائم رہے اور لوگ مستفید ہوتے رہیں۔ آمین۔

طالبِ دعاء

احقر محمد ظفیر الدین غفرلہٗ مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۹ر شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ ہجری

تقریظ

فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی پالن پوری محدثِ کبیر دار العلوم دیوبند

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ، وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

امام الہند، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے تحصیل سعادت کا مرجع چار خصلتوں کو بتایا ہے، ان میں سے ایک طہارت (پاکی) ہے۔ پاکی انسان کو ملاء اعلیٰ کے مشابہ بناتی ہے جبکہ حدث اور ناپاکی سے شیطانی وسوسے قبول کرنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے جب طہارت اور پاکیزگی انسان پر غالب آتی ہے اور وہ طہارت کی حقیقت سے آگاہ اور باخبر ہو جاتا ہے اور تحصیلِ طہارت میں ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے تو اس کے اندر الہاماتِ ملائکہ کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے نیز ملائکہ کو دیکھنے کی بھی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، انسان عمدہ عمدہ خواب دیکھنے لگتا ہے اور اس میں ظہور انوار کی قوت وصلاحیت پیدا ہو جاتی ہے (حجۃ اللہ البالغہ ص ۵۴/۱) ——— اور طہارت کا اہتمام کرنے کے لیے اس کے متعلقہ مسائل کا جاننا ضروری ہے، شریعت کی راہ نمائی کے بغیر، اور وضوء، وغسل کے احکام جانے بغیر آدمی صحیح طریقہ پر پاکی کا اہتمام نہیں کر سکتا۔

مجھے خوشی ہے کہ برادر مکرم جناب مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی استاذ دار العلوم دیوبند نے وضوء، وغسل کے مفصل احکام مرتب فرمائے ہیں اور وہ بڑی حد تک عقلی اور نقلی دلائل سے مدلل بھی ہیں، موصوف ماشاء اللہ موفق ہیں، متعدد کتابیں ان کے قلم سے وجود میں آکر قبولیتِ عام حاصل کر چکی ہیں امید کرتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب بھی بارگاہِ خداوندی میں قبولیت کا شرف حاصل کرے گی اور امت کو اس سے فیض پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کتاب کو قبولیت کا شرف بخشیں (آمین)۔

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری خادم دار العلوم دیوبند
یکم شعبان ۱۴۱۸ھ ہجری

مکمل و مدلل

مسائلِ غسل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا
اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز کو تو دھو لو
وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ
اپنے مونہہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو
وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ؕ وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوْا ؕ
اور پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو
وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ
اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں آیا ہے
مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا
جائے ضرور سے، یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو
صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْہُ ؕ مَا
مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے اللہ
یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ
نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے و لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے
وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۶﴾
اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تاکہ تم احسان مانو۔

خلاصہ تفسیر:- اے ایمان والو! جب تم نماز کو اُٹھنے لگو (یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور تم کو اس وقت وضوء نہ ہو) تو (وضوء کرلو یعنی) اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت (دھوؤ) اور اپنے سروں پر (بھیگا) ہاتھ پھیرو۔ اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت (دھوؤ) اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو (نماز سے پہلے) سارا بدن پاک کرلو اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو) یا حالتِ سفر میں ہو (اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے، یہ تو عذر کی حالت ہوئی) یا (اگر مرض وسفر کا عذر بھی نہ ہو بلکہ ویسے ہی وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اس طرح سے کہ مثلاً) تم میں سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کے) استنجے سے (فارغ ہوکر) آیا ہو جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور پھر ان ساری صورتوں میں) تم کو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ بوجہ ضرر کے یا پانی نہ ملنے کے) تو (ان سب حالتوں میں تم پاک زمینوں سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اس زمین (کی جنس) پر سے (ہاتھ مار کر) اللہ تعالیٰ کو (ان احکام کے مقرر فرمانے سے) یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں (یعنی یہ منظور ہے کہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے، چنانچہ احکام مذکورہ میں خصوصًا اور جمیع احکامِ شرعیہ میں عمومًا رعایت سہولت ومصلحت کی ظاہر ہے)، لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے (اس لیے طہارت کے قواعد اور طرق مشروع کیے اور کسی ایک طریق پر بس نہیں کیا گیا کہ اگر وہ نہ ہو تو طہارت ممکن ہی نہ ہو، مثلاً صرف پانی کو مطہر رکھا جاتا تو پانی نہ ہونے کے وقت طہارت حاصل نہ ہو سکتی، یہ طہارت ابدان تو خاص احکام طہارت ہی میں ہے۔ اور طہارت قلوب تمام طاعات میں ہے پس یہ تطہیر دونوں کو شامل ہے اور اگر یہ احکام نہ ہوتے تو کوئی طہارت حاصل نہ ہوتی)۔ اور یہ (منظور ہے) کہ تم پر اپنا انعام تام فرمادے۔

(اس لیے احکام کی تکمیل فرمائی تاکہ ہر حال میں طہارتِ بدنی وقلبی جس کا ثمرہ رضا وقرب ہے جو اعظم نعم ہے حاصل کرسکو) تاکہ تم (اس عنایت کا) شکر ادا کرو (شکر میں امتثال بھی داخل ہے)۔ (معارف القرآن ص۶۵ جلد ۳)۔

(پارہ ۶ سورۂ مائدہ)

اسلام میں صفائی و پاکیزگی کی اہمیت :-

آج اس تہذیب و ترقی کے دور میں جب ہم دوسری ترقی یافتہ قوموں کی صفائی، طہارت و پاکیزگی کو دیکھتے ہیں، ان کے مکانات، ان کی سڑکیں، ان کے شہر، محلے قصبے اور آبادیاں دیکھتے ہیں تو ان کی نفاست پر رشک آتا ہے، لیکن یہ صفائی و پاکیزگی خالص اسلامی تہذیب و تمدن کی خصوصیت ہیں۔

دنیا میں آج تک کسی مذہب اور کسی قانون نے صحت و صفائی کے احکام پر اس قدر شدت کے ساتھ زور نہیں دیا جتنا کہ قرآنِ کریم نے اس پر زور دیا ہے اور تفصیل کے ساتھ اس کے احکام بیان کیے ہیں۔

چنانچہ اسلام نے طہارت و پاکیزگی اور صفائی کے اصول و احکام مقرر کیے ہیں، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات سے اس کی حدود متعین فرمادیں۔ نماز کی صحت اور درستی کے لیے ضروری قرار دیا گیا کہ انسان کے بدن، اس کے کپڑے اور اس کی نماز پڑھنے کی جگہ نجاستوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہوں، نجاستوں سے اپنے بدن، کپڑے اور مکان کو صاف رکھنے کی تعلیم دی جو صحابۂ کرام رضؓ طہارت و پاکیزگی کا اہتمام فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے:

"اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف رہیں اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" (پارہ ۱۱)۔

جب اللہ تعالیٰ نے طہارت و پاکیزگی کو خدا کی محبت کا ذریعہ ٹھہرایا تو اس نعمت سے محرومی کس کو گوارا ہوگی؟

نماز انسان کو اپنے جسم اور اعضاء کو پاک صاف رکھنے پر مجبور کرتی ہے، دن میں پانچ مرتبہ ہر نماز میں منھ کو، ہاتھ پاؤں کو جو اکثر کھلے رہتے ہیں دھونے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ آپ دیکھتے ہوں گے کہ آج کل خاک، دھول، گرد و غبار، دھوئیں اور گیس اور خراب ہوا کے ذریعے منہ اور ناک میں سینکڑوں جراثیم داخل ہونے کی وجہ سے ہزاروں بیماریاں

پیدا ہوتی ہیں، وضو کرنے سے دن میں پانچ بار اس گرد و غبار کی صفائی ہو جاتی ہے، کیونکہ نماز بغیر وضو کے ممکن نہیں ہے گویا وضو بھی ایک طرح سے جزوِ عبادت ہوا۔ اور اس طرح اسلام نے صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت کو بڑھا دیا۔ دانتوں اور منہ کی صفائی کے لیے آج ڈاکٹر کس قدر زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منہ کی صفائی نہ کرنے سے پیٹ کے تمام امراض پیدا ہوتے ہیں، سینکڑوں پاؤڈر اور دوائیں اس سلسلہ میں ایجاد کی گئیں اور برش کرنے کے لیے ہر متمدن مجبور ہے لیکن آج سے سینکڑوں برس پہلے اسلام نے اس کو لازمی قرار دیا اور عبادت کا جزو ٹھہرایا۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں لطافت، نفاست صفائی اور پاکیزگی بہت زیادہ تھی۔ آپؐ جگہ کو غلیظ اور آدمی کو میلا دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص کو آپؐ نے میلے کپڑوں میں دیکھا تو فرمایا "اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھو لیا کرے۔"

ایک مرتبہ ایک شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے آپؐ کی مجلس میں آیا، آپؐ نے دریافت کیا کہ کیا تیرے پاس مال نہیں ہے؟ اُس نے عرض کیا جی ہاں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر تو اس نعمت کو چھپا کر کیوں رکھتا ہے اس نعمت کا اظہار کیوں نہیں کرتا؟

عرب اسلام سے پہلے تہذیب، تمدن سے کم آشنا تھے، اسلام کے ابتدائی زمانے میں لوگ مسجدوں میں آتے تو سامنے دیواروں پر یا زمین پر تھوک دیا کرتے تھے۔ آپؐ اس کو ناپسند فرماتے۔ ایک دفعہ تھوک کا دھبّہ دیوار پر دیکھا تو اس قدر غصہ آیا کہ چہرۂ مبارک سُرخ ہو گیا۔ ایک انصاری عورت نے دھبہ کو دھویا اور اس جگہ خوشبو مل دی، آپؐ بہت خوش ہوئے اور تعریف فرمائی۔

ایک شخص کے بال پریشان اور بکھرے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ "اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ بالوں کو درست کرلے۔"

کبھی کبھی آپؐ کی مجلس میں خوشبو کی انگیٹھیاں سلگائی جاتیں جن میں کبھی اگر، کبھی

کا فور ہوتا۔ آپؐ کو صفائی کا بے حد خیال تھا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے باہر چبوترے وغیرہ کی صفائی کا حکم فرمایا ہے۔

عہد قدیم کے عرب لوگ تہذیب و تمدن اور صفائی کا بہت کم خیال رکھتے تھے اب بھی ہم گاؤں میں یا شہر کی تنگ اور کثیر آبادی میں دیکھتے ہیں کہ لوگ سڑکوں پر، درختوں کے نیچے گندگی پھیلاتے ہیں اور لوگ اسے خوشی سے برداشت کر لیتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو راستہ میں یا درختوں کے نیچے سایہ میں پیشاب پاخانہ کرتے ہیں اور گندگی پھیلاتے ہیں۔

ایک دفعہ آپؐ نے مسجد کی دیوار پر تھوک کے دھبہ کو دیکھا تو آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی تھی جس سے کھرچ کر آپؐ نے تمام دھبے مٹا دیئے پھر لوگوں کی طرف خطاب کر کے غصہ سے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی شخص تمہارے سامنے آئے اور تمہارے منہ پر تھوک دے۔

ہمارے مکانات، ان کے درودیوار اور فرش، ہماری سڑکیں، ہمارے گلی کوچے، قصبے شہر، گھر اور گھروں سے باہر نکلنے والی نالیاں پاک صاف رہنی چاہئیں۔ اور اس کا اس طرح صاف رکھنا ہر مسلمان اور ہر انسان کا فرض ہے، کبھی کسی جگہ بھی خواہ گھر ہو یا باہر، گندگی پھیلانا اور غلاظت کرنا اور میلا کچیلا رہنا اسلام کے احکام کے خلاف ہے، جب چپہ چپہ اور گلی گلی کو اس طرح صاف رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تو اسلام میں کسی شخص کو میلے کپڑوں میں ناپاک اور غلیظ حال میں کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔

ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ پاک صاف رہے اور اچھی حالت میں رہے، کپڑے اُجلے ہوں، بدن پاک صاف ہو، نجاست اور آلودگی سے پاک ہو، جو لوگ پاک صاف نہیں رہتے ان پر خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی بلکہ ان کے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور ان لوگوں پر بھی سخت سست فرمایا جو پبلک مقامات پر اور عام راستوں یا آرام کی جگہ اور درختوں کے نیچے گندگی پھیلاتے ہیں۔

پاکی اور صفائی کے احکام کی تاکید اور اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے

کہ ناپاک آدمی قرآنِ حکیم کو چھو بھی نہیں سکتا، جو لوگ پاکی و صفائی کا اہتمام نہیں کرتے وہ اسلامی احکام اور مسلمانوں کی تہذیب و تمدن سے واقف نہیں ہیں۔

قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوی میں صفائی اور پاکیزگی کے بارے میں واضح احکامات ہیں۔ لہٰذا ان تعلیمات اور ہدایات کی روشنی میں مسلمانوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے۔

جسمانی صفائی کے ساتھ ساتھ گلیوں اور بازاروں اور محلوں میں بھی اسلامی ہدایات کے پیشِ نظر ہمہ وقت توجہ دینے اور خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

منی کے نکلنے سے غسل کیوں ہے اور پیشاب سے کیوں نہیں؟:۔

(۱) منی کے نکلنے سے غسل کا واجب اور لازم ہونا اور پیشاب سے واجب نہ ہونا شریعتِ اسلامیہ کی بڑی خوبیوں میں سے اور رحمت و حکمت و مصلحتِ الٰہی سے ہے کیونکہ منی سارے بدن سے نکلتی ہے، اسی لیے خدا تعالیٰ نے منی کا نام "سلالہ" رکھا ہے۔ منی انسان کے سارے بدن کا ست ہوتا ہے جو بدن سے رواں ہو کر بالآخر پشت کے راستہ سے نیچے آتی ہے اور عضوِ تناسل سے خارج ہوتی ہے۔ اس کے نکلنے سے بدن کو بہت ضعف پہونچتا ہے اور پیشاب و پاخانہ صرف کھانے پینے کے فضلے ہوتے ہیں جو مثانہ و معدے میں جمع رہتے ہیں اس لیے منی کے نکلنے سے بہ نسبت پیشاب و پاخانہ کے جسم کو بہت کمزوری لاحق ہوتی ہے اور پانی کے استعمال سے وہ کمزوری نہیں رہتی۔

(۲) جنابت (ناپاکی) سے جسم میں گرانی و کاہلی و کمزوری وغیرہ پیدا ہو جاتی ہے اور غسل سے دل میں قوت و نشاط و سُرور اور بدن میں سبکساری پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان صحبت سے فارغ ہوتا ہے تو اس کا دل انقباض اور تنگی کی حالت میں ہوتا ہے اور اس پر تنگی اور غم سا طاری ہو جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو نہایت تنگی و گھٹن میں پاتا ہے اور جب دونوں قسم کی نجاستیں دور ہو جاتی ہیں اور اپنے بدن کو ملتا اور غسل کرتا ہے اور صاف کپڑے بدل کر خوشبو لگاتا ہے تب اس کی تنگی

دور ہو جاتی ہے اور خوشی محسوس ہوتی ہے، پہلی حالت کو حدث اور دوسری حالت کو طہارت کہتے ہیں۔

(۳) حاذق طبیبوں نے لکھا ہے کہ جماع کے بعد غسل کرنا بدن کی تحلیل شدہ قوتوں اور کمزوریوں کو لوٹا دیتا ہے اور بدن و روح کے لیے نہایت مفید ہے۔ اور غسل نہ کرنا بدن و روح کے لیے سخت مضر ہے، اس امر کی خوبی پر عقل و فطرتِ سلیمہ کافی گواہ ہیں، نیز اگر شارع علیہ السلام پیشاب و پاخانہ کے بعد غسل کرنا لازم ٹھہراتے تو لوگوں کو سخت حرج ہوتا اور وہ محنت و مشقت میں پڑ جاتے جو کہ حکمت اور رحمت و مصلحتِ الٰہی کے خلاف ہے۔

(۴) جماع (صحبت) سے تلذذ ہوتا ہے اور اس سے ذکرِ الٰہی سے غفلت ضرور ہو جاتی ہے، اس لیے اس کی تلافی کے لیے بھی غسل کیا جاتا ہے۔

(۵) منی کے نکلنے سے بدن کے تمام مسامات کھل جاتے ہیں اور کبھی ان سے پسینہ نکلتا ہے اور پسینہ کے ساتھ اندرونی حصۂ بدن کے گندے مواد بھی خارج ہوتے ہیں جو مسامات پر آکر ٹھہر جاتے ہیں، اگر ان کو نہ دھویا جائے تو خطرناک امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (المصالح العقلیہ ص۳۵ اور تفصیل دیکھیے اسرارِ شریعت و حجۃ اللہ البالغہ)۔

غسل کے واجب ہونے کی شرطیں:-

فقہاء کی اصطلاح میں غسل سر سے پیر تک جسم کی تمام اس سطح کے دھونے کو کہتے ہیں جس کا دھونا بغیر کسی قسم کی تکلیف کے ممکن ہو۔ (علم الفقہ ص۲۳ جلد اول)۔

غسل کے معنی، نہانا، پانی سے دھونا، پانی بہا کر میل کچیل جسم سے دور کرنا۔ (مظاہر حق ص۲۸۴ ج۱)

(۱) مسلمان ہونا، کافر پر غسل واجب نہیں۔

(۲) بالغ ہونا، نابالغ پر غسل واجب نہیں۔

(۳) عاقل ہونا، دیوانے اور مست اور بے ہوش پر غسل واجب نہیں۔

(۴) پاک پانی کے استعمال پر قادر ہونا، جس شخص کو قدرت نہ ہو، اس پر غسل واجب نہیں۔

(۵) نماز کا اس قدر وقت ملنا کہ جس میں غسل کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہو، اگر کسی کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ مثلاً کسی کو ایسے تنگ وقت میں نہانے کی ضرورت ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش نہ ہو، یا کوئی عورت ایسے ہی تنگ وقت میں حیض یا نفاس سے پاک ہو۔

(۶) حدثِ اکبر (غسل کے واجب ہونے کی بات) کا پایا جانا، جو حدثِ اکبر سے پاک ہو، اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۷) نماز کے وقت کا تنگ ہونا، شروع وقت میں غسل واجب نہیں ہے۔ (علم الفقہ صـ۳۸ جلد اول و کتاب الفقہ صـ۱۷۰ جلد اول)۔

(مطلب یہ ہے کہ ناپاک ہونے کے بعد فوراً غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ مثلاً رات کو احتلام وغیرہ ہوگیا تو فوراً اسی وقت غسل کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ فجر کی نماز قضاء ہونے سے پہلے غسل ضروری ہے، کیونکہ بغیر طہارت کے نماز نہیں ہو سکتی، اور اگر کوئی سستی کی وجہ سے نماز کو قضاء کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر کسی کو ایسے تنگ وقت میں جنابت (ناپاکی) ہو کہ غسل کرنے کے بعد ادا، وقت باقی نہ رہے تو غسل کرنے کے بعد نماز کی قضاء کرے۔ اور اگر کوئی حائضہ عورت حیض سے ایسے وقت میں فارغ ہو کہ اس کو غسل کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہنے کا وقت بھی نہ ملے تو اس سے اس وقت کی نماز ساقط ہو جائے گی، اگر غسل کے بعد اتنا وقت ملا کہ وہ تکبیر تحریمہ کہہ سکتی تھی تو اس پر اس وقت کی نماز کی قضاء واجب ہوگی۔
محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں:-

(۱) تمام جسم کے ظاہری حصہ پر پانی کا پہونچ جانا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو، اگر بغیر کسی عذر کے کوئی ظاہری حصہ جسم کا بال برابر بھی خشک رہ جائے گا تو غسل صحیح نہ ہوگا۔

(۲) جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جس کی وجہ سے جسم تک پانی نہ پہونچ سکے۔ مثلاً جسم پر

چربی یا خشک موم یا خمیرہ وغیرہ لگا ہوا ہو یا انگلیوں میں تنگ انگوٹھی چھلّے وغیرہ ہوں یا کانوں میں تنگ بالیاں ہوں کہ سوراخ میں پانی نہ پہونچ سکے۔

(۳) جن چیزوں سے حدثِ اکبر (غسل واجب کرنیوالی چیز) ہوتا ہے ان چیزوں کا حالتِ غسل میں نہ ہونا، کوئی عورت حیض (ماہواری) میں یا نفاس (بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے) کی حالت میں غسل کرے یا کوئی مرد منی گرنے کی حالت میں غسل کرے تو غسل صحیح نہ ہوگا۔ (علم الفقہ ص۸۴ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ امام اعظم رحؒ کے نزدیک وضو اور غسل بغیر نیت کے معتبر ہوں گے کیونکہ ان کے نزدیک نیت فرض نہیں ہے بلکہ سنت اور مستحب ہے، لہٰذا اگر وضو یا غسل بغیر نیت کے کیا گیا تو ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ بہتر یہ ہے کہ شروع وضو میں ہاتھ دھونے کے وقت نیت کر لی جائے مناسب یہ ہے کہ وضو شروع کرنے کے وقت غسل میں نیت کر لے۔ (مظاہر حق ص۵۹ ج۱ و فتاویٰ دار العلوم ص۱۵۹ جلد۲)

غسل کا مسنون و مستحب طریقہ:۔

مسئلہ:۔ جو غسل کرنا چاہے اس کو چاہیئے کہ کوئی کپڑا مثل لنگی وغیرہ کے باندھ کر نہائے اور اگر برہنہ ہو کر (کپڑے اتار کر) نہائے تو کسی ایسی جگہ نہائے کہ جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پہونچ سکے، اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو زمین پر انگلی سے ایک دائرہ کھینچ کر اس کے اندر بسم اللہ الخ پڑھ کر نہائے۔

مسئلہ:۔ عورت کو اور برہنہ نہانے والے کو بیٹھ کر نہانا چاہیئے، اگر کوئی مرد کپڑے پہنے ہوئے نہائے اس کو اختیار ہے چاہے بیٹھ کر نہائے اور چاہے کھڑے ہو کر، اگر برہنہ نہائے تو نہاتے وقت قبلہ کی طرف منھ نہ کرے، اور سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد اپنے خاص حصہ کو مع خصیتین کے دھوئے، اگر ان پر کوئی نجاست حقیقیہ نہ ہو، اس کے بعد اگر بدن پر کہیں نجاستِ حقیقیہ ہو تو اس کو دھو ڈالے، اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹی

(صابن وغیرہ سے) مل کر دھوئے، اس کے بعد پورا وضوء کرے، یہاں تک کہ سر کا مسح بھی اور اگر کسی ایسے مقام پر نہاتا ہو جہاں غسل کا پانی جمع رہتا ہو تو پیروں کو اس وقت نہ دھوئے بلکہ بعد فراغت غسل کے دوسری جگہ ہٹ کر پیروں کو دھوئے، اگر یہ غسل فرض ہو تو اس وضوء میں سوا بسم اللہ کے اور کوئی دعاء نہ پڑھے وضوء کے بعد اپنے بالوں میں انگلیاں ڈال کر تین مرتبہ سر کا خلال کرے، پہلے داہنی جانب کا، پھر بائیں جانب کا، اس کے بعد اپنے سر پر پانی ڈالے پھر داہنے شانے پر پھر بائیں شانے پر اور تمام جسم کو ہاتھوں سے ملے اسی طرح دوبارہ اور تمام جسم پر اسی ترتیب سے پانی ڈالے تاکہ تین بار تمام جسم پر پانی پہونچ جائے، اس کے بعد چاہے اپنے جسم کو کسی کپڑے (تولیہ وغیرہ) سے پونچھ ڈالے اور نہاتے وقت کسی سے کوئی بات بغیر ضرورت شدید کے نہ کرے۔ (علم الفقہ ص۹۳ جلد اول وکتاب الفقہ ص۱۶ جلد اول وفتاوی دارالعلوم ص۱۵۸ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۴۵ تا ص۴۹ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ وضوء اور غسل میں اتنا پانی خرچ کرو جتنی ضرورت ہو، زیادہ پانی برباد نہ کرو، اعتدال پسندیدہ چیز ہے۔ (کشف الاسرار ص۲۹ جلد اول)۔

غسل کے فرائض:۔ غسل میں ایک فرض ہے وہ یہ کہ تمام بدن کے ظاہری حصہ کا سر سے پیر تک دھونا اس طرح کہ بال برابر کوئی حصہ جسم کا خشک نہ رہنے پائے۔ ناف کا دھونا فرض ہے۔ ڈاڑھی مونچھ اور ان کے نیچے کی سطح کا دھونا فرض ہے، اگرچہ یہ چیزیں گھنی ہوں اور ان کی نیچے کی جگہ نظر نہ آتی ہو، سر کے بالوں کا بھگونا فرض ہے اگرچہ ان میں گوند یا خطمی لگی ہو، انگوٹھی اگر تنگ ہو اور کان کے سوراخوں میں بالیاں ہوں کہ بے حرکت دیئے ہوئے پانی جسم تک نہ پہونچے تو ان کا حرکت دینا فرض ہے اور کان کے سوراخوں میں اگر بالیاں نہ ہوں، اور سوراخ اگر بند نہ ہوئے ہوں تو اگر بغیر ہاتھ سے ملے ہوئے یا کوئی تنکا وغیرہ ڈالے ہوئے پانی ان میں نہ پہونچے تو تنکے وغیرہ کا ڈال کر ان میں پانی پہونچانا فرض ہے۔ (علم الفقہ ص۹۳ وہدایہ ص۱ جلد ۱)۔

(۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) تمام بدن کو پانی سے دھونا۔ (کتاب الفقہ ص۱۰۸ جلد اول)۔

غسل میں جن اعضاء کا دھونا ضروری نہیں ہے:۔ (۱) بدن کا ملنا اگر اس پر کوئی نجاست حقیقیہ ایسی نہ ہو جو بغیر ملے ہوئے دور نہ ہو سکے۔
(۲) عورت کو اپنے خاص حصہ کے اندرونی جزء کا انگلی وغیرہ ڈال کر صاف کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۳) جسم کے اس حصہ کا دھونا جس کے دھونے سے تکلیف یا ضرر ہو مثلاً آنکھ کے اندر کی سطح کا دھونا، اگرچہ اس میں نجس سرمہ لگا ہو، یا عورت کو اپنے کان کے اس سوراخ کا تنکا وغیرہ ڈال کر دھونا جو بند ہو گیا ہو، دھونا ضروری نہیں ہے۔
جس مرد کا ختنہ نہ ہوا ہو اس کو ختنہ کی کھال کو اوپر چڑھانے میں تکلیف ہو تو اس کو اس کھال کے نیچے کی جلد کا دھونا ضروری نہیں ہے،
عورت کو اپنے گندھے ہوئے بالوں کا کھولنا بشرطیکہ بغیر کھولے ہوئے بالوں کی جڑیں بھیگ جائیں، اگر بالوں میں گرہ پڑ گئی ہو تو اس کا کھولنا۔ (علم الفقہ ص۹۶ جلد اول)۔

مسئلہ: جس کی ختنہ نہ ہوئی ہوں اس کو کھال کے اندر پانی پہونچانا ضروری نہیں ہے (جبکہ مضر ہو) لیکن مستحب ہے کہ ایسا کر لیا جائے۔ (آپ کے مسائل ص۵۴ جلد ۲)۔

غسل کے واجبات:۔ (۱) کلی کرنا۔ (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) مردوں اور عورتوں کو اپنے گندھے ہوئے بالوں کا کھول کر ترکرنا (۴) ناک کے اندر جو میل ناک کے لعاب سے جم جاتا ہے اس کو چھڑا کر اس کے نیچے کی سطح کا دھونا۔ (علم الفقہ ص۹۴ جلد ۱)۔

غسل کی سنتیں:۔ (۱) نیت کرنا یعنی دل میں یہ قصد کرنا کہ میں نجاست سے پاک ہونے کے لیے اور خدا کی خوشنودی اور ثواب کے لیے نہاتا ہوں، نہ کہ بدن صاف کرنے کے لیے۔

(۲) اسی ترتیب سے غسل کرنا یعنی پہلے ہاتھوں کا دھونا، پھر خاص حصہ کا دھونا، پھر نجاستِ حقیقیہ کا دھونا اگر نجاست ہو، پھر پورا وضو کرنا، اور اگر ایسی جگہ ہو جہاں پر پانی جمع رہتا ہو تو پیروں کا غسل کے بعد دوسری جگہ ہٹ کر دھونا، پھر تمام بدن پر پانی بہانا۔

(۳) بسم اللہ الخ کا کہنا۔ (۴) مسواک کرنا۔

(۵) ہاتھوں، پیروں کی انگلیوں اور ڈاڑھی کا تین تین مرتبہ خلال کرنا۔

(۶) بدن کو مَلنا۔ (۷) بدن کو اس طرح دھونا کہ باوجود جسم اور ہوا کے معتدل ہونے کے ایک بھی حصہ خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرے حصہ کو دھو ڈالے۔

(۸) تمام جسم پر تین مرتبہ پانی ڈالنا۔ (علم الفقہ ص۹۴ جلد اول، ہدایہ ص۱۱ جلد اول کبیری ص۵)۔

غسل کے مستحبات:۔ (۱) ایسی جگہ نہانا جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پہونچے، یا تہبند وغیرہ باندھ کر نہانا۔

(۲) داہنی جانب کو بائیں جانب سے پہلے دھونا۔

(۳) سر کے داہنے حصہ کا پہلے خلال کرنا پھر بائیں حصہ کا۔

(۴) تمام جسم پر پانی اس ترتیب سے بہانا کہ پہلے سر، پھر داہنے شانے، پھر بائیں شانے پر۔

(۵) جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں وہ غسل میں بھی مستحب ہیں، سوا قبلہ رُو ہونے اور دعا پڑھنے کے اور غسل کا بچا ہوا پانی بھی کھڑے ہو کر پینا مستحب نہیں ہے۔

غسل کے مکروہات:۔ (۱) برہنہ نہانے والے کو قبلہ رو ہونا۔ (۲) بلاضرورت ایسی جگہ نہانا جہاں کسی غیر محرم کی نظر پہونچ سکے۔

(۳) غسل میں سوا بسم اللہ کے اور دعاؤں کا پڑھنا۔

(۴) بے ضرورت بات چیت کرنا۔

(۵) جتنی چیزیں وضو میں مکروہ ہیں وہ غسل میں بھی مکروہ ہیں۔ (علم الفقہ ص۹۵ ج۱)

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں :- (۱) اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ نہ جدا ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے، غسل فرض نہ ہوگا، مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اُٹھایا یا اونچے سے گر پڑا، یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی (تو غسل فرض نہ ہوگا)

(۲) اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جُدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نہ نکلی تو غسل فرض نہ ہوگا، خواہ یہ نہ نکلنا خود بخود ہو یا خاص حصہ کا سوراخ بند ہو جانے کے سبب سے ہو، خواہ ہاتھ سے بند کیا گیا ہو یا روئی وغیرہ رکھ کر۔

(۳) اگر کسی شخص کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے بغیر شہوت کے منی نکلی تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

(۴) اگر کوئی مرد کسی جانور یا مُردہ کے خاص حصہ یا مشترک حصہ میں اپنا خاص حصہ داخل کرے یا اس کا خاص حصہ اپنے مشترک حصہ میں داخل کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ منی نہ نکلے، اسی طرح اگر کوئی عورت کسی جانور یا مردہ کا خاص حصہ یا کوئی لکڑی یا انگلی یا اور کوئی چیز اپنے خاص حصہ یا مشترک حصہ میں داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا، بشرطیکہ منی نہ نکلے اور خاص حصہ کو مشترک حصہ میں داخل کرنے میں بھی یہ شرط ہے کہ غلبۂ شہوت کا نہ ہو۔

مسئلہ: جس جانور سے وطی آدمی کرے گا، اس جانور کے متعلق حکم یہ ہے کہ اس کو ذبح کر کے جلا ڈالا جائے۔ اور مستحب یہ ہے کہ اس کا گوشت کھایا نہ جائے۔ منشاء یہ ہے کہ یہ طریقہ شریعت کے خلاف ہے اور قابلِ مؤاخذہ اور لائقِ تعزیر ہے۔ (کشف الاسرار صنـ۴۰ جلد اول)۔

(۵) اگر کوئی بے شہوت لڑکا کسی عورت کے ساتھ جماع کرے تو کسی پر بھی غسل فرض نہ ہوگا، اگرچہ عورت مکلف ہو۔ (اگر عورت کے منی نکلے تو عورت پر غسل واجب ہو جائے گا)۔

(۶) اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ اپنے ہی مشترک حصہ میں داخل کرے تو اس پر غسل

فرض نہ ہوگا۔ (بشرطیکہ منی نہ نکلے)۔
(۷) اگر کوئی مرد کسی کم سن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا، بشرطیکہ منی نہ گرے، اور وہ عورت اس قدر کم سن (کم عمر) ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصہ اور مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف ہو۔
(۸) اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے اور کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اس کی وجہ سے نہ محسوس ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔ (جبکہ منی نہ نکلے)۔
(۹) اگر کسی کنواری عورت کے ساتھ صحبت کی جائے اور اس کی بکارت زائل نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا (یعنی کمسن بچی پر تو غسل واجب نہ ہوگا لیکن بالغ پر غسل فرض ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ مرد کے خاص حصہ کا سر عورت کی شرمگاہ میں چھپ جائے، خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔
(۱۰) اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کا جز مقدار سر حشفہ سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔
(۱۱) مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔
(۱۲) اگر کسی عورت کے خاص حصہ میں مرد کی منی بغیر مرد کے (انگشت وغیرہ کے ذریعہ) خاص حصہ کے داخل کی جائے تو اس پر بھی (یعنی عورت پر) غسل فرض نہ ہوگا۔ (جب کہ عورت کو شہوت منی پہونچاتے ہوئے نہ ہو اس کی تفصیل صفحہ پر ہے)۔
(۱۳) اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہو اور خون بالکل نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔
(۱۴) استحاضہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ (بیماری کی وجہ سے عورت کو مستقل خون آتا رہتا ہے)۔
(۱۵) اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس کے اوپر غسل فرض نہیں ہوتا۔
(۱۶) سو اُٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھنے کی بقیہ سات صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا۔ (۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۲) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۳) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۴) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۵) یقین

ہوجائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو(۶) یا یاد نہ ہو۔(۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ ہاں دوسری، تیسری، ساتویں صورت میں احتیاطاً غسل کرلینا ضروری ہے۔(۸)۔ حق۔یعنی انیمہ کے مشترک حصہ میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔(۹) اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔(بشرطیکہ منی نہ نکلے)۔(علم الفقہ ص۹ جلد اول و بہشتی زیور ص۱۶ ج۱۱ بحوالہ کبیری ص۳۹ و عالمگیری ص۱۵ جلد اول و درمختار ص۳۱ جلد اول و مؤطا امام محمد ص۶۶ جلد۱)

جن صورتوں میں غسل واجب ہے؟:-

(۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالتِ کفر میں اس کو حدثِ اکبر ہوا ہو(نہانے کی حاجت) اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر اسلام لانے کے بعد نہانا واجب ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص پندرہ سال کی عمر سے پہلے بالغ ہوجائے تو اس کا نہانا واجب ہے

(۳) مسلمان مُردے کو نہلانا زندہ مسلمانوں پر واجب کفایہ ہے۔

جن صورتوں میں غسل سنت ہے؟:-

(۱) جمعہ کے دن بعد نماز فجر کے جمعہ کے لیے ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر نمازِ جمعہ واجب ہو۔

(۲) عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔

(۳) حج یا عمرہ کے احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

(۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سنت ہے۔(علم الفقہ ص۹۱ جلد۲، ہدایہ ص۱۱، کبیری ص۵۴)

مسئلہ:- جہاں پر عیدین کی نماز جائز نہیں ہے ان کے لیے غسل مسنون نہیں ہے، کریں گے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں۔(فتاویٰ محمودیہ ص۲۶۷ جلد۴)۔

مسئلہ:- جمعہ کے دن عید پڑ جائے اور اسی دن جنابت بھی پیش آجائے تو ایک

ہی غسل عیدین، جمعہ اور جنابت تینوں کے لیے کافی ہے۔ (کشف الاسرار صـ۲۴ جلد ۱)

جن صورتوں میں غسل مستحب ہے :۔

(۱) اسلام لانے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے اگرچہ حدث اکبر سے پاک ہو۔

(۲) کوئی مرد یا عورت جب پندرہ سال کی عمر کو پہونچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

(۳) پچھنے لگوانے (خراب خون نکلوانے) کے بعد اور جنون اور مستی و بے ہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

(۴) مردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔

(۵) شب برارت یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے۔

(۶) لیلۃ القدر کی راتوں میں غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہو۔

(۷) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

(۸) مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لیے دسویں تاریخ کی صبح کو نمازِ فجر کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

(۹) طوافِ زیارت کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

(۱۰) کنکریاں پھینکنے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

(۱۱) کسوف (سورج گہن) اور خسوف (چاند گہن) اور استسقاء (پانی کی طلب) کے لیے غسل مستحب ہے۔

(۱۲) خوف اور مصیبت کی نمازوں کے لیے غسل مستحب ہے۔

(۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لیے غسل مستحب ہے۔

(۱۴) سفر سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جبکہ وہ اپنے وطن پہونچ جائے۔

(۱۵) استحاضہ والی عورت کو غسل کرنا مستحب ہے جب کہ استحاضہ دفع ہو جائے۔

(۱۶) جو شخص قتل کیا جاتا ہو، اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔ (علم الفقہ صـ۹۲ جلد اول)

(۱۷) نیا لباس پہننے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

(۱۸) مجلسوں میں شرکت کے لیے یعنی تقریبات میں جانے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے (کبیری ص۵۵، شرح وقایہ ص۷۰، نورالایضاح ص۳۹، کتاب الفقہ ص۱۹۳ جلد اول، کشف الاسرار ص۵۴ جلد اول، مظاہر حق ص۳۲۶ جلد اول)۔

غسل کے فرض ہونے کی صورت :۔ حدث اکبر سے پاک ہونے کے لیے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونے کے چار سبب ہیں :۔

پہلا سبب :۔ خروج منی یعنی منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا۔ سونے میں یا جاگتے میں، بے ہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے یا بغیر جماع کے، کسی خیال و تصوّر سے یا خاص حصہ کو ہاتھ سے حرکت دینے (مشت زنی) سے یا لواطت (اغلام بازی) سے یا کسی مُردہ جانور سے خواہش پوری کرنے سے۔

اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جُدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔ مثال۔ منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی، مگر اس نے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی، تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے روئی یا ہاتھ ہٹا لیا اور منی بغیر شہوت خارج ہو گئی۔

مسئلہ :۔ اگر کسی کے خاص حصہ سے کچھ منی نکلی اور کچھ اندر باقی رہ گئی اور اس نے غسل کر لیا، بعد غسل کے وہ منی جو باقی رہ گئی تھی وہ بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا، دوبارہ پھر غسل کرنا فرض ہے، بشرطیکہ یہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے نکلے

مسئلہ :۔ اگر کسی کے خاص حصہ سے پیشاب کرنے کے بعد منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔

مسئلہ :۔ اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سو کر اُٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اس میں چودہ صورتیں ہیں منجملہ ان کے سات صورتوں میں غسل فرض ہے۔

(۱) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا وَدی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔

مسئلہ :۔ اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کی منی خاص حصہ کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ دی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا اگرچہ وہ منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔ (بحر الرائق)۔

دوسرا سبب :۔ ایلاج یعنی کسی شہوت والے مرد کے خاص حصہ کے سر کا یعنی سپاری کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ میں داخل ہونا خواہ مرد ہو یا عورت یا مخنث، منی گرے یا نہ گرے، اس صورت میں اگر دونوں میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں تو دونوں پر ورنہ جس میں پائی جاتی ہیں اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔ اگر عورت کنواری (غیر شادی شدہ) ہو تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کی بکارت دُور ہو جائے۔

مسئلہ :۔ عورت کم سن (کم عمر) ہو مگر ایسی کم سن نہ ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصّہ اور مشترک حصہ مل جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصہ میں مرد کے خاص حصہ کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائے گا، اگر اس میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں۔

مسئلہ :۔ جس مرد کے خُصیئے کٹ گئے ہوں اس کے خاص حصّہ کا سر اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصہ میں داخل ہو تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔ دونوں پر ورنہ جس میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں اسی پر۔

مسئلہ:۔ اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اس کے جسم سے اسی مقدار کا اعتبار کیا جائے گا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائے گا منی گرے یا نہ گرے۔ (شامی حاشیہ درمختار، بحر)۔

تیسرا سبب:۔ حیض یعنی کسی عورت کے خاص حصہ سے حیض کے خون کا باہر آنا، کم سے کم مدت حیض کی تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات اور کم سے کم دو حیضوں کے درمیان میں پندرہ دن پاک رہتی ہے یعنی ایک حیض کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک دوسرا حیض نہ آتا ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے ممکن ہے کہ کسی عورت کو تمام عمر حیض نہ آئے۔

حیض کی مدت میں سوا خالص سپیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے حیض سمجھا جائے گا۔ جس عورت کے حیض کی عادت مقرر ہو گئی ہو اس کو اگر عادت سے زیادہ خون آئے مگر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ حیض کا خون سمجھا جائے گا۔

مثال:۔ کسی عورت کو پانچ دن حیض آیا کرتا ہے اس کو اگر نو دن یا دس دن خون آئے تو یہ سب حیض سمجھا جائے گا۔ اگر کسی عورت کو تین دن یا زیادہ، یا اگر عادت مقرر ہو گئی ہو تو عادت کے موافق خون بند ہو جائے اور پندرہ دن یا اس سے زیادہ بند رہے اور اس کے بعد پھر خون آئے تو یہ دونوں خون علیٰحدہ علیحدہ دو حیض سمجھے جائیں گے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی عورت کو دس دن سے کم حیض ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے، اس کے بعد پھر خون آئے تو خون آنے کے وقت سے دس دن تک اس کے حیض کا زمانہ سمجھا جائے گا، اگر عادت مقرر نہ ہو ورنہ خون آنے کے دن سے بقدر عادت

کے حیض سمجھا جائے گا۔
مثال: جس عورت کی عادت مقرر نہیں اس کو ایک دن خون آیا، اس کے بعد چودہ دن تک بند رہا اس کے بعد پھر خون آیا تو ایک دن وہ جس میں خون آیا اور نو دن وہ جن میں خون نہیں، یہ جملہ دس دن حیض سمجھے جائیں گے۔
جس عورت کی عادت سات دن حیض کی ہو، اس کو ایک دن خون آیا اور چودہ دن بند رہا تو ایک دن وہ جس میں خون آیا اور چھ دن وہ جن میں خون نہیں آیا جملہ سات دن اس کے حیض سمجھے جائیں گے۔
حیض بند ہونے یا مدت کے ختم پر غسل کرے۔ (ہدایہ ص۱۱ و ص۱۲ جلد اول، کبیری ص۵۴ شرح نقایہ ص۱۵، علم الفقہ ص۸۶، عالمگیری ص۲۱ جلد اول، امداد الفتاوی ص۴۹ تا ص۵۳ ج۱)

چوتھا سبب:-
نفاس یعنی عورت کے خاص حصہ یا مشترک حصہ سے نفاس کے خون کا باہر نکلنا۔ نفاس کا حکم اس وقت کے خون سے دیا جائے گا جو نصف سے زیادہ حصہ بچہ کے باہر آنے کے بعد نکلے، اس سے پہلے جو خون نکلے وہ نفاس نہیں (بحر الرائق وغیرہ)
زیادہ سے زیادہ مدت نفاس کی چالیس دن رات ہے اور کم مدت کی کوئی حد نہیں ممکن ہے کہ کسی عورت کو بالکل نفاس نہ آئے۔
کم سے کم نفاس اور حیض کے درمیان میں عورت پندرہ دن طاہر (پاک) رہتی ہے نفاس کی مدت میں سوا خالص سپیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے وہ نفاس سمجھا جائیگا جس عورت کی عادت مقرر ہو اس کو عادت سے زیادہ خون آئے مگر چالیس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ سب نفاس سمجھا جائے گا۔
مثال: کسی عورت کو بیس دن نفاس کی عادت ہو اس کو انتالیس دن یا پورے چالیس دن خون آئے تو یہ سب خون نفاس سمجھا جائے گا۔
مسئلہ:- اگر کسی عورت کو چالیس دن سے کم نفاس ہو کر بند ہو جائے اور پھر چالیس دن کے اندر ہی دوسرا خون آئے اور وہ خون چالیس دن کی حد سے آگے

نہ بڑھے تو یہ سب زمانہ یعنی جس میں پہلا خون آیا اور جس میں بند رہا اور جس میں دوسرا خون آیا نفاس سمجھا جائے گا۔ اور اگر دوسرا خون چالیس دن کی حد سے آگے بڑھ جائے تو پہلے خون سے چالیس دن تک اگر عادت مقرر نہ ہو اور اگر عادت مقرر ہو تو بقدر عادت سمجھا جائے گا۔

مثال :۔ ۱؎ کسی عورت کو عادت والی ہو یا بے عادت پندرہ دن نفاس ہو کر بیس دن بند رہا اور پانچ دن پھر خون آیا تو یہ سب زمانہ جس کا مجموعہ چالیس دن ہوتا ہے نفاس سمجھا جائے گا۔

۲؎ جس عورت کی عادت بیس دن نفاس کی ہو اس کو پندرہ دن خون آکر پندرہ دن بند رہے اور پھر گیارہ دن خون آئے تو پندرہ دن جن میں پہلا خون آیا ہے اور پانچ دن جن میں خون بند رہا جملہ بیس دن اس کا نفاس ہوگا، اس لیے کہ دوسرا خون چالیس دن کی حد سے آگے بڑھ گیا ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوں اور دونوں کی ولادت میں چھ مہینے سے کم فصل (وقفہ) ہو تو اس کا نفاس پہلے بچہ کے بعد سے ہوگا۔ پس اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے اندر پیدا ہوا تو جو خون اس کے بعد آئے وہ بھی نفاس ہے بشرطیکہ اتنے دن آئے کہ پہلے خون سے مل کر چالیس دن یا اس سے کم ہو زیادہ نہ ہو اور اگر اتنے دن ہو کہ پہلے خون سے مل کر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو اگر اس کی عادت مقرر نہ ہو تو چالیس دن تک ورنہ جس قدر عادت ہے اس قدر نفاس سمجھا جائے گا۔

مسئلہ :۔ اگر کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوں اور دونوں کی ولادت میں چھ مہینہ یا اس سے زیادہ کا فصل ہو اور دونوں بچوں کے بعد خون آئے تو وہ دونوں خون علحدہ علحدہ دو نفاس سمجھے جائیں گے

مسئلہ :۔ اگر کسی عورت کے پیٹ میں زخم وغیرہ کی وجہ سے سوراخ ہو گیا ہو اور بچہ اس سوراخ سے پیدا ہو گیا ہو تو اگر خون اس کے خاص حصہ یا مشترک حصہ سے باہر آئے تو وہ نفاس سمجھا جائے گا۔ (بحر الرائق وغیرہ، علم الفقہ ص۸۳ جلد اول)۔

مسئلہ:- احتلام (بدخوابی) سے بھی غسل فرض ہو جاتا ہے، مرد و عورت پر بشرطیکہ منی خارج ہو جائے۔ (ہدایہ ص۱۱ جلد اول، کبیری ص۵۴)

مسئلہ:- خلاصہ یہ کہ چار چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے۔ ۱۔ جوش کے ساتھ منی نکلنا۔ ۲۔ مرد کی سپاری کا اندر چلا جانا۔ ۳۔ حیض اور ۴۔ نفاس کے خون کا بند ہو جانا (بہشتی زیور ص۵۷ جلد اول)

جنابت میں غسل کی حکمت :-

سوال :- ایک ہندو نے اعتراضاً مجھ سے کہا ہے کہ اہلِ اسلام اندھا دھند عبادت کرتے ہیں اور تحقیق سے کوئی واسطہ نہیں، مثلاً منی کے نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا کہ تمام جسم کا غسل کیا جائے بلکہ صرف عضوِ تناسل کی تطہیر سے انسان پاک ہو جاتا ہے اگر تمام بدن ناپاک ہو جاتا ہے تو کس طرح؟

جواب :- یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں کہ ان کو ہر ایک اہلِ اسلام بھی نہیں پہچانتا، چہ جائیکہ غیر مسلم، بس اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔

مختصر یہ کہ منی چوں کہ بدن کے تمام حصوں سے سمٹ کر خارج ہوتی ہے، پھر یہ کہ بدن کے نہانے سے بدن سے ضائع شدہ قوت کی تلافی ہو جاتی ہے۔ اس لیے اسلام نے تمام جسم کا دھونا یعنی غسل کو ضروری قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۸ جلد ۱)۔

غسل خانہ کیسا ہو؟ :-

مسئلہ :- بغیر چھت کے غسل خانہ میں بلکہ اگر تنہا ہو تو کھلی فضا میں بھی برہنہ (ننگا) ہو کر غسل کرنا جائز ہے، البتہ غسل خانہ کے دروازہ پر پردہ ڈالنا افضل ہے، (جبکہ کواڑ نہ ہوں) اوپر کی طرف یعنی چھت کی طرف پردہ کی کوئی حاجت نہیں ہے (احسن الفتاویٰ ص۳۲ ج۲)

برہنہ (ننگا) غسل کرنا جائز تو ہے مگر خلافِ سنت ہے، اور مستحب و افضل یہی ہے کہ لنگی وغیرہ باندھ کر غسل کرے، کیونکہ ابو داؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ شرم کرنے والے اور پردہ کرنے والے کو پسند کرتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو ضرور پردہ کرے۔" او کما قال علیہ السلام (طحطاوی علی المراقی ص۵۷)

مسئلہ: غسل خانہ میں اگر بے پردگی کہیں سے نہیں ہوتی تو اس میں برہنہ ہو کر نہانا درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم صفحہ ۱۶ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۳۸۰ جلد ۴۔ بحوالہ غنیۃ المستملی صفحہ ۵)۔

(نیز تنہا مکان میں برہنہ بھی غسل درست ہے جبکہ کہیں سے بے پردگی نہ ہوتی ہو۔ اور غسل کے وضو سے نماز درست ہے)۔

مسئلہ: غسل خانہ میں اگر روشنی کا انتظام نہیں ہے تو وہاں پر روشنی کا انتظام کرلیں خواہ چراغ سے یا بجلی سے۔ (مفہوم فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۲۰۲ جلد ۱۰)

مسئلہ: پردہ کی جگہ پر کپڑے اتار کر غسل کرنا جائز ہے، نیز اگر مرد کھلے میدان میں ناف سے گھٹنوں تک کپڑا باندھ کر غسل کرے تو جائز ہے اور ناف سے گھٹنوں تک (کا حصہ) ستر کھولنا حرام ہے (کسی کے سامنے)۔ (آپ کے مسائل صفحہ ۵۰ جلد ۲)۔

مسئلہ: اگر نیکر، جانگیہ پہن کر کپڑے کے نیچے پانی پہونچ جائے اور بدن کا پوشیدہ حصہ بھی دھل جائے تو غسل صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل صفحہ ۵۱ جلد ۲)۔

مسئلہ: اٹیچ باتھ روم میں غسل صحیح ہے جبکہ وہ پاک ہو اور ناپاک جگہ سے چھینٹیں بھی نہ آتی ہوں۔ اگر وہ جگہ مشکوک ہو، تو پانی بہا کر پہلے اس کو پاک کرلیا جائے، پھر غسل کیا جائے۔ (آپ کے مسائل صفحہ ۵۳ جلد ۲)۔

مسئلہ: غسل کرنا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دونوں طرح جائز ہے۔ اور بیٹھ کر غسل کرنا اس اعتبار سے کہ اس میں پردہ زیادہ ہے، افضل ہوگا۔ (جبکہ بغیر کپڑوں کے کھلی جگہ پر غسل کر رہا ہے)۔ (امداد الفتاویٰ صفحہ ۳۶ جلد اول)

مسئلہ: مرد پر غسل واجب ہو اور پردہ وغیرہ یا باندھنے کے لیے کپڑے وغیرہ کا انتظام نہ ہو تو مردوں کے سامنے نہانا پڑے اور اسی طرح عورت پر غسل ضروری ہو اور اسے صرف عورتوں کے مجمع میں نہانا پڑے تو نہا سکتے ہیں۔ (کشف الاسرار صفحہ ۲۵ جلد اول، علم الفقہ صفحہ ۱۰۱ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم صفحہ ۱۶۹ جلد اول)۔

مسئلہ: غسل خانہ یا بیت الخلاء میں عوام باتیں کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں، یہ بھی

غلط ہے۔ البتہ بلا ضرورت باتیں نہ کریں۔ (اغلاط العوام ص۲۹)۔

مسئلہ:۔ اگر غسل بالکل برہنہ ہوکر کیا جائے تو اس صورت میں قبلہ کی طرف منھ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے بلکہ شمالاً جنوباً ہونا چاہیئے، اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جائے تو اس صورت میں کسی بھی طرف رُخ کرکے غسل کیا جا سکتا ہے۔ (آپ کے مسائل ص۵۴ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ غسل خانہ میں جانے اور نکلنے کا مسنون طریقہ:۔

غسل خانہ (باتھ روم) میں بالعموم صفائی نہیں ہوتی اس لیے بیت الخلاء (فلیش) کی طرح غسلخانہ میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالے غسل سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے، مگر غسل خانہ میں داخل ہونے سے پہلے پڑھے اور فارغ ہونے کے بعد غسل خانہ سے باہر نکل کر وضوء والی دعاء پڑھے۔ اگر غسل خانہ نہایت صاف ستھرا ہو اور اس کے اندر بیت الخلاء (فلیش اٹیچ) نہ ہو تو اس میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت جو پاؤں چاہے رکھے اور بسم اللہ بھی غسل خانہ کے اندر کپڑے اتارنے سے پہلے پڑھے۔ اگر کوئی لنگی وغیرہ باندھ کر غسل کر رہا ہو تو کپڑے اتارنے کے بعد بسم اللہ پڑھے اور حالتِ غسل میں وضوء کی دعائیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ (احسن الفتاوی ص۳۰ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۱۴۵ جلد اول وفتاوی دارالعلوم ص۱۵۹ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ غسل بیٹھ کر کرنا اولیٰ ہے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔ روایات سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر غسل فرماتے تھے۔ (احسن الفتاوی ص۳۵ جلد۲)

مسئلہ:۔ غسل کرتے وقت جو لوگ بلند آواز سے کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں یہ ناجائز اور خلافِ ادب ہے۔ (نماز مسنون ص۱۰۲)۔

مسئلہ:۔ غسل کرتے وقت کوئی دعاء، کوئی کلمہ پڑھنا ضروری نہیں ہے اور نہ درود شریف ضروری ہے بلکہ اگر بدن پر کپڑا نہ ہو تو ایسی حالت میں دعاء، کلمہ، اور درود شریف

وغیرہ جائز ہی نہیں ہے، برہنگی (ننگے ہونے) کی حالت میں خاموش رہنے کا حکم ہے اس وقت کلمہ وغیرہ پڑھنا ناواقفوں کی ایجاد ہے۔ (آپ کے مسائل صـ۴۹ جلد ۲)۔

غسل خانہ میں پیشاب کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ غسل خانہ اگر کچا ہے اس میں سے پیشاب بہہ کر نہیں نکلتا تو ایسے غسل خانہ میں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر غسل خانہ پختہ ہے کہ پانی کے ساتھ پیشاب بھی بہہ کر نکل جاتا ہے تو ایسے غسل خانہ میں پیشاب کرنا مکروہ نہیں ہے جیساکہ آج کل عام طور پر شہروں میں غسل خانے پکّے بنے ہوتے ہیں کہ اس میں پانی نکلنے کی نالی بھی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ نیز آج کل تو اکثر دیہاتوں میں بھی پکّے بنتے ہیں اس لیے آج کل غسل خانوں میں (ضرورت کے وقت جہاں پر پیشاب خانہ نہیں ہے، یا غسل کے وقت) پیشاب کر کے اگر پانی بہا دیا جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔ (بذل المجہود صـ۱۹ جلد ۱)۔

مسئلہ:۔ غسل خانہ میں پیشاب نہیں کرنا چاہیئے، اس سے وسوسہ کا مرض ہو جاتا ہے اور اگر غسل خانہ میں کسی نے پیشاب کر دیا ہو تو غسل سے پہلے اس کو دھو کر پاک کر لینا چاہیئے۔ (آپ کے مسائل صـ۳۲ جلد ۲)۔

غسل میں مصنوعی دانتوں کا حکم:۔

مسئلہ:۔ دانت میں چاندی بھری ہونے پر غسل اور وضوء ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ مصنوعی دانت لگا کر وضوء ہو جاتا ہے، ان کا نکالنا ضروری نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل صـ۴۳ جلد ۲ واحسن الفتاوی صـ۳۲ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ دانتوں کے بیچ میں ڈلی کا ڈھرا (چھالیہ کا ٹکڑا) وغیرہ پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے، اگر اس کی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہونچے تو غسل نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور صـ۵۸ جلد اول بحوالہ منیہ صـ۱۷)

مسئلہ:۔ اگر آسانی سے نکل سکتا ہو تو نکال دینا چاہیئے۔ ڈاڑھ دانت سے چھالی وغیرہ۔ (فتاوی دار العلوم صـ۱۵۴ ج ۱ بحوالہ عالمگیری صـ۱۳ جلد ۱ وامداد الفتاوی صـ۴۶ ج ۱)

مسئلہ:۔ دانتوں میں جن کا دھونا ہے، خلا ہو یا جھری ہو اور اس میں غذا

پھنس کر رہ گئی ہو، تو اس سے غسل باطل نہیں ہوتا۔ لیکن زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ دانتوں کے درمیان اور مسوڑھوں پر جو غذا یا میل کچیل ہو اس کو نکال دیا جائے یعنی صاف کر لیا جائے تاکہ پانی اس جگہ پر پہونچ جائے۔ نیز اگر کسی نے منھ میں پانی ڈالا اور نگل لیا یعنی پی لیا تو کلی کا فرض ادا ہو گیا بشرطیکہ پانی تمام منھ میں پہونچ گیا ہو۔ (کتاب الفقہ صـ۱۸۱ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر دانتوں کے اندر کوئی ایسی چیز پھنسی ہوئی ہو جو پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ ہو تو غسل جنابت (ناپاکی کے غسل) کے لیے اس کا نکالنا ضروری ہے ورنہ غسل صحیح نہ ہوگا۔ مگر یہ حکم اسی وقت ہے جبکہ اس کا نکالنا بغیر مشقت کے ممکن بھی ہو، لیکن جو چیز اس طرح پیوست ہو جائے کہ اس کا نکالنا ممکن نہ رہے، مثلاً دانتوں پر سونے چاندی کا خول اس طرح جما دیا جائے کہ وہ اتر نہ سکے تو اس کے ظاہری حصہ کو دانت کا حکم دیدیا جائے گا۔ اس کو اتارے بغیر غسل جائز ہوگا، نیز دانت (میں مسالہ وغیرہ) بھروانے کے بعد جب مسالہ دانت کے ساتھ پیوست ہو جائے گا اس کا حکم اجنبی چیز کا نہیں رہتا، اس لیے وہ غسل صحیح ہونے سے مانع نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل صـ۵۲ جلد ۲) وفتاوی دارالعلوم صـ۱۵۵ جلد اول بحوالہ ردالمحتار صـ۱۴۳ جلد اول وعالمگیری صـ۱۳ جلد اول باب الغسل)

(یعنی اس کے ہوتے ہوئے غسل صحیح ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ:۔ ٹوٹے ہوئے دانت کو خواہ تار وغیرہ سے باندھے غسل میں کچھ حرج نہیں ہوگا، غسل میں مضمضہ (یعنی کلی) کر لینا کافی ہوگا۔ دانتوں کی جڑ میں پانی پہونچانا مقصود اور ضروری نہیں ہے اور جس کام میں حرج ہو وہ شرعاً معاف ہے۔ (فتاوی دارالعلوم صـ۱۵۶ جلد اول بحوالہ عالمگیری صـ۱۲ جلد اول و نظام الفتاوی صـ۱۰۴ جـ۱)

مسئلہ:۔ وضو اور غسل کی حالت میں منھ کے اندر کوئی ریزہ (چنے سے کم) ہو اور نہ نکالے تو غسل اور وضو درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم صـ۱۵۷ جلد اول بحوالہ عالمگیری باب فرائض وضو صـ۱۲ جلد اول)۔

مسئلہ :۔ جو لوگ پان کھانے کے عادی ہیں یا جو عورتیں مستی کثرت سے لگاتی ہیں ان کے دانتوں میں چونہ و مستی کی تہہ جم جاتی ہے، اگر چھڑانے میں دشواری ہو تو پھر بغیر چھڑائے وضوء و غسل درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۴۲ جلد اول)۔

مسئلہ :۔ دانتوں کے درمیان کھانا وغیرہ عموماً پانی جیسی لطیف چیز کو پہونچنے سے نہیں روکتا لیکن دانتوں کے درمیان پھنسے ہوئے غذا کے ریزے کا نکالنا افضل ہے اور احتیاط کا تقاضہ یہی ہے۔ (کشف الاسرار ص۲۳ جلد اول)

اگر ناپاک نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا؟ :۔

سوال :۔ اگر جنبی نے بالٹی میں ہاتھ ڈال کر اور پانی لے کر غسل کیا تو پانی پاک رہے گا یا نہیں؟

جواب :۔ اگر ناپاک کے ہاتھ میں ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو پانی پاک ہے مگر ہاتھ ڈالنے سے مستعمل ہو جانے کی وجہ سے اس پانی سے غسل درست نہ ہوگا، لہٰذا ہاتھ دھو کر بالٹی میں ڈالے۔ البتہ اگر بغیر ہاتھ ڈالے پانی لینے کی اور کوئی صورت نہ ہو تو ایسی مجبوری میں یہ پانی مستعمل شمار نہ ہوگا۔ بعض فتاوے کے مطابق اگر صرف انگلیاں پانی میں ڈالیں، ہتھیلی نہیں ڈوبی تو پانی مستعمل نہیں ہوا، مگر اس کی وجہ غیر معقول ہے۔
(احسن الفتاویٰ ص۴۷ جلد ۲ بحوالہ رد المختار ص۱۸۴ جلد اول)۔

مسئلہ :۔ جنبی کا ایسے برتن میں ہاتھ ڈالنا جس میں نل میں سے پانی بالٹی میں گر کر بہنے لگے اور جنبی ہاتھ ڈال کر غسل کرنے لگے تو یہ پانی پاک ہے اور اس سے غسل بھی درست ہے اس لیے کہ یہ جاری ہے۔ (احسن الفتاوی ص۴۲ جلد ۲ بحوالہ ہدایہ ص۳۶ ج۱)۔

مسئلہ :۔ بچہ کے ہاتھ ڈالنے سے پانی نجس نہیں ہوتا، البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا، چونکہ چھوٹے بچوں کا اعتبار نہیں ہے، اس لیے دوسرے پانی کے ہوتے ہوئے اس پانی سے وضوء (و غسل) کرنا بہتر نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص۴۱ جلد ۲ بحوالہ منیہ)۔

غسل کے پانی کی چھینٹوں کا حکم :-

مسئلہ :- غسل کے وقت نیچے سے چھینٹیں اُٹھ کر بالٹی میں گرتی ہیں تو یہ پاک ہیں (تھوڑی بہت چھینٹوں سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا)، اس سے غسل بھی صحیح ہے، کیونکہ مستعمل پانی دوسرے پانی سے کم ہو تو وہ مطہر ہے (پاک کرنے والا) البتہ مستعمل پانی زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو اس سے غسل درست نہیں ہے (احسن الفتاویٰ ص۴۱ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۱۶۵ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص۱۶۰ جلد اول و ص۱۷۳ جلد اول)۔

مسئلہ :- غسل خانہ کی دیواروں پر جو چھینٹیں پڑتی ہیں، اس سے غسل میں نقص نہیں ہوتا غسل ہو جاتا ہے، وہم نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۱۵۶ ج۱ والاشباہ والنظائر ص۹۶)

مسئلہ :- وضو یا غسل میں استعمال شدہ پانی پاک ہے، لیکن اس کا اندرونی استعمال مکروہ تنزیہی ہے، اس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے۔ البتہ نجاستِ حقیقیہ کے لیے مطہر ہے یعنی اس سے نجس چیزیں دھوئی جائے تو پاک ہو جائے گی۔ (احسن الفتاویٰ ص۴۰ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۱۸۵ جلد اول)

مسئلہ :- غسل کرنے والے کی چھینٹ اگر حوض میں پڑ جائے تو حوض کا پانی پاک ہے، اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۳۶۵ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۱۸۵ جلد ۱ باب المیاہ)۔

مُنھ کے اندرونی و بیرونی حدود کیا ہیں ؟ :-

مسئلہ :- غسل میں مُنھ کے اندر اس حد تک دھونا فرض ہے جو کہ وضو میں مسنون ہے جس کو کلی یعنی مضمضہ کہتے ہیں اور منھ اٹھا کر غرغرہ کرنا یہ سنت ہے فرض نہیں ہے، پس کوّا جو زبان سے پرے ہے اس کو دھونا غسل میں فرض نہیں ہے، فرض اس قدر ہے جس پر اطلاق مضمضہ کا آتا ہے یعنی جبکہ پانی منھ میں کلی کے لیے لیویں تو جہاں تک سر جھکائے ہوئے بغیر غرغرہ کے پانی پہونچ سکے وہ فرض ہے، الغرض کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جو کہ وضو میں سنت ہے غسل میں فرض ہے۔

نیز غسل میں ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور باقی سنت ہے یعنی تین مرتبہ سنت ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۱۵۲ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۱۴۱ جلد۱ وعالمگیری ص۵ جلد اول باب الوضوء)۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے منہ بھر کر پانی پی لیا تو یہ کلی کے قائم مقام ہو جائے گا، پھر مستقل الگ سے کلی کرنے کی ضرورت نہیں ہے مگر پھر بھی کلی کر لینا بہتر ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۳۱ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۱۴۱ جلد۱)۔

مسئلہ:۔ غسل میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا یاد نہیں رہا تو بعد میں کرلے غسل کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۳۳ جلد۲ ومنیۃ ص۱۴۱)۔

مسئلہ:۔ اگر غسل میں یاد آئے کہ فلاں جگہ سوکھی رہ گئی تو اس جگہ کو دھو ڈالے صرف گیلا ہاتھ پھیرنا کافی نہیں ہے، اور دوبارہ غسل واجب نہیں ہے صرف وہ جگہ دھولے مثلاً اگر ناک میں پانی نہیں ڈالا تو ناک میں پانی ڈالے۔ اسی طرح ہر عضو کو دوبارہ دھولے جو سوکھا رہ گیا تھا، کیونکہ بدن پر بال برابر بھی جگہ سوکھی رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ص۴۳ جلد اول)۔

عورت کے تصور سے منی کا نکلنا:۔

سوال:۔ ایک شخص کو بیٹھے بیٹھے کسی لڑکی کا خیال آیا، یا اس نے کسی کو دیکھا، یا عورت کی تصویر دیکھی یا ناول وغیرہ پڑھتے ہوئے گندے خیالات اور شہوت پیدا ہوئی اور اس کے بعد خیالات میں گم ہوگیا، اس وقت شرمگاہ سے رطوبت خارج ہوئی تو اس سے غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(۲) اور اگر منی بلا کسی گندے خیال وتصور کے نکلے جیسے کہ کبھی جریان کا مرض ہو تو پیشاب کے بعد نکلتی ہے تو اس صورت میں غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ اگر اس تصور وخیال سے شہوت پیدا ہوئی اور عضو میں (یعنی ذکر میں) ایستادگی (سختی) پیدا ہوئی، اس کے بعد منی کا خروج ہوا یعنی منی نکلی تو غسل واجب ہوگا، اور اگر مذی کا خروج ہوا تو غسل واجب نہ ہوگا، مذی کے نکلنے پر صرف وضو کر لینا کافی ہے۔ (بدن یا

کپڑے پر مذی لگی ہو تو اس کا دھو کر پاک کر لینا ضروری ہے، نکلنے والی چیز منی ہے یا مذی یا ودی، اس کی پہچان کے لیے تینوں چیزوں کی تعریف اور فرق معلوم ہو تو اس کا تعین کیا جا سکتا ہے اور پھر حکم کی تعیین بھی آسان ہوگی۔ فقہاء کرام رح نے ہر ایک کی تعریف اس طرح کی ہے:۔

مذی اس پتلی رطوبت کو کہا جاتا ہے جو شہوت کے وقت خارج ہوتی ہے، اس کی رنگت سپید ہوتی ہے، اس میں اور منی میں فرق یہ ہے کہ:۔

(۱) مذی کے نکلنے کے وقت کوئی شہوت یا لذت حاصل نہیں ہوتی، منی میں ہوتی ہے۔

(۲) منی کا نکلنا قوت اور جست (کود) کے ساتھ ہوتا ہے، اس کے بعد انتشار ختم ہو جاتا ہے، مذی میں یہ سب باتیں نہیں ہوتیں۔ علاوہ ازیں منی کی رنگت زیادہ صاف ہوتی ہے اور کچے چھوہارے کی سی بو اس میں ہوتی ہے، ودی بھورے رنگ کی ہوتی ہے جو پیشاب کے بعد اور کبھی اس سے پہلے نکلتی ہے اور پیشاب سے گاڑھی ہوتی ہے (نورالایضاح ص۲۷)۔

عمدۃ الفقہ ص۱۱۱ جلد۲ موجباتِ غسل میں اس طرح تعریف لکھی ہے منی، مذی اور ودی میں یہ فرق ہے کہ مرد کی منی غلیظ اور سفید رنگ کی ہوتی ہے اور عورتوں کی منی پتلی اور زرد رنگ کی گولائی والی ہوتی ہے، مردوں کی منی لمبائی میں پھیلتی ہے منی بہت لذت سے شہوت کے ساتھ کود کر نکلتی ہے اور خرمار (چھوہارے) کے شگوفہ جیسی بُو اس میں ہوتی ہے اور اس میں چپکاہٹ بھی ہوتی ہے، اور اس کے نکلنے سے عضوِ خاص سُست ہو جاتا ہے یعنی شہوت و جوش جاتا رہتا ہے۔

مذی پتلی سفیدی مائل ہوتی ہے، شہوت کے ساتھ بوس و کنار (لپٹنے چمٹنے اور پیار) کرنے سے بغیر کودے اور بغیر لذت و شہوت کے نکلتی ہے، اس کے نکلنے پر شہوت قائم رہتی ہے اور جوش کم نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور یہی چیزیں جب عورتوں میں ہوتی ہیں تو اس کو قذی کہتے ہیں۔

ودی گاڑھا پیشاب ہوتا ہے خواہ پیشاب کے بعد بلا شہوت نکلے یا بعد جماع

(صحبت وہم بستری) یا غسل کے بعد بلا شہوت نکلے۔
صورتِ مسئولہ میں مذکورہ وجوہات میں سے کسی وجہ سے گندے خیالات اور شہوت وعضو میں ایستادگی پیدا ہوئی اور اس کے بعد رطوبت نکلی۔
مندرجہ بالا منی، مذی کی تعریف اور علامات کے پیشِ نظر اگر یہ فیصلہ کرے کہ خارج ہونے والی چیز منی ہے تو غسل واجب ہوگا۔
مسئلہ:۔ غسل فرض ہونے کے اسباب میں منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوکر جسم سے باہر نکلنا خواہ سوتے میں یا جاگتے میں، بے ہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے، یا بغیر جماع کے کسی خیال وتصور سے یا خاص حصہ کو حرکت دینے سے یا کسی اور طرح سے۔ (بہشتی گوہر ص۱۷)۔
(۲) مسئلہ:۔ اگر اس وقت بالکل شہوت نہ ہو، نہ گندے خیالات ہوں نہ عضو میں ایستادگی ہو اور پیشاب کے بعد مرضِ جریان (دھات) کی وجہ سے منی نکل جائے تو غسل واجب نہ ہوگا اور اگر شہوت ہو اور ذکر منتشر ہو (ایستادگی ہو) تو اس صورت میں غسل واجب ہوگا۔
مسئلہ:۔ عمدۃ الفقہ ص۷۹ جلد اول میں ہے:۔ اگر کسی نے پیشاب کیا اور اس کے ذکر سے منی نکلی، اگر اس کے ذکر میں ایستادگی تھی یا وہ منی شہوت کے ساتھ کود کر نکلی تو غسل واجب ہوگا، اور اگر عضو سست تھا اور بغیر شہوت کے نکلی تو واجب نہیں (البتہ وضو ٹوٹ جائے گا)۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۴۱ جلد ۷، ص۱۴۴ جلد ۷، بحوالہ طحطاوی ص۵۵ و درمختار و شامی ص۱۴۹ جلد اول ابحاث الغسل)۔
مسئلہ:۔ مذی، سفید رقیق (پتلا) پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتی ہے مگر شہوت کے ساتھ نہیں نکلتی اور ودی پیشاب کے بعد نکلتی ہے، اور یہ دونوں (مذی اور ودی) نجاستِ غلیظہ ہیں۔ (فتاوی دارالعلوم ص۳۰ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۱۵۳ و ص۳۵۳)۔
مسئلہ:۔ اگر کسی کو دھات آئے تو اس سے غسل واجب نہیں ہے (فتاوی

دارالعلوم ص۱۶۶ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۱۵۳ جلد اول)۔
(مگر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:۔ مذی ناپاک ہے، کپڑے اور بدن پر لگنے سے کپڑا اور بدن ناپاک ہو جاتا ہے، اس کی مقدار کم ہو تو دھونا واجب نہیں ہے، بہتر ہے، مقدار زیادہ ہو تو دھونا ضروری ہو جاتا ہے، اس کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا، البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۶۴ جلد ۴)۔

جو مرد و عورت جسمانی طور پر صحت مند اور طبعی طور پر بالکل درست اور معتدل ہوتے ہیں ان کی منی کا رنگ وغیرہ اکثر اس طرح کا ہوتا ہے کہ مرد کی منی گاڑھی، سفید اور عورت کی منی پتلی زرد ہوتی ہے۔ اور یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ بعض مردوں کی منی کسی مرض اور نقص کی وجہ سے پتلی بھی ہو جاتی ہے۔ اور بعض مردوں کی منی زیادہ جماع (کثرت مباشرت) کرنے کی وجہ سے سرخ رنگت اختیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح عورتیں جو طبعی طور پر زیادہ قوی ہوتی ہیں ان کی منی کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ (مظاہر حق جدید ص۱۴۱ ج۱)

نجاست کی معافی کا مطلب:۔

مسئلہ:۔ معافی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھ لی اور بعد میں اس قلیل نجاست کا علم ہوا تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اور نماز کے دوران نجاست کا علم ہوا اور نماز توڑنے میں جماعت فوت ہو جانے کا خوف ہو تو نماز نہ توڑے، اور اگر جماعت فوت ہونے کا خوف نہ ہو یا تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور قضا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ نماز توڑ دے اور نجاست زائل کر کے نماز پڑھے، قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز نہ توڑے۔

معافی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دھونے کو ضروری نہ سمجھے بلکہ اولین فرصت میں اسے دھو لینا چاہیئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۲۶ جلد ۷ بحوالہ طحطاوی ص۸۴ جلد اول وفتاویٰ دارالعلوم ص۳۰۶ جلد اول)۔

مسئلہ: خضاب لگایا ہو تو وضو اور غسل ہو گا یا نہیں؟:- سیاہ خضاب لگانا سخت گناہ ہے، احادیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ (تفصیل دیکھیے فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۲۹ جلد ۶)۔ لہٰذا خالص سیاہ خضاب نہ لگایا جائے، سرخ یا مہندی کا خضاب لگایا جائے، اگر کسی نے باوجود ناجائز ہونے کے خالص سیاہ خضاب لگایا ہو اگر وہ پانی کی طرح پتلا ہوا ور خشک ہونے کے بعد بالوں تک پانی پہونچنے کے لیے رکاوٹ نہ بنتا ہو تو اس صورت میں وضو و غسل ہو جائے گا اور اگر وہ گاڑھا ہو بالوں تک پانی پہونچنے کے لیے رکاوٹ بنتا ہو تو پھر وضو، و غسل صحیح نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۱۴۵ جلد ۷ بحوالہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۸۳، ابوداؤد شریف صفحہ ۲۲۶ جلد ۲)۔

سوال: اگر فیشن کی وجہ سے بالوں میں رنگ لگایا؟:- یہاں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں سر کے بالوں کو رنگنے کا فیشن ہے تو ایسی حالت میں فرض غسل ان کا صحیح ہو گا یا نہیں؟ خضاب پر اس کو قیاس کرنا صحیح ہو گا یا نہیں؟

جواب:- مہندی جیسا رقیق رنگ ہو تو غسل صحیح ہو جائے گا مگر یہ فیشن قابلِ ترک ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۱۴۶ جلد ۷)۔

مسئلہ: جسم میں کہیں سوراخ ہو جائے تو غسل کیسے کرے؟:- جسم میں اگر کہیں سوراخ ہو جائے مثلاً کسی شخص کے جسم پر گولی لگنے سے سوراخ ہو جائے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ نلکی یا سلائی وغیرہ سے وہاں پر پانی پہونچانے پر مجبور کیا جائے بلکہ یہ واجب ہے کہ صرف اس حصہ تک دھویا جائے جہاں تکلیف اور دشواری نہ ہو۔ (کتاب الفقہ صفحہ ۱۸۷ جلد اول و امداد الفتاویٰ صفحہ ۵۷ جلد اول)۔

مسئلہ: احتلام یاد نہ ہونے پر غسل کا حکم:- مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی منی

پیلی اور پتلی ہوتی ہے، مرد کی منی لمبائی میں گرتی ہے اور عورت کی پھیل کر، اب اگر سونے کے بعد بستر پر منی نظر آئے تو جس کی علامت پائی جائے گی اور جس کو احتلام یاد ہوگا اس پر غسل واجب ہوگا، اور جب منی میں تمیز نہ ہو اور نہ کوئی پہلے بستر پر سویا ہے تو دونوں پر غسل لازم ہوگا، اور اگر کوئی پہلے سویا ہو اور بستر کی منی خشک ہو چکی ہو تو ظاہری طور پر یہ علامت ہوگی کہ پہلے کی ہے لہٰذا ان دونوں میں سے کسی پر غسل واجب نہوگا کیونکہ کسی کو احتلام ہونا یاد نہیں ہے۔ (کشف الاسرار صـ۳۸ جلد اول)۔

مسئلہ: مست و بے ہوش کی مستی اور بے ہوشی جب جاتی رہے تو غسل اس پر ضروری نہیں ہے۔ (کشف الاسرار صـ۴۲ جلد اول)۔

مسئلہ: اگر کسی کو دھات آئے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم صـ۱۶۶ جلد اول بحوالہ رد المحتار صـ۱۵۳ جلد اول

(پیشاب کرنے سے پہلے یا بعد میں گاڑھا گاڑھا پانی پیشاب کی طرح کا ہوتا ہے)

مسئلہ: نیند سے اُٹھ کر عضو پر تری دیکھی اور منی کا اثر کپڑے اور بدن پر مطلقاً نہیں اور یقین ہے کہ وہ منی نہیں ہے تو غسل واجب نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم صـ۱۶۸ جلد اول بحوالہ غنیہ صـ۴۱)۔

(صرف عضو کو دھونا کافی ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ: اگر منی کپڑے پر گر جائے اور کپڑے کو دھو کر پاک کر لیا جائے مگر داغ و دھبہ نہ جائے تو کچھ حرج نہیں ہے وہ کپڑا پاک ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم صـ۳۲۴ جلد اول بحوالہ رد المحتار صـ۳۰۴ جلد اول باب الانجاس)۔

منی کو روک لیا جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: مجھ کو چند روز سے بدخوابی زیادہ ہوتی ہے اور ساتھ ہی یہ عادت بھی ہو گئی ہے کہ احتلام کو روک لیتا ہوں، بعض مرتبہ تو قطرہ وغیرہ کچھ نہیں نکلتا اور بعض وقت ایک آدھ قطرہ نکل جاتا ہے، مجھ کو بعض وقت یہ شبہ ہوتا ہے کہ قطرہ شہوت کے ساتھ نکلا اور بعض مرتبہ بغیر شہوت کے نکلنے کا یقین ہوتا ہے

احتلام کو روک دینے کے بعد بلا شہوت بھی ایک دو قطرہ آجاتا ہے، ایسی حالت میں غسل فرض ہو جاتا ہے یا نہیں؟۔

جواب:۔ جس صورت میں قطرہ، آدھ قطرہ نکلنے کا یقین ہو اس صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے اور جس صورت میں قطرہ وغیرہ نکلنے کا یقین بالکل نہ ہو، اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اور احتلام کو روک لینے کے بعد بلا شہوت اگر قطرہ نکل آئے تو امام ابو یوسف رحؒ اس میں غسل کو واجب نہیں فرماتے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحؒ اور امام محمد رحؒ غسل کو واجب فرماتے ہیں اور اس میں احتیاط زیادہ ہے (یعنی غسل کر لینے میں) (فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۳ جلد اول بحوالہ رد المختار ص۱۴۹ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ حنفیہ کے نزدیک منی ناپاک ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۴۲ جلد اول و رد المختار ص۲۸۹ جلد اول و عالمگیری مصری ص۲۵ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ احتلام والے اور جنبی کا ہاتھ پاک ہے اور جس برتن کو وہ چھوئے وہ بھی پاک ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۴۷ جلد اول بحوالہ رد المختار ص۱۶۱ جلد ا و مرقات حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۹ جلد اول)۔

(اگر ہاتھ میں گندگی لگی ہو جیسے منی وغیرہ تو ناپاک ہوگا۔ محمد رفعت غفرلہٗ)

مسئلہ:۔ حالتِ جنابت کا پسینہ ناپاک نہیں ہے اس سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا (فتاویٰ دار العلوم ص۳۲۳ جلد اول بحوالہ رد المختار ص۲۰۵ جلد اول باب فی السئور)۔

مسئلہ:۔ غسل کے بعد جو نجس کپڑا (احتلام والا) اگر بدن خشک کر کے وہ پہنا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے اور اگر بدن تر ہے تو اس ناپاک لباس کو نہ پہنے کہ احتمال بدن کے ناپاک ہونے کا ہے۔ (فتاویٰ ص۳۱۹ جلد اول بحوالہ رد المختار ج۲۲۱ باب الاستنجاء)۔

(یعنی ناپاک کپڑا خشک بدن پر پہن تو سکتے ہیں لیکن اس سے نماز نہیں پڑھ سکتے محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کو احتلام ہوا اور اس نے عضوِ مخصوص کو دبا لیا یہاں تک کہ شہوت جاتی رہی پھر اس کے بعد منی نکلی تو غسل لازم ہوگا۔

مسئلہ: کسی پر شہوت کی نظر پڑ گئی اور منی اپنی جگہ سے چلی پھر اس نے عضو مخصوص کو داب لیا، شہوت تھوڑی دیر میں ختم ہو گئی، اب منی نکلی، یا غسل کیا اور پیشاب نہیں کیا تھا، بعد میں پیشاب جب کیا تو پھر بقیہ منی بغیر شہوت نکلی تو ان صورتوں میں (طرفین کے نزدیک، امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) غسل دوبارہ واجب ہوگا۔ (کشف الاسرار ص۳۳ جلد اول)۔

غسل کے بعد وضوء کرنا؟:-

مسئلہ: غسل سے فراغت کے بعد بعض لوگ وضوء کرتے ہیں یہ بالکل ضروری نہیں ہے بلکہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ غسل کے شروع میں وضوء کر لینا مسنون ہے اور اگر غلطی سے کسی نے غسل کی ابتداء میں وضوء نہ کیا، بغیر وضوء ہی کے تمام بدن پر پانی ڈال کر غسل کر لیا، تب بھی غسل کے بعد وضوء کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جب تمام بدن پانی ڈالنے سے تر ہو گیا تو اس میں وضوء بھی ہو گیا، اگرچہ خلافِ سنت ہوا۔ (الجواب المتین ص۱ و آپ کے مسائل ص۴۹ جلد ۲)۔

مسئلہ: اگر غسل سنت کے مطابق ادا نہ کیا جائے صرف کلی کر لی، ناک میں پانی ڈالا اور پورے بدن پر پانی بہا لیا تو پاکی حاصل ہو جائے گی کیونکہ غسل میں یہی تین چیزیں فرض ہیں۔ (آپ کے مسائل ص۵ جلد ۲)۔

مسئلہ: ٹھہرے اور جاری پانی میں غوطہ لگانے سے جسم پاک ہو جاتا ہے بشرطیکہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی ہو جائے، اگر یہ دونوں فرض ادا کر لے تو پانی میں ڈبکی لگانے سے غسل صحیح ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل ص۵۱ جلد ۲)۔

مسئلہ: (بڑے) تالاب میں جہاں پر غیر مسلم بھی نہاتے ہوں، اس صورت میں غسل جائز ہے، ناپاکی کا وہم نہ کرنا چاہیئے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۵۳ جلد اول)۔

نرودھ استعمال کرنے میں غسل کا حکم؟:-

مسئلہ: آج کل عورت سے جماع کے وقت بعض لوگ نرودھ کا استعمال کرتے ہیں، اس کے استعمال کی صورت میں غسل واجب ہوگا۔ اور اگر

بغیر ضرورتِ شرعی کے ایسا کیا گیا (یعنی زر دودھ استعمال کیا گیا)، تو گناہ بھی سخت ہوگا۔ (نظام الفتاویٰ صـ۲۶ جلد اول بحوالہ مراقی الفلاح صـ۵۴ جلد اول)۔

شہوت انگیز اسباب سے منی کا نکلنا؟:-

مسئلہ:- جماع کے علاوہ دوسرے شہوت انگیز اسباب سے جو منی نکلتی ہے اس کی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت یہ ہے کہ شہوت کے ساتھ اچھل کر عضوِ مخصوص کی راہ سے منی خارج ہو، لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمکنار ہوا (چھیڑ چھاڑ کی) اور ایسی حالت میں بغیر دخول کے یعنی صحبت کے بغیر منی نکل آئی تو غسل واجب ہوگا۔ اور یہ مسئلہ بتایا جا چکا ہے کہ عضوِ مخصوص کے داخل کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔ اور شہوت سے منی خارج ہونا اس وقت تسلیم کیا جائیگا جبکہ منی اپنی جگہ سے جدا ہوتے وقت لذت محسوس ہوئی ہو، لہٰذا اگر منی لذت کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت میں آئی اور اُسے نکلنے سے روک لیا گیا، لیکن بعد میں وہ بغیر لذت کے نکلی تو بھی غسل واجب ہوگا۔ لیکن یہ جب ہی واجب ہوگا کہ منی اپنی جگہ سے نکل کر عضوِ مخصوص سے خارج بھی ہوئی ہو، پس اگر اپنی جگہ سے حرکت میں تو آ گئی لیکن عضوِ مخصوص سے خارج نہیں ہوئی تو غسل واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ:- جماع وغیرہ سے کسی قدر منی نکلی اور پیشاب کیے بغیر یا اتنا عرصہ توقف کیے بغیر کہ بقیہ منی خارج ہو جاتی غسلِ جنابت (ناپاکی کا غسل) کر لیا اور غسل کے بعد اسی حال میں باقی منی نکلی، لذت کے ساتھ نکلی ہو یا بغیر لذت کے تو ایسی صورت میں دوبارہ غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:- رہا اس منی کا مسئلہ جو بغیر لذت کے خارج ہوئی ہو، مثلاً ریڑھ پر کوئی چوٹ لگی اور منی نکل آئی، یا کوئی ایسا مرض لاحق ہوا کہ منی بغیر لذت کے نکلی تو غسل واجب نہیں ہے (کتاب الفقہ صـ۱۷۶ جلد اول وتفصیل فتاویٰ دار العلوم صـ۱۶۶ جلد اول بحوالہ رد المحتار صـ۱۵۳ جلد اول)۔

مسئلہ:- پیشاب کے بعد نکلنے والا مادّہ اگرچہ وہ منی ہو مگر بلا شہوت نکلے تو

غسل فرض نہیں ہوتا۔ (احسن الفتاویٰ صـ۳۴ جلد ۲ بحوالہ رد المختار صـ۱۴۹ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ یہ غلط مشہور ہے کہ صحبت کرنے کے بعد جب تک پیشاب نہ کریگا پاک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم صـ۱۵۶ جلد بحوالہ رد المختار صـ۱۴۸ جلد اول)۔

(صحبت کرنے کے بعد غسل کرنا البتہ فرض ہے، پیشاب کرنے پر پاکی کا دار و مدار نہیں ہے، البتہ صحبت کے بعد پیشاب کرنے سے امراض دُو ہو جاتے ہیں، اور مذی و منی کی بھی صفائی ہو جاتی ہے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

ایک ساتھ سونے میں غسل کس پر ہے؟:۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی مرد سو اٹھنے کے بعد اپنے کپڑوں پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصہ کو ایستادگی نہ ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی، بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو، اور اس تری کے منی ہونے کا خیال نہ ہو۔ (در مختار)۔

مسئلہ:۔ اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے اور کسی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص اسی بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں غسل کسی پر فرض نہ ہوگا۔ (در مختار، بحر الرائق، علم الفقہ صـ۹۷ جلد اول)۔

جنابت کی حالت میں سونا؟:۔

مسئلہ:۔ رات کو جماع کے بعد ظاہری نجاست دھو کر وضوء کر کے سو جائے مگر نماز فجر سے پہلے غسل کر کے نماز ادا کرنا ضروری ہے، نماز قضاء کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۲۶۳ جلد ۴)۔

مسئلہ: عضو مخصوص کو دھونا اور وضوء کر لینا جنبی کے لیے سونے کے واسطے طہارت

ہے جو جنبی اس حالت میں سو یا کہ اس نے جنابت کے بعد اپنا عضو مخصوص دھو کر وضو کر لیا تو گو یا وہ پاک حالت میں سو یا۔ (مظاہر حق جدید ص۴۲۴ جلد اول)

مسئلہ:۔ جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے۔ (مظاہر حق جدید ص۴۳۴ جلد ۱)

متعدد بار جماع کرنے پر کتنی بار غسل کرے؟:۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنی عورت سے جماع کرے اور پھر دوبارہ جماع کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ ان دونوں جماع کے درمیان وضوء کرلے۔ (مظاہر حق ص۴۲۵ جلد اول)۔

(اس وضوء سے نہ صرف یہ کہ پاکیزگی حاصل ہوتی ہے بلکہ جنسی نشاط ولذت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ:۔ جنبی کے لیے مستحب ہے کہ فوراً غسل کے بجائے اگر کھانا کھانے کا یا سونے کا، یا پھر دوبارہ جماع کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے عضو مخصوص کو دھو کر اسی طرح پورا وضوء کرے جس طرح کہ نماز کے لیے وضوء کیا جاتا ہے۔

نیز متعدد بار جماع کرنے کی صورت میں بھی ایک ہی غسل کافی ہوتا ہے۔ (مظاہر حق ص۴۲۵ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ چند بار جماع (صحبت، ہمبستری) کرنے پر بہتر یہ ہے کہ ہر جماع کے بعد مستقلاً یعنی الگ سے غسل کیا جائے اور اگر چند مرتبہ جماع کے بعد ایک ہی غسل کرے تب بھی درست ہے۔ لیکن اپنے عضوء کو (ہر بار) پاک کرلے، ناپاک عضوء سے جماع نہ کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۷ جلد ۲ بحوالہ عالمگیری ص۲۹ جلد اول، ابوداؤد شریف ص۱۲۳ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ جماع (صحبت) کے بعد فوراً غسل ضروری نہیں ہے، بہتر ہے، لیکن اگر کچھ تاخیر (کسی وجہ سے) ہو جائے تو کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۲ ج۱ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۱۹ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ بیوی سے چند بار صحبت کرنے کے بعد آخر میں صرف ایک بار غسل کرنا کافی ہوتا

ہے لیکن ہر بار کم از کم اپنے عضو، کو دھولینا مستحب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۳۵ جلد ۲ و فتاویٰ دار العلوم ص۱ جلد اول بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۹ جلد اول)۔

ناپاک حالت میں تعویذ استعمال کرنا؟:-

مسئلہ:- جس کاغذ پر آیتِ قرآنی لکھی ہوئی ہو ناپاکی کی حالت میں اس کو چھونا جائز نہیں، لیکن کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہو تو چھونا جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناپاکی کی حالت میں تعویذ پہننا جائز ہے جبکہ وہ تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو۔ (آپ کے مسائل ص۷ جلد ۳)۔

رنگریزوں کے لیے غسل میں رعایت:-

مسئلہ:- تمام بدن کا دھونا غسلِ جنابت کے لیے بالاتفاق فرض ہے، چنانچہ اگر بدن کا ذرا سا حصہ بھی دھونے سے رہ گیا تو غسل باطل ہو جائے گا۔ لہٰذا غسل کرنے والے پر واجب ہے کہ بدن پر سے ہر ایسی شے (چیز) کو جو سطحِ جسم تک پانی پہونچنے سے مانع ہو دور کر دیا جائے۔ اگر ناخنوں میں گندگی جمی رہ گئی کہ اس کے نیچے پانی پہونچنے میں رُکاوٹ ہو تو غسل نہ ہوگا، خواہ نہانے والا شہری ہو یا دیہاتی۔ البتہ مٹی گارے وغیرہ کا میل اگر ناخنوں پر رہ جائے تو معاف ہے۔ ایسی صورتوں میں جو بعض پیشہ وروں کو پیش آتی ہیں مثلاً باورچی (روٹی پکانے والا) کو جسے ہمیشہ آٹا گوندھنے کا کام رہتا ہے یا جیسے رنگ ریز (کپڑا رنگنے والا) کہ اس کے ناخنوں پر گاڑھا رنگ چپاں ہو جاتا ہے اور اس کا چھڑانا دشوار ہوتا ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے اور حالتِ مجبوری میں شریعت، حکم سے مستثنیٰ قرار دیتی ہے۔ لہٰذا اس حال میں غسل باطل نہ ہوگا۔ (کتاب الفقہ ص۱۸۱ ج۱)

جس کپڑے کے ایک حصہ پر منی کا اثر ہو تو بقیہ کا حکم؟:-

سوال:- احتلام ہونے پر کیا جسم کے تمام کپڑے وبستر وغیرہ ناپاک تصور ہوں گے؟ یا جس پر نجاست معلوم ہو رہی ہو وہی ناپاک تصور ہوگا؟

جواب:۔ احتلام ہونے پر تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، بلکہ جس کپڑے پر جتنی دور تک منی کا اثر معلوم ہو وہ کپڑا اسی قدر ناپاک ہوتا ہے باقی سب پاک ہیں۔ (امداد الاحکام ص۳۹۳ جلد اول)۔

(احتیاط اس میں ہی ہے کہ تمام وہ کپڑا جو پہن رکھا ہو تہبند وغیرہ پاک کرلے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:۔ ناپاک تہبند باندھ کر غسل کرنے میں اگر بدن اور تہبند پر بہت سا پانی بہا دیا جائے اور پہنے پہنے اس کو نچوڑ دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا بشرطیکہ ظاہراً نجاست کا اثر محسوس نہ ہو۔ (امداد الاحکام ص۳۹۴ جلد اول بحوالہ البحر ص۲۲۴ ج۱ و فتاویٰ محمودیہ ص۳۸۷ جلد ۴)۔

مسئلہ:۔ احتلام یا صحبت کے بعد نجاست صاف کر کے جانگیہ، نیکر پہن کر اور اس پر کپڑے پہن لیے جائیں اور بعد میں غسل کر کے وہی کپڑے پہن لیے جائیں تو اگر ان کپڑوں پر نجاست نہیں لگی ہے تو ان کپڑوں سے نماز درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۳ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ بیوی سے صحبت کے دوران اگر پسینہ نکلے اور وہ پسینہ کپڑوں میں لگ جائے تو محض پسینہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا، اس لیے کہ انسان کا پسینہ پاک ہوتا ہے لہٰذا اگر اس کپڑے پر نجاستِ حقیقیہ نہ لگی ہو تو ان کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۰ جلد ۲ بحوالہ شامی ص۱۵۲ جلد اول)۔

غسل کے متفرق مسائل:۔

مسئلہ:۔ جنابت (ناپاکی) کی حالت میں کھانا پینا اور دوسرے ایسے تصرفات جن میں پاکی شرط نہیں، جائز ہیں۔ مگر کھانے پینے سے پہلے استنجاء اور وضو کر لینا اچھا ہے۔ کیونکہ صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں جب کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تھے تو وضو فرمایا کرتے تھے۔ (آپ کے مسائل ص۵۵ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ غسل کی حاجت ہو تو ہاتھ منہ دھو کر کھا پی لے اور روزہ رکھ لے۔ غسل بعد میں کرلے، جنابت میں کھانا پینا مکروہ نہیں ہے۔(آپ کے مسائل ص۵۵ جلد۲)

مسئلہ:۔ جنابت کی حالت میں کسی نے سلام کرنا، کسی سے ملنا، سلام کا جواب دینا وغیرہ جائز ہے۔(آپ کے مسائل ص۵۷ جلد۲ واحسن الفتاویٰ ص۳۳ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ ناپاکی کی حالت میں بال وناخن کٹوانے کو بعض فقہاء نے مکروہ تنزیہی لکھا ہے۔ ایسا نہ کرنا چاہیئے۔(امداد الفتاویٰ ص۵۸ جلد اول وفتاویٰ رحیمیہ ص۱۸۰ ج۳)

مسئلہ:۔ غیر ضروری بالوں (زیرناف کے بالوں) کا ہر ہفتے صاف کرنا مستحب ہے چالیس دن تک صفائی مؤخر کرنے کی اجازت ہے، اس کے بعد گناہ ہے لیکن نماز اس حالت میں بھی ہو جاتی ہے۔ نیز ناف سے لے کر رانوں کی جڑ تک اور شرمگاہ (آگے پیچھے) کے اردگرد جہاں تک ممکن ہو صفائی کرنا ضروری ہے۔(آپ کے مسائل ص۵۸ ج۲ وفتاویٰ رحیمیہ ص۲۳۹ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ سینے کے بال بلیڈ یا استرے سے صاف کیے جا سکتے ہیں، نیز پنڈلیوں اور رانوں کے بال خود صاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن دوسرے سے صاف نہ کرائے کیونکہ یہ ستر ہے۔(آپ کے مسائل ص۵ جلد۲)

مسئلہ:۔ ایسا صابن جو استرہ کا کام انجام دیتا ہو (بالوں کے صاف کرنے میں) نیز اس میں ناپاک اجزاء بھی شامل نہ ہوں تو اس کو استرہ ہی کے کام میں استعمال کرسکتے ہیں۔(نظام الفتاویٰ ص۳۵۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ تمام جسم کے بال صاف کردینا جائز ہے (علاوہ ڈاڑھی کے) مونڈ کر یا کسی دوا وغیرہ سے۔(الجواب المتین ص۳۹)

مسئلہ:۔ انیما کے عمل سے غسل واجب نہیں ہوتا مگر خارج شدہ پانی چونکہ نجس ہے اس لیے بدن اور کپڑوں پر نجاست لگ جاتی ہے، اس کا دھونا ضروری ہے، نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے بعد بغیر غسل کیے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

(اجابت نہ ہونے کی صورت میں قبض کی وجہ سے دُبر میں یعنی پاخانہ کے مقام

میں دُوا رکھتے ہیں جس سے فوراً ہی قبض کھل جاتا ہے۔ اس سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ نجاست دور کرنا ضروری ہے۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ:۔ پیشاب کا قطرہ آنے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے، دوبارہ استنجاء اور وضوء کرنا چاہیئے۔ غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر غسل کے بعد منی خارج ہو جائے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر غسل سے پہلے سو لیا ہو، یا پیشاب کر لیا ہو یا چل پھر لیا ہو تو دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ اور اگر صحبت سے فارغ ہو کر فوراً غسل کر لیا، نہ پیشاب کیا، نہ سویا، نہ چلا پھرا، بعد میں منی خارج ہوئی تو دوبارہ غسل لازم ہے۔ (آپ کے مسائل ص۶۱ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ بیوی کے غسل اور وضوء کے پانی کی قیمت شوہر پر لازم ہے خواہ بیوی مال دار ہی کیوں نہ ہو، جس طرح پینے کا پانی ضروری ہے۔ (کشف الاسرار ص۴۵ ج۱)

مسئلہ:۔ اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے اور سر کو چھوڑ کر سارا بدن دھو لیا تب بھی غسل درست ہو گیا لیکن جب مرض ختم ہو جائے تو سر کو دھوئے، نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ص۵۷ جلد اول بحوالہ درمختار ص۱۵۹ جلد)۔

مسئلہ:۔ اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ جب سارے بدن اور پورے سر پر پانی ڈال لیا تو غسل صحیح ہو گیا۔ (بہشتی زیور ص۵۸ جلد اول بحوالہ درمختار ص۱۶۰ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ پانی میں سونے کی چیز ڈال کر غسل کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے، مگر جسم پر چھپکلی گرنے پر یہ عقیدہ رکھنا کہ جب تک سونے کی چیز یا زیور پانی میں ڈال کر نہ نہائیں گے پاک نہ ہوں گے، یہ مسئلہ غلط ہے۔ (آپ کے مسائل ص۵۴ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ بعض لوگ غسل کرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنے کو ضروری سمجھتے ہیں، برہنہ ہو کر کلمہ طیبہ پڑھنا جائز نہیں ہے، بغیر کلمہ پڑھے بھی غسل ہو جائے گا، نہانے کے وقت کلمہ

پڑھنا یا کلمہ پڑھ کر پانی پر دم کرنا، اور اس کو ثواب سمجھنا بدعت ہے۔ (امداد المسائل ص۵۴)

مسئلہ: مشت زنی (ہاتھ سے منی نکالنا) حصولِ لذت کے لیے حرام اور موجب لعنت ہے لیکن اس عمل میں شہوت سے منی کا خروج ہوتا ہے اس لیے غسل واجب ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۷۷ جلد۴ بحوالہ مراقی الفلاح ص۵۶)۔

مسئلہ: جب عضو مخصوص (ذکر) کا سر یا اس کے برابر حصہ ایسے شخص کی قبل یا دبر (شرمگاہ یا پاخانے کا مقام) میں داخل ہو جائے جو جماع کرنے کے قابل ہو اور درمیان میں کوئی دبیز شے ایسی حائل نہ ہو جو جسم کی حرارت محسوس نہ ہونے دے تو فاعل اور مفعول (یعنی داخل کرنے والے اور کرانے والے) دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔

مسئلہ: غسل کے واجب ہونے کے لیے دونوں کا بالغ ہونا ضروری ہے، اگر دونوں میں سے ایک بالغ ہو، دوسرا نابالغ ہو تو بالغ پر غسل واجب ہوگا، البتہ نابالغ کو بھی غسل کرنے کا حکم دیا جائے گا جیسے نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے، حالانکہ نماز فرض نہیں ہوتی، اس بارے میں نابالغ بچی کا بھی وہی حکم ہے جو نابالغ لڑکے کا ہے۔

مسئلہ: بالغ شخص اپنے عضو مخصوص کا سر یعنی سپاری کسی جانور یا میّت کی شرمگاہ میں داخل کرے تو غسل واجب نہ ہوگا۔ (بشرطیکہ منی نہ نکلے)۔ (کتاب الفقہ ص۱۷۲ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۵ جلد اول، غنیہ ص۴۴ بحث الغسل)۔

مسئلہ: عضو تناسل پر کپڑا (موٹا ہو یا باریک) لپیٹ کر جماع کرنے میں بھی احتیاط یہی ہے کہ دونوں غسل کریں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۲ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص۱۵۳ جلد اول ابحاث الغسل)۔

مسئلہ: نابالغہ پر وطی (صحبت) سے غسل فرض نہیں مگر غسل کر لینا اچھا ہے (فتاویٰ دار العلوم ص۱۲۷ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص۱۴۹ جلد ۱ بحث الغسل)۔

مسئلہ: اغلام بازی، زنا کاری اور رنڈی بازی وغیرہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور جو گناہ کبیرہ اس فعلِ شنیع سے ہو، اس سے توبہ کرے اور جنابت خواہ فعلِ

حلال سے ہو خواہ حرام سے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص۱۶۷ جلد ۱ بحوالہ رد المحتار ص۱۵۱ جلد اول)۔

مسئلہ :- کسی کو بغیر ارادہ کے چلتے پھرتے یا بیٹھے ہوئے خود بخود انزال ہو جائے یعنی منی نکل جائے تو غسل واجب نہ ہوگا اور اگر شہوت سے انزال ہوگا تو غسل واجب ہو جائے گا۔ (فتاوی محمودیہ ص۳۱ جلد ۱)

ناپاک شخص کا مسجد میں داخل ہونا؟ :-

مسئلہ :- حالتِ جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں بلا ضرورت مسجد کے اندر داخل ہونا حرام ہے، ایسے حالات میں ضرورت کا تعین حالات پر موقوف ہوگا، مثلاً یہ کہ مسجد کے سوا کہیں سے غسل کو پانی دستیاب نہ ہو، جیسا کہ بعض علاقوں میں ہوتا ہے، ایسی حالت میں مسجد کے درمیان سے گزرنا پانی کی جگہ تک پہونچنے کے لیے جائز ہے لیکن جانے سے پہلے تیمم کرنا واجب ہے۔

مسئلہ :- اس میں وہ صورت داخل ہے کہ ڈول یا رسّی جس سے پانی نکالنا ہے مسجد کے اندر ہو، اور کوئی دوسری صورت پانی نکالنے کے لیے ممکن نہ ہو سکے تو اس کو لانے کے لیے مسجد کے اندر جانا ہوگا۔ یہ کیفیت دیہاتوں میں اکثر پیش آتی ہے جہاں پانی کے نل وغیرہ نہیں ہیں۔ آج کل تو ہر جگہ پانی کی ٹنکیاں وغیرہ ہیں اور پانی تک پہونچنے کے مخصوص راستے ہیں۔ لہٰذا جنبی کو چاہیئے کہ اس ہی راستہ سے جائے (بلا ضرورت) مسجد کے اندر سے نہ جائے۔

مسئلہ :- اگر کوئی مسجد ایسی ہے جہاں پانی کے نل وغیرہ نہیں ہیں اور نہ پانی تک پہونچنے کا کوئی خاص راستہ ہے بلکہ غسل کے لیے پانی مسجد کے اندر سے ہی مل سکتا ہے تو مسجد کے اندر جانے سے پہلے تیمم کر لینا واجب ہے۔

مسئلہ :- ایک شکل مسجد میں داخل ہونے کے جواز کی یہ ہے کہ کوئی خطرہ در پیش ہو اور مسجد کے سوا پناہ کی کوئی جگہ نہ ہو تو ایسی حالت میں تیمم کر کے مسجد کے اندر جانا چاہیئے یہاں تک کہ وہ خطرہ جس کا خوف تھا ٹل جائے۔

مسئلہ: ۔ اگر کوئی مریض ہے، جنابت کی حالت میں پانی کا استعمال نہ کر سکتا ہو تو چاہیئے کہ تیمم کر کے مسجد کے اندر جائے اور اسی تیمم سے نماز پڑھے، لیکن بلا ضرورت وہاں نہ ٹھہرے۔ (کتاب الفقہ صفحہ ۱۹۸ جلد اول)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جنابت (ناپاکی) کی حالت میں مسجد کے اندر جانے کے لیے تیمم کرنا کبھی واجب ہوگا اور کبھی مستحب ہوگا۔ واجب ہونے کے لیے دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ مسجد کے باہر جنابت لاحق ہوئی اور مسجد میں جانا ناگزیر ہے تو تیمم کرنا واجب ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مسجد کے اندر سو گیا، اس وقت وہ پاک تھا لیکن احتلام ہوگیا اور کسی خطرہ کے اندیشہ سے مسجد ہی میں ٹھہرنا لازم ہو تو اس کو تیمم کر لینا واجب ہے۔

ان دونوں صورتوں کے علاوہ اور صورتوں میں تیمم مستحب ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو مسجد کے اندر جنابت لاحق ہوئی تو باہر آنے سے پہلے تیمم کر لینا مستحب ہے۔ یا کوئی جنابت کی حالت میں ہے اور مسجد میں جانے کی مجبوری پیش آئی اور تیمم کرنے کا موقع نہ ملا ہو پھر وہ مجبوری دور ہوگئی، اور باہر آنا ہے، تو مستحب یہ ہے کہ تیمم کرلے تاکہ تیمم کی حالت میں باہر آنا ہو۔ لیکن ان حالات میں اس تیمم سے قرآن شریف پڑھنا یا نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے (تفصیل دیکھئے تیمم کے باب میں)۔

یاد رہے کہ ان تمام مسائل میں لفظ مسجد کے اندر مسجد کا صحن (مسجد کے اندر کا حصہ اور جہاں تک داخل مسجد ہے یعنی جو جگہ نماز کے لیے متعین کر رکھی ہے وہ) داخل ہے۔ البتہ مسجد کے میدان اور باڑہ (یا امام و مؤذن وغیرہ کے کمرہ یا غسل خانہ یا وضو خانہ وغیرہ) کے اندر حالتِ جنابت میں تیمم کے بغیر داخل ہونا جائز ہے۔ (کتاب الفقہ صفحہ ۱۹۹ جلد اول)۔

مسئلہ: ۔ عیدگاہ میں اور مدرسے اور خانقاہ وغیرہ میں جنبی کو (ناپاکی کی حالت میں) جانا جائز ہے۔ (بہشتی زیور صفحہ ۲ جلد ۱۱ بحوالہ در مختار صفحہ ۵ جلد اول)۔

جنازہ کی نماز پڑھانے کی جگہ میں جانا جائز ہے۔ اور اگر مدرسہ کے کمرہ کو مستقل طور پر

مسجد بنا دی گئی ہے تو مسجد کے حکم میں ہے اور اگر عارضی طور پر نماز پڑھنے کا کام لیا جا رہا ہے تو مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔ (کشف الاسرار ص۲۶ جلد ۱)۔

حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں داخل ہونا کیوں منع ہے؟ :۔

مسئلہ :۔ جنبی (ناپاک) اور حیض و نفاس والی عورت کو مسجد کے اندر جانا اس لیے ناجائز ہوا کہ مسجد نماز اور ذکر الٰہی کرنے کی جگہ ہے اور شعائر الٰہی میں سے ہے اور کعبہ کا ایک نمونہ ہے، اس لیے اس کے اندر جانا ایسی ناپاک حالت میں ناجائز ہوا۔ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ط (المصالح العقلیہ ص۳۱ بحوالہ قرآن کریم پارہ ۱۷، رکوع ۱۱)۔

ناپاک ہونے کے بعد کے احکام :۔

مسئلہ :۔ کوئی ایسا شرعی کام جو بغیر وضوء کے نہیں کیا جا سکتا، حالتِ جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں اور غسل کرنے سے پہلے اُس کا کرنا حرام ہے۔ لہٰذا ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا حلال نہیں ہے، خواہ نفل نماز ہو یا فرض ہو۔ بجز اس صورت کے جب کہ پانی دستیاب نہ ہو، یا کسی مرض وغیرہ کے باعث (جس کی تفصیل مسائل وضو میں ہے) پانی استعمال کرنے سے معذوری ہو۔ البتہ حالتِ جنابت میں روزہ فرض ہو، یا نفل صحیح ہوتا ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے ماہ رمضان میں کسی رات طلوع صبح سے پہلے بیوی سے صحبت کی (یا احتلام ہوگیا) اور غسل نہیں کیا تو اس کا روزہ درست ہوگا، (یعنی ناپاکی کی حالت میں روزہ رکھ سکتا ہے (جس کی تفصیل احقر کی مرتب کردہ کتاب مکمل و مدلل مسائل روزہ میں ہے)۔

مسئلہ :۔ ایسے شرعی امور جو حالتِ جنابت میں حلال نہیں ہیں، یہ ہیں :۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنا جنبی کے لیے حرام ہے کہ وہ ناپاکی کی حالت میں قرآن شریف پڑھے۔ نیز قرآن پاک کو ہاتھ لگانا تو بدرجۂ اولیٰ حرام ہے، کیونکہ قرآن شریف کو تو بغیر وضوء کے ہاتھ لگانا منع ہے خواہ کوئی شخص جنبی نہ ہو، تو حالتِ جنابت میں بطریقِ اولیٰ اس کا چھونا حرام ہوگا۔

مسئلہ:۔ جنبی کو قرآن کریم کی تلاوت کرنا حرام ہے، تھوڑا ہو یا بہت، سوائے دو حالتوں کے۔ ایک تو کسی اہم اور قابلِ قدر کام کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرنا ہو تو اس صورت میں جنبی شخص کے لیے جائز ہے کہ بسم اللہ پڑھ لے، اگرچہ بسم اللہ بھی قرآنِ کریم ہی کی ایک آیت ہے۔ دوسرے یہ کہ کوئی چھوٹی آیت کسی کے حق میں بطورِ دعا کے لیے یا کسی کام کی تحسین کے طور پر ہو، مثلاً یہ کہنا کہ "رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔ کہ اے اللہ میری اور میرے والدین کی مغفرت فرما"۔ (کتاب الفقہ صـ۱۹۸ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ حالتِ جنابت (ناپاکی) میں قرآنِ کریم کا سننا جائز ہے۔ (علم الفقہ صـ۱۷۵ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں کلمہ طیبہ، درود شریف اور ہر قسم کا ذکر جائز ہے۔ مگر قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ صـ۳۸ جلد۲ و فتاویٰ دار العلوم صـ۱۷۱ جلد اول بحوالہ رد المحتار صـ۱۶۱ جلد اول بحث الغسل)

مسئلہ:۔ جنب (ناپاک) کے لیے کتب احادیث و فقہ کو چھونا اور پڑھنا درست ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے اور کتبِ تفسیر میں اگر تفسیر غالب ہو تو چھونا درست ہے ورنہ نہیں قرآن شریف کے لکھنے کے جواز میں اس صورت میں اختلاف ہے جب کہ کتابت اس طور پر ہو کہ کاغذ کو ہاتھ نہ لگے، عند الضرورت اس کی گنجائش ہے، لیکن کاغذ کو ہاتھ لگانا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، ترجمہ قرآن کو بھی بے وضو چھونے کے بارے میں فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بحکم قرآن قرار دیا ہے۔ (احسن الفتاویٰ صـ۳۶ جلد۲ بحوالہ رد المحتار صـ۱۶۲ ج۱ و صـ۱۷۲ ج۱)

مسئلہ:۔ حالتِ جنابت میں بال اور ناخن کاٹنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (احسن الفتاویٰ صـ۳۸ جلد۲ بحوالہ عالمگیری صـ۳۵۸ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ ہاتھ کے ناخن اس ترتیب سے کاٹنا بہتر ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگشتِ شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بالترتیب کٹوا کر پھر بائیں چھنگلیا سے بالترتیب کٹوائے اور دائیں انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیوں میں دائیں چھنگلیا سے شروع

کرکے بائیں چھنگلیا پر ختم کرے، یہ ترتیب بہتر اور اولیٰ ہے اس کے خلاف بھی درست ہے
مسئلہ:۔ کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینے چاہئیں، اگر دفن نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ پر ڈال دینے چاہئیں، یہ بھی جائز ہے۔ (الجواب المتین ص۳۱)۔
(مقصد یہ کہ بال اور ناخن وغیرہ پھیلائے نہیں تاکہ بے حرمتی نہ ہو اور دوسروں کو گھن یا تکلیف نہ ہو۔ (رفعت قاسمی غفرلہٗ)

خنثیٰ مشکل پر غسل کیوں نہیں؟:۔

سوال:۔ خنثیٰ مشکل (جس کا عورت اور مرد ہونا کسی علامت سے ثابت نہ ہو) اگر حشفہ (سپاری) دونوں راستوں میں سے کسی میں داخل کرے تو اس پر غسل واجب ہونا چاہیئے، کیونکہ وہ عاقل اور بالغ بھی ہوتے ہیں، حالانکہ نہ ان پر غسل واجب ہوتا ہے اور نہ ان سے جماع کرنے والے پر جب تک اس کو انزال نہ ہو جائے، آخر کیوں؟

جواب:۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حشفہ سے حشفہ تحقیقی مراد ہے اور سبیلین سے واقعی جو سبیلین ہیں وہ مراد ہیں، اور خنثیٰ مشکل کا حشفہ اور اس کی شرمگاہ مشکوک الوجود ہیں، محقق الوجود نہیں، یعنی ان کے حشفہ کے حشفہ ہونے اور ان کی شرمگاہ کے شرمگاہ ہونے میں شبہ ہے، خنثیٰ مشکل مثلاً بحیثیت فاعل جو حشفہ داخل کر رہا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ خنثیٰ بجائے مرد کے عورت ہو، تو اس کا حشفہ ذکر عضوِ زائد قرار پائے گا، اور وہ مثل انگلی کے ہو جائے گا، جس طرح انگلی داخل کرنے سے داخل کرنے والے پر غسل واجب نہیں ہوتا، اسی طرح اس پر بھی واجب نہ ہوگا، اور اگر جس خنثیٰ کی زنانہ شرمگاہ میں داخل کیا، ہو سکتا ہے وہ عورت نہ ہو، مرد ہو، تو اس کی زنانہ شرمگاہ ایک زخم کے درجہ میں ہوگی جس میں داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوا کرتا تو اس طرح دونوں میں سے کسی پر غسل واجب نہیں ہوگا، (جب تک کہ منی نہ نکل جائے)۔

خنثیٰ کے مفعول ہونے میں اس لیئے غسل واجب نہیں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مرد ہو، اور اس کی زنانہ شرمگاہ بمنزلہ زخم قرار پائے۔ اور زنانہ شرمگاہ کی قید لگانے سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی حقیقی مرد خنثیٰ مشکل کے پیچھے کے حصہ میں واقعی اپنا آلۂ تناسل (ذکر) داخل کرے گا

تو اس سے دونوں پر غسل واجب ہوگا۔ خنثیٰ مشکل کی بحث میں سبیلین سے مراد مردانہ اور زنانہ شرمگاہ ہے، پچھلا حصہ (دُبر یعنی پاخانہ کا راستہ) مراد نہیں ہے، اس لیے اس کے پائے جانے سے قطعاً شبہ نہیں ہے۔ (کشف الاسرار صفحہ ۳۶ جلد اول)۔

خُنثیٰ یعنی ہیجڑوں سے متعلق مسائل :۔

مسئلہ :۔ جس شخص کے ذکر یعنی شرمگاہ کے دُو سر ہوں، ان میں سے جس سے عادتاً پیشاب نکلتا ہے وہ شرمگاہ کے حکم میں ہے اور جس سے عادتاً پیشاب نہیں نکلا کرتا وہ زخم کے حکم میں ہے، لہٰذا اگر اس حصے سے کوئی چیز نکلے گی تو یہ ناقضِ وضو نہیں ہوگی جب تک کہ نکل کر بہہ نہ جائے، کیونکہ زخم سے جب تک خون یا پیپ نکل کر بہہ نہیں جاتا، اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور یہ جو کہا گیا کہ جس شخص کی شرمگاہ کے دُو سر ہوں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک حقیقی شرمگاہ ہوتی ہے جس سے عادتاً پیشاب آتا ہے اور دوسرا بطور مرض کے ہوتا ہے، اس سے عام طور پر پیشاب نہیں آتا، لہٰذا جس سے عادۃً پیشاب آتا ہے اُس کے منہ پر پیشاب یا کسی چیز کا اندر سے آجانا ناقضِ وضو ہے، اور باقی دوسرے سے بہنے کی شرط ہے۔

مسئلہ :۔ وہ خنثیٰ جو مشکل نہیں ہے اس کی دوسری شرمگاہ زخم کے درجہ میں ہے، اس سے کسی چیز کا صرف نکلنا ناقضِ وضو نہیں ہے بلکہ بہنا ضروری ہے، اور اگر وہ خنثیٰ مشکل ہے تو اس کی ہر شرمگاہ سے نکلنا ناقضِ وضو ہے، خواہ وہ اپنی جگہ بہے یا نہ بہے۔

خنثیٰ وہ شخص ہے جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتوں میں سے کوئی علامت مکمل طور پر نہ پائی جائے لیکن محض علامت سے اس کا مرد یا عورت ہونا معلوم ہوتا ہو۔ اور خنثیٰ مشکل اسے کہتے ہیں کہ اس کا مرد اور عورت ہونا کسی علامت سے ثابت نہ ہو، نہ بلوغ سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ (کشف الاسرار صفحہ ۱۶ جلد اول)۔

مسئلہ :۔ خنثیٰ مشکل یعنی جس کی جنس کا تعین نہ ہو سکے کہ عورت ہے یا مرد؟ اس کے ساتھ بُرا فعل (صحبت) کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا، نہ اس فعل کے کرانے والے پر اور نہ کرنے والے پر (جبکہ منی نہ نکلی ہو) اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ کوئی مخنث کسی دوسرے

کے قبل یا دُبر میں داخل کرے، یعنی دونوں میں سے کسی پر غسل واجب نہیں ہے، لیکن اگر وہ شخص جو مخنث نہیں ہے، مخنث کے دبر میں داخل کرے تو ان دونوں میں سے جو بالغ ہو اس پر غسل واجب ہوگا۔ (کتاب الفقہ ص ۱۷۲ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۵ جلد اول و غنیہ ص ۴۴ بحث الغسل)۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کے جسم میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء ہوں اور اس کا مرد ہونا متعین نہ ہو تو اس کے جس عضو سے ہوا نکلے، وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۶۵ جلد)۔

عورت کے لیے خصوصی ایام میں رعایتیں صرف اسلام میں ہیں:۔ زمانۂ جاہلیت میں عموماً دوسرے اَدیان باطلہ میں اور خاص کر یہودیوں کے معاشرہ میں عورت کو ایامِ مخصوصہ (حیض و نفاس) میں بہت نجس چیز سمجھا جاتا تھا اور اس کو ایک کمرہ میں بند کر دیتے تھے، وہ نہ کسی چیز کو ہاتھ لگا سکتی تھی، نہ کھانا پکا سکتی تھی اور نہ کسی سے مل سکتی تھی، لیکن اسلام کے معتدل نظام نے ایسی کوئی چیز باقی نہیں رکھی، سوائے روزہ، نماز اور تلاوتِ کلامِ پاک کے باقی تمام چیزیں اس کے لیے جائز قرار دیں حتیٰ کہ وہ ذکر اللہ و تسبیح و درود شریف اور دیگر دعائیں بھی پڑھ سکتی ہے، اور وظائف سوائے قرآن شریف کے پڑھ سکتی ہے۔ خاص ایام میں وظیفۂ زوجیت کی یعنی بیوی سے صحبت کرنے کی اجازت نہیں ہے، نماز، روزہ بھی نہیں کر سکتی۔ اس کے ذمہ صرف روزہ کی قضاء ہے (نماز معاف ہے) نماز کی قضاء نہیں، الغرض ان ایام میں عورت کا کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور دیگر گھریلو خدمات بجالانا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۶۹ جلد ۶)۔

حیض سے فارغ ہوکر غسل کرنے کی وجہ کیا ہے؟:۔ حیض کے خون کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں "اَذًی" یعنی گندگی فرمایا ہے، پس جس گندگی سے بار بار جسم آلودہ ہو اس سے نفسِ انسانی ناپاک ہو جاتا ہے، دوسرا اجرایانِ خون سے لطیف پٹھوں کو

ضعف پہونچتا ہے اور جب غسل کرلیا جائے تو ظاہری اور باطنی طہارت (پاکی) حاصل ہوجاتی ہے اور پٹھے تروتازہ ہوجاتے ہیں اور ان میں پہلی سی قوت لوٹ آتی ہے۔ (المصالح العقلیہ صـ۳۲ از مولانا تھانوی رح)۔

ناپاک اور حائضہ کے لیے نماز و قرآن نہ پڑھنے کی وجہ :- یعنی جنابت

ناپاکی اور حیض و نفاس دونوں ایسی حالتیں ہیں جن کو قرب الٰہی کے ساتھ منافات اور جن میں نجاست سے یعنی ناپاکی سے اختلاط ہے اور نماز و قرآن کریم کا پڑھنا خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا مرتبہ ہے اور خدا کی ہم کلامی کے شرف سے انسان جب ہی مشرف ہوسکتا ہے کہ ہر قسم کی نجاستوں سے پاک و مطہر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے، اس کو ناپاکی سے نفرت ہے۔ (المصالح العقلیہ صـ۳۳)

حیض کا مطلب :- لغت میں "حیض" کے معنیٰ ہیں جاری ہونا، بہنا۔ اور اصطلاح

شریعت میں اس لفظ سے وہ خون مراد ہوتا ہے جو جوان عورت کے رحم سے معمول کے موافق اور حالتِ صحتِ مزاج میں نکلتا ہے، نہ کسی مرض کے سبب یا زچگی کی وجہ سے (یعنی ولادت کے بعد والا خون مراد نہیں ہے) جو خون عورت کے رحم سے معمول کے خلاف یعنی مرض کے سبب سے نکلتا ہے اس کو "استحاضہ" کہا جاتا ہے اور جو خون عورت کے رحم سے زچگی (بچہ کی پیدائش) کے بعد جاری ہوتا ہے اور ٹپکتا ہے اُس کو "نفاس" کہتے ہیں۔ (مظاہر حق جدید صـ۴۸۴ جلد اول)۔

مسئلہ :- ہر مہینہ میں عورتوں کی آگے کی راہ سے معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ (بہشتی زیور صـ۵۷ جلد ۲)۔

مستحاضہ کس کو کہتے ہیں ؟ :- "مستحاضہ" سے مراد وہ عورت ہے جس کے رحم سے

خلافِ معمول خون نکلتا رہتا ہے اور وہ خون نہ تو حیض کا ہوتا ہے اور نہ نفاس (بچہ کی پیدائش کے بعد) کا، بلکہ مرض لاحق ہونے کے سبب جاری ہوجاتا ہے۔ دراصل عورت کے رحم میں ایک خاص رگ ہوتی ہے جس کو عربی زبان میں

"عاذل" کہتے ہیں. کسی بیماری کی وجہ سے، یا پھٹ جانے کی وجہ سے یہ رگ بہنے لگتی ہے اور خون باہر آنے لگتا ہے، اور یہی "استحاضہ کہلاتا ہے۔

اس بیماری میں مبتلا عورت (مستحاضہ) کا حکم یہ ہے کہ اس خون جاری رہنے کے دوران نماز روزہ اور دوسری عبادتیں حسب معمول کرتی رہے۔ اور مستحاضہ کے ساتھ جماع بھی ممنوع نہیں ہے۔ (مظاہر حق جدید صـ۴۸۴ جلد اول)۔

استحاضہ والی عورت کا حکم:۔ "مستحاضہ" کے سلسلے میں حنفی مسلک یہ ہے کہ کسی "معتادہ یعنی عادت والی" کو اگر استحاضہ کی بیماری لاحق ہوجائے اور اس کی وجہ سے حیض اور استحاضہ کے درمیان فرق کرنا اس کے لیے دشوار ہوجائے تو وہ عورت یہ کرے کہ استحاضہ میں مبتلا ہونے سے پہلے اُس کو عادۃً جتنے دنوں حیض کا خون آتا تھا (مثلاً ہر مرتبہ پانچ روز یا چھ روز یا پورے دس روز تک وہ حائضہ رہتی تھی)، تو اتنے ہی دنوں کو وہ حیض کے دن سمجھے اور ان دنوں میں نماز روزہ وغیرہ چھوڑ دے۔ اور پھر جب وہ دن گذر جائیں تو خون کو دھوکر غسل کرلے اور نماز وغیرہ شروع کردے۔

اور اگر کسی "مبتدیہ" کو استحاضہ کی بیماری لاحق ہوجائے مثلاً کسی نوعمر لڑکی کہ اس کو ابھی تک حیض آنا شروع نہیں ہوا تھا، اور پھر پہلی مرتبہ حیض کا خون آیا تھا کہ اس کو استحاضہ کی بیماری لگ گئی اور خون برابر جاری رہتا ہے تو اس کے لیے دس دن کہ جو حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے محسوب ہوں گے۔ یعنی وہ عورت دس دن کو حیض کی مدت قرار دے اس کے دوران نماز وغیرہ چھوڑ دے اور پھر وہ دس دن پورے ہوجائیں تو خون کو دھوکر نہائے اور نماز وغیرہ شروع کردے۔

مسئلہ:۔ حیض کی مدت والے دن گذر جانے پر بس ایک دفعہ اپنے حصہ خاص کو دھوکر غسل کرلے اور جب نماز کا وقت آئے تو جلدی جلدی وضوء کرے۔ اور پھر دوسری نماز کا وقت آنے تک اُسی وضوء سے جو نماز چاہے پڑھ لے، اگرچہ خون بہہ رہا ہو۔ اس خون کے بہنے میں اُس کا حکم معذور کا ہوگا۔ (مظاہر حق صـ۴۹۴ جلد اول)۔

حیض ونفاس کے علاوہ تیسرا خون جو عورتوں کو آتا ہے وہ استحاضہ ہے۔ یہ دراصل رحم کے اندر (بچہ دانی میں) کسی باریک رگ کے پھٹ جانے سے جاری ہوتا ہے اور اکثر مسلسل ہوتا ہے۔ اور کبھی وقفہ کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

استحاضہ والی عورت جس کے ایام معلوم ہوں اس کا معاملہ تو آسان ہے کہ وہ ان ایام میں (حیض سمجھ کر نمازوں وغیرہ سے) توقف کرے گی، پھر غسل کر کے نمازیں وغیرہ پڑھتی رہے گی۔ لیکن جو عورت بالغ ہوتے ہی استحاضہ میں مبتلا ہو جائے یا بعد میں استحاضہ میں مبتلا ہو، اور اس کے ایام گم ہو جائیں یعنی معلوم نہ ہوں کہ حیض کے دن کون سے ہیں اور طہر (پاکی) کے دن کون سے؟ ۔جن عورتوں میں حیض کی بے قاعدگی ہوتی ہے ان میں اس قسم کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے احادیث میں استحاضہ کے بارے میں تین قسم کے احکام ملتے ہیں۔

(۱) معلوم الایام عورت ایک دفعہ غسل کرلے گی اور پھر ہر نماز کے وقت نماز کے لیے جدید (نیا) وضوء کر کے نماز ادا کرے گی۔

مسئلہ:۔ استحاضہ والی عورت سلس البول یعنی جس کو مستقل پیشاب بہتا رہتا ہو یا جیسے نکسیر رسنے والا، اور ایسے تمام معذور لوگ ہر نماز کے وقت تازہ وضوء کریں۔ فرض، نفل، قضاء وغیرہ سب نمازیں ادا کریں اور پھر دوسری نماز کے وقت پھر نیا وضوء کریں۔

(۲) مسلسل خون جاری ہو، اور ایام حیض بھی معلوم نہ ہوں۔ تو ایسی عورت ہر ایک نماز کے لیے غسل کرے، احتیاط کی بناء پر۔

(۳) وقفہ وقفہ سے خون جاری ہوتا ہو، اور ایام بھی معلوم ہوں۔ ایسی عورت ظہر عصر ایک غسل سے اور مغرب عشاء ایک غسل سے اور صبح کی نماز کے لیے الگ غسل کر کے نمازیں ادا کرے گی۔

مسئلہ:۔ استحاضہ والی عورت کا حکم وہ نہیں ہے جو حیض اور نفاس والی عورت کا ہے، یہ نماز پڑھ سکتی ہے، قرآن پاک کو چھو سکتی ہے، مسجد میں داخل ہو سکتی ہے، روزہ

رکھ سکتی ہے، اور خاوند کے ساتھ مباشرت بھی کر سکتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک قسم کی بیماری ہے جس کے متعلق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "یہ کسی رگ کے پھٹ جانے سے خون بہتا ہے اور یہ حیض نہیں۔ جب تمہارے حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دو، جب وہ دن (حیض کے) چلے جائیں تو غسل کرو اور پھر نماز پڑھو۔ (بخاری ص۴۴ جلد ۱ و مسلم ص۱۵۱ ج۱ و نماز مسنون ص۱۶۶ بحوالہ ہدایہ ص۳۹ جلد ۱ و شرح نقایہ ص۳۹ جلد ۱ و کبیری ص۱۳۳ و موطا امام مالک ص۴۷ و ابوداؤد ص۳۶ و نسائی ص۶۵ جلد اول)۔

مسئلہ: استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کے نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو، ایسی عورت نماز بھی پڑھے، روزہ بھی رکھے، قضاء نہ کرنا چاہیئے۔ اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔ استحاضہ والی عورت کے احکام بالکل معذور کے احکام کی طرح ہیں۔ (بہشتی زیور ص۶۱ جلد ۲)۔

استحاضہ کی صورتیں:

مسئلہ: (۱) نو سال سے کم عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ استحاضہ ہے، (بیماری کا خون ہے) حیض نہیں، خواہ تین دن اور رات آئے یا اس سے کم۔

(۲) پچپن ۵۵ سال یا اس سے زیادہ عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بشرطیکہ خالص یا سرخ یا سرخ مائل بہ سیاہی نہ ہو۔

(۳) حاملہ عورت کو جو خون آئے وہ استحاضہ ہے، حیض نہیں۔

(۴) تین دن و رات سے کم جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

(۵) دس دن و رات سے زیادہ جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

(۶) عادت والی عورت کو اس کی عادت سے زیادہ جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔ بشرطیکہ دس دن و رات سے بڑھ جائے۔

مثال: کسی عورت کو پانچ دن حیض آنے کی عادت ہو، اُس کو گیارہ دن خون آئے تو جس قدر اس کی عادت سے بڑھ گیا ہے یعنی چھ دن استحاضہ میں شمار ہوں گے۔

(۷) اگر کسی عورت کو دس دن حیض ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے

اس کے بعد پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہے، حیض نہیں، اس لیے کہ دو حیضوں کے درمیان میں کم سے کم پندرہ دن کا فصل ہوتا ہے۔

(۸) بچہ کے نصف حصہ باہر نکلنے کے پہلے جو خون آئے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں۔ اس لیے کہ نفاس اسی وقت سے ہے جب نصف یا اس سے زیادہ حصہ بچہ کا باہر آجائے۔

(۹) چالیس دن نفاس ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے، اور پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہے حیض نہیں، اس لیے کہ کم سے کم نفاس بند ہونے کے بعد پندرہ دن تک حیض نہیں ہوتا۔

(۱۰) بچہ کے پیدا ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ خون آئے تو اگر اس کی عادت مقرر نہ ہو تو چالیس دن سے جس قدر زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں اور اگر عادت مقرر ہو تو جس قدر عادت سے زیادہ ہے وہ سب نفاس ہے۔ مثال:۔ بے عادت والی عورت کو اکتالیس دن خون آئے تو چالیس دن نفاس ہوگا اور ایک دن استحاضہ، یا جس عورت کو بیس دن نفاس کی عادت ہو اس کو اکتالیس دن خون آئے تو بیس دن اس کا نفاس ہوگا اور اکیس دن استحاضہ۔

(۱۱) جس عورت کے دو بچے پیدا ہوں اور دونوں میں چھ ماہ سے کم فصل ہو، اور دوسرا بچہ چالیس دن کے بعد پیدا ہو جو خون اس کے بعد آئے وہ استحاضہ ہے، نفاس نہیں۔ (علم الفقہ ص۸۹ جلد اول)

مستحاضہ کے لیے ایک تدبیر:۔ مستحاضہ عورت کے لیے ایک تدبیر یہ ہے کہ وہ ایک کپڑے وغیرہ کا لنگوٹ (چڈی وغیرہ) باندھ لے، مستحاضہ کو چاہیے کہ لنگوٹ وغیرہ کے ذریعہ خون کی آمد کو روکنے کی حتی المقدور کوشش کرے، اور اگر اس کے بعد بھی خون آنا نہ رکے تو اس حالت میں پڑھی جانے والی نمازیں بہر حال صحیح ہوں گی اور ان کو لوٹانا ضروری نہیں ہوگا، اور یہ حکم اس شخص کے بارے میں بھی ہے جس کو پیشاب کے قطرہ قطرہ ٹپکتے رہنے کا مرض لاحق ہو۔ (مظاہر حق ص۴۹۵ جلد اول)۔

حیض کس عمر سے اور کب تک آتا ہے؟:۔

مسئلہ:۔ ہر مہینہ میں عورتوں کی آگے کی راہ سے معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔

مسئلہ:۔ کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے، کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے، بلکہ استحاضہ (بیماری کا خون) ہے کہ کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے، اور اگر دس دن رات سے زیادہ خون آیا ہے تو جتنے دن دس سے زیادہ آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔

مسئلہ:۔ اگر تین دن تو ہو گئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کی صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت مغرب کے بعد بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے۔ اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں ہے، جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور دوشنبہ کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں، بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ: حیض کی مدت کے اندر سُرخ، زرد، سبز، خاکی یعنی مٹیالا، سیاہ جو رنگ آئے، سب حیض ہے جب تک گدّی (جو کپڑا رکھا جاتا ہے) بالکل سفید نہ دکھلائی دے اور جب بالکل سفید رہے جیسے کہ رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہو گئی۔

مسئلہ:۔ نو سال سے پہلے اور پچپن سال کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا، اس لیے نو سال سے چھوٹی لڑکی کو خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے۔ اگر پچپن سال کے بعد کچھ خون نکلے تو اگر خون خوب سُرخ یا سیاہ ہو تو وہ حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے (نو سال سے پہلے بالکل حیض نہیں آتا، جو خون بھی نو سال سے کم عمر میں آگے کی راہ سے آئے گا وہ حیض نہیں ہو سکتا اور پچپن سال کے بعد عام طور پر عورتوں کی عادت حیض نہ آنے کی ہے لیکن آنا ممکن ہے، اگر آئے تو ان خاص صورتوں میں جن کا ذکر کیا گیا ہے اس کو حیض کہا جائے گا۔ محمد رفعت قاسمی)

البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے یعنی پچپن سال سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی

رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے، اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ:۔ کسی عورت کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا، پھر کسی مہینہ میں زیادہ آ گیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا تو وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں، اتنا حیض ہے، باقی سب استحاضہ ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن، دن و رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحظہ بھی زیادہ خون آئے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے۔ ان دنوں کی نمازیں قضاء پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ ایک عورت جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے اور کبھی سات دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آ جاتا ہے تو یہ سب حیض ہے ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آئے تو دیکھو کہ اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا، بس اتنے ہی دن حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ:۔ کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا، پھر ایک مہینہ میں پانچ دن خون آیا، اس کے بعد دوسرے مہینہ میں پندرہ دن خون آیا تو اس پندرہ دن میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور دس دن استحاضہ ہے اور پہلی عادت کا اعتبار نہ کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہو گئی (اس صورت میں دس دن تک انتظار کرے خون بند ہونے کا، جبکہ دس دن کے بعد خون بند نہیں ہوا تو پانچ دن کی نمازیں قضاء پڑھے اور ان دس دنوں کے بعد نہائے اور نماز ادا کرے)۔ (بہشتی زیور ص۵۷ جلد۲ بحوالہ جوہرہ ص۳۹ جلد اول، بحر ص۱۹۱ جلد اول، فتح القدیر ص۲۲۲ جلد اول، درمختار ص۳۹ جلد اول و شرح وقایہ ص۱۰۲ جلد اول)

دو حیضوں کے درمیان وقفہ؟:۔

مسئلہ:۔ کسی لڑکی کو پہلے پہل خون آیا تو اگر دس دن یا اس سے

کچھ کم آئے تو سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آئے تو پورے دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے (یعنی بیماری کا خون)۔

مسئلہ :- کسی کو خون پہلے پہل آیا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا، کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اُس دن سے لے کر دس دن و رات حیض ہے، اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے، اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔

مسئلہ :- دو حیضوں کے درمیان پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک خون نہ آئے گا پاک رہے گی۔

مسئلہ :- اگر کسی کو تین دن و رات تک خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر تین دن و رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔

مسئلہ :- اگر کسی کو ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے، ادھر اُدھر ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے (بیماری کا خون ہے)۔

مسئلہ :- اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا، پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی، اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ یوں سمجھیں گے کہ اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا۔ بس جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں باقی سب استحاضہ ہے۔

مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینہ کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ حیض آنے کا معمول ہے پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا، پھر چودہ دن پاک رہی، پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا برابر خون آیا، بس اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے۔ اور اگر چوتھی، پانچویں، چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور تین دن اول کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں۔ اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس

دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔

مسئلہ: حمل کے زمانہ میں جو خون آئے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے چاہے جتنے دن آئے (بہشتی زیور صہ۵۸ جلد ۲ بحوالہ شرح وقایہ صہ۱۰۲ جلد اول، بحرالرائق صہ۲۱۳ جلد اول، فتح القدیر صہ۱۲۱ جلد اول، جوہرۂ نیرہ صہ۳۵)۔

(مگر یہ بات کہ اتنا حیض ہے اور اتنا استحاضہ سولہویں دن سے پہلے معلوم نہ ہوتا تو ایسی حالت میں اول بار خون دیکھا تو نماز چھوڑ دے اس لیے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ حیض کا خون ہو پھر جب ایک دن بعد بند ہوا تو احتمال ہے کہ استحاضہ کا خون تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ حیض ہو اس لیے اس ایک دن کی نماز قضاء پڑھے، قاعدہ کی رو سے پھر چودہ روز کے بعد جو خون آیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلا خون حیض کا تھا۔ اس لیے اس وقت تک کی نمازیں بے کار گئیں جن میں تین دن کی معاف ہو گئیں اور تین دن سے زائد کی قضاء کرے، پھر دیکھنا چاہیے کہ ان تین دن کے بعد اس نے غسل کیا تھا یا نہیں، اگر غسل کر کے نمازیں پڑھیں تو ان تیرہ دنوں کی نمازیں سب درست ہو گئیں، اور اگر غسل نہیں کیا تھا تو باقی تیرہ دنوں کی نمازیں قضاء پڑھے، اب جو خون دیکھا تو اس میں نماز نہ چھوڑے، غسل کر کے نماز پڑھے، اگر غسل نہ کیا ہو، اب وہ مستحاضہ شمار ہوگی)۔ (حاشیہ بہشتی زیور صہ۵۹ جلد ۲)۔

حیض کے احکام:۔

مسئلہ: حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا، روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے، پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضاء واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا، پاک ہونے کے بعد اس کی قضاء رکھنی پڑے گی۔

مسئلہ: اگر فرض نماز پڑھتے ہوئے حیض آگیا تو وہ نماز بھی معاف ہے (نماز سے ہٹ جائے پوری نہ کرے) پاک ہونے کے بعد اس کی قضاء نہ پڑھے، اور اگر نفل یا سنت پڑھنے میں حیض آگیا تو (پاک ہونے کے بعد) قضاء پڑھنی پڑے گی۔ اور اگر آدھے روزہ کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضاء رکھے، اگر نفل روزہ میں حیض آجائے

تو اس کی بھی قضا رکھے۔

مسئلہ:۔ اگر نماز کے آخر وقت میں حیض آیا اور ابھی تک نماز نہیں پڑھی تھی تب بھی نماز معاف ہو گئی۔

مسئلہ:۔ حیض کے زمانہ میں صحبت کرنا درست نہیں ہے اور صحبت کے سوا سب باتیں درست ہیں۔ یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا وغیرہ سب درست ہے۔

مسئلہ:۔ کسی عورت کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت تھی اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک عورت غسل نہ کر لے تب تک صحبت کرنا درست نہیں ہے، اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گذر جائے (اس مسئلہ کی تفصیل صفحہ ۶۵ پر ہے) کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمّہ واجب ہو جائے تب صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آ کر بند ہو گیا تو غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو جائیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ پھر خون آ جائے۔

مسئلہ:۔ اور اگر پورے دس دن و رات تک حیض آیا تو جب سے خون بند ہو جائے اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے چاہے عورت غسل کر چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔

مسئلہ:۔ اگر ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا تو غسل کرنا واجب نہیں ہے وضو کر کے نماز پڑھ لے، لیکن مرد کو ابھی صحبت کرنا درست نہیں ہے، اگر پندرہ دن گذرنے سے پہلے خون آ جائے گا تو اب معلوم ہو گا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا۔ حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گذر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ وہ استحاضہ تھا۔ پس ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ:۔ کسی عورت کو تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے، اگر پورے

دس دن ورات پر یا اس سے کم میں خون بند ہوجائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں، کچھ قضاء نہ پڑھنا پڑے گی، اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اس لیے یہ سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے، پس گیارہویں دن غسل کرے اور سات دن کی نمازیں قضاء پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔ (بہشتی زیور ص۶ جلد۲، بحوالہ بحر الرائق ص۲۰۳ ج۱ در مختار ص۳۹ جلد اول باب الحیض، کتاب الفقہ ص۲۰۷ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے غسل کرلے تو غسل کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کے نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہوگی اور قضاء پڑھنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے، اس کی قضاء پڑھنا واجب نہیں ہے۔ (عورتوں کو اس مسئلہ کو یاد رکھنا چاہیئے کیونکہ اس میں غلطی ہو جاتی ہے)۔

مسئلہ:۔ اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ کہہ نہیں سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں ہے تو جب بھی نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضاء پڑھنا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ اگر رمضان المبارک میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے، شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ لیکن یہ دن روزہ میں محسوب نہ ہوگا بلکہ اس کی بھی قضاء رکھنی پڑے گی۔

مسئلہ:۔ اور اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہو جس میں جلدی سے غسل تو کرلیگی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ پائے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے،

اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کرلے اور صبح کو غسل کرلے اور جو اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کرسکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن میں کچھ بھی کھانا پینا درست نہیں ہے، بلکہ سارے دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ:۔ جب خون سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آئے تب سے حیض شروع ہوجاتا ہے، اس کھال سے چاہے باہر نکلے یا نہ نکلے، اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگائیں گے۔ جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آجائے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔

مسئلہ:۔ پاک عورت نے رات کو فرجِ داخل میں گدی رکھ لی تھی، جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبّہ دیکھا تو جس وقت سے دھبّہ دیکھا ہے اُسی وقت سے حیض کا حکم لگائیں گے۔ (بہشتی زیور صـ۶۱ جلد۲ بحوالہ شرح وقایہ صـ۱۲۹ جلد۱)

مسئلہ:۔ حیض کے خون کا رنگ جو حدیث شریف میں ذکر ہوا ہے وہ اکثر کے اعتبار سے ہے یعنی حیض کا خون زیادہ تر کالا ہوتا ہے اور بعض عورتوں کے حیض کے خون کی رنگت لال وغیرہ بھی ہوتی ہے۔ مظاہرِ حق صـ۴۹۴ جلد اول۔

حیض ونفاس کی متقررہ عادت والی کا حکم:۔

مسئلہ:۔ ایک بار حیض یا نفاس آنے سے عادت مقرر ہوجاتی ہے، مثلاً ایک دفعہ جس کو سات دن حیض آئے اور دوسری مرتبہ سات دن سے زیادہ اور دس دن سے بھی بڑھ جائے تو اس کا حیض سات ہی دن رکھا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی کو ایک مرتبہ بیس دن نفاس آئے اور دوسری مرتبہ بیس دن سے زیادہ اور چالیس دن سے بڑھ جائے تو اس کا نفاس بیس ہی دن رکھا جائے گا۔

مسئلہ :۔ اگر کسی عورت کو جس کی عادت مقرر نہیں یعنی اس کو اب تک کوئی حیض یا نفاس نہیں آیا بالغ ہوتے ہی خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے تو خون جاری ہونے کے وقت سے دس دن ورات تک اس کا حیض سمجھا جائے گا اور بیس دن طہارت (پاکی) کے یعنی استحاضہ پھر دس دن ورات حیض اور بیس دن ورات استحاضہ اسی طرح برابر حساب رہے گا اور اگر اس حالت میں اس کے بچہ پیدا ہونے کے بعد سے چالیس دن ورات اس کے نفاس کے اور بیس رات ودن پاکی کے رکھے جائیں گے پھر اسی طرح دس رات دن حیض کے اور بیس رات دن پاکی کے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی عادت والی عورت کے خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے تو اس کا حیض، نفاس، طہر (پاکی کا زمانہ) اس کی عادت کے موافق رکھا جائے گا، ہاں اگر اس کی عادت چھ مہینہ پاک رہنے کی ہو تو اس کا طہر (پاکی کا زمانہ) اس کی عادت کے موافق یعنی پورے چھ مہینے نہ ہو گا بلکہ گھڑی کم چھ مہینے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی عادت والی عورت کے خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے اور اس کو یہ یاد نہ رہے کہ مجھے کتنے دن حیض ہوتا تھا یا یہ یاد نہ رہے کہ مہینے کی کس کس تاریخ سے شروع ہوتا تھا اور کب ختم ہوتا تھا یا دونوں باتیں یاد نہ رہیں تو اس کو چاہیے کہ اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جس زمانہ کو وہ حیض کا زمانہ خیال کرے اس زمانہ میں حیض کے احکام پر عمل کرے اور جس زمانہ کو پاکی کا زمانہ خیال کرے اس زمانہ میں طہارت یعنی پاکی کے احکام پر عمل کرے اور اگر اس کا گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیے اور روزہ بھی رکھے مگر جب اس کا یہ مرض دفع ہو جاتے روزہ کی قضا کرنی ہو گی اور اس میں شک کی کیفیت ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت شک ہو کہ زمانہ حیض کا ہے یا پاکی کا تو اس صورت میں ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا پاکی کا یا حیض سے خارج ہونے کا تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کر کے

نماز پڑھا کرے۔ (علم الفقہ ص۱۰۱ جلد اول)۔

نفاس کے احکام :۔

مسئلہ :۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نفاس کی مدت چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں۔ اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی یعنی تھوڑی دیر آکر خون بند ہو جائے تو وہ بھی نفاس ہے (اور اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آئے تو وہ نفاس نہیں ہوگا، بلکہ بیماری کی وجہ سے ہے)۔

مسئلہ :۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے تب بھی جننے (پیدائش) کے بعد غسل واجب ہے۔

مسئلہ :۔ آدھے سے زیادہ بچہ باہر نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا، اس وقت جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے، اور اگر آدھے سے کم نکلا تھا، اس وقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے (بیماری کا خون ہے)۔

مسئلہ :۔ اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل بچہ ہوا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے، پس چالیس دن کے بعد غسل کر کے نماز وغیرہ شروع کر دے، خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں ہے اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گذر گئے اور ابھی تک خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے۔ اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے، اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو صرف تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے، اس لیے اب فوراً غسل کرے اور دس دن کی نمازیں قضاء پڑھے۔

مسئلہ :۔ اگر چالیس دن سے پہلے خون بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور اگر غسل کرنا نقصان دہ ہو تو تیمم کر کے نماز شروع کر دے، ہرگز کوئی

نماز قضاء نہ کرے۔

مسئلہ:۔ نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ اس کی قضاء بعد میں رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچہ سے لی جائے گی اور اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا دو ایک مہینہ کے بعد پیدا ہوا تو دوسرے بچے سے نفاس کا حساب نہ کریں گے۔ (بہشتی زیور ص۶۳ جلد۲، شرح وقایہ ص۱۱۳ جلد۱ بحرالرائق ص۲۱۸ جلد۱، درمختار ص۳۵ جلد اول، ہدایہ ص۴۱ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ جو عورت حیض یا نفاس سے ہو اس کا حکم وہی ہے جو حدث اکبر والے کا یعنی جس پر غسل واجب ہے اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ کا طواف کرنا قرآن شریف پڑھنا یا چھونا درست نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ حیض و نفاس والی عورت کو کلمہ، درود شریف اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا استغفار پڑھنا یا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا منع نہیں ہے، یہ سب درست ہے۔ اور دعاء قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔ اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں ان کو دعاء کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے۔ (بہشتی زیور ص۶۳ جلد۲ بحوالہ بحرالرائق ص۱۹۹ جلد اول و کتاب الفقہ ص۲۱۱ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص۲۸ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۲۷۱ جلد اول باب الحیض)۔

حیض کی حالت میں صحبت کرنے کے نقصانات:۔

طبی رو سے جو شخص حالتِ حیض میں عورت سے جماع کرے گا اس کو مندرجہ ذیل امراض لاحق ہونے کا احتمال ہے مثلاً خارش، نامردی، سوزش یعنی جلن، جریان، جذام یعنی کوڑھ ولد یعنی جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو جذام ہو جاتا ہے۔

اور عورت کو مندرجہ ذیل بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ عورت کو اکثر ہمیشہ کے لیئے

خون جاری ہوجاتا ہے اور بچہ دانی یعنی رحم باہر کو لٹک آتا ہے اور بعض عورتوں کو اکثر اوقات کچا حمل گر جانے کا باعث ہوتا ہے، منجملہ دیگر امور کے بڑا سبب یہی ہوتا ہے، چونکہ حالت حیض میں جماع کرنے سے مذکورہ بالا امراض اور دیگر کئی نقصانات و عوارض پیدا ہوجاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کر کے حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (اسرار شریعت ص۲۴۸ ج۲)۔

جس نفاس والی عورت کی عادت مقرر نہ ہو اس سے صحبت کرنا:

سوال:۔ کسی عورت کو پہلی مرتبہ پینتیس ۳۵ دن اور دوسری بار بتیس ۳۲ دن اور تیسری بار تیس ۳۰ دن نفاس کا خون جاری رہا تو تیسری بار وہ عورت کب سے پاک ہے اور شوہر اس سے صحبت کب سے کر سکتا ہے؟۔

جواب:۔ اس صورت میں تیس ۳۰ دن کے بعد غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر رمضان المبارک ہو تو روزہ رکھے لیکن صحبت مکروہ ہے ہاں تیس ۳۲ دن کے بعد جو اس کی عادت تھی صحبت درست ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۶۲ جلد ۴ بحوالہ عالمگیری ص۳۹ ج۱)۔

حیض کے بند ہونے سے کتنی دیر بعد صحبت جائز ہے؟

مسئلہ:۔ اگر دس دن مکمل ہونے کے بعد خون بند ہوا ہے تو اسی وقت ہمبستری جائز ہے، مگر مستحب یہ ہے کہ غسل کے بعد کرے اور اگر دس روز سے قبل پاک ہوگئی تو حلت وطی (صحبت کے جائز ہونے) کے لیے دو شرطوں میں سے ایک کا وجود ضروری ہے۔ یعنی عورت غسل کرلے، یا خون بند ہونے کے بعد اتنا وقت گذر جائے کہ اس کے ذمہ نماز کی قضاء فرض ہوجائے، جب ان دونوں میں سے کوئی ایک شرط نہیں پائی جائے گی، ہمبستری حلال نہ ہوگی۔

نماز کی قضاء تب فرض ہوتی ہے کہ خون بند ہونے کے بعد نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پھرتی سے غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکے، پس اگر عصر سے کچھ قبل خون بند ہوا مگر غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہنے کے برابر وقت نہ تھا تو غروب سے پہلے وطی حلال نہیں، اس لیے کہ

اس سے قبل اس کے ذمہ کوئی نماز فرض نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۶۹ جلد۲ بہ حوالہ ردالمحتار ص۲۷۳ جلد اول)

حیض و نفاس کی حالت میں صحبت کر لینے سے کیا کفارہ ہے؟:۔

مسئلہ:۔ خاص ایام (حیض و نفاس) کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا جبکہ وہ ایام ماہواری میں ہو، ناجائز و حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اگر کسی سے یہ فعل یعنی خاص دنوں میں صحبت ہو گئی تو، توبہ و استغفار کرے اور اگر گنجائش ہو تو تقریباً چھ گرام چاندی یا اس کی قیمت کا صدقہ کرے، ورنہ توبہ و استغفار کرتا رہے، مگر اس ناجائز فعل سے نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا۔ (آپ کے مسائل ص۶۸ جلد۲ و فتاویٰ دارالعلوم ص۲۷۹ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۲۷۲ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص۴۹ جلد۹)

مسئلہ:۔ ان ایام میں ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصۂ بدن کو شوہر کے لیے ہاتھ لگانا اور مس کرنا (چھونا) بھی بغیر پردہ کے (کپڑے کے) جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۶۸ جلد۲)

مسئلہ:۔ جس عورت کے بچہ پیدا ہوا اس کے لیے مدتِ نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے، اگر کسی عورت کو اس مدت میں برابر خون کم و بیش آتا رہے، تو اس کا شوہر چالیس دن تک اس سے مجامعت نہیں کر سکتا، چالیس دن کے بعد جائز ہے اور چونکہ نفاس میں کم مقدار کی کچھ مدت نہیں ہے، اس لیے اگر چالیس دن سے پہلے خون بند ہو جائے تو غسل کے بعد اس سے صحبت جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اور نفاس کی حالت میں جماع کرنے میں بھی صدقہ کر دینا اچھا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۸۲ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۲۷۵ جلد اول، مظاہر حق ص۴۹ ج۱، البحر ص۲۱۳ جلد اول باب الحیض)۔

نفاس کی حالت میں غسل کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ نفاس (بچہ کی پیدائش کا خون) بند ہونے پر غسل واجب ہے

ویسے نفاس کی حالت میں دگرمی وغیرہ کی وجہ سے، ظاہری پاکیزگی اور صحت کے لیے روزانہ غسل کیا جا سکتا ہے منع نہیں ہے۔ چالیس روز سے پہلے جب بھی خون بند ہو جائے طہارت کی نیت سے غسل کر کے نماز شروع کردینا ضروری ہے۔

اگر چالیس روز تک خون جاری رہا جو اس کی انتہائی مدت ہے تو چالیس روز پورے ہوتے ہی غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۵۶ جلد۴)۔

آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم:۔

سوال:۔ اگر کوئی عورت بچہ کے پیدا ہونے کے بعد خون نہ دیکھے تو کیا اس کو نفاس والی کہیں گے یا نہیں؟

جواب:۔ معتمد قول کی بنا پر وہ عورت نفاس والی ہے، لہٰذا اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے، کیونکہ ولادت کے بعد کچھ نہ کچھ خون کا آنا ضروری ہے، خواہ وہ دیکھنے میں نہ آئے، سوائے اگر کسی عورت کا بچہ اس کی ناف سے پیدا ہوا، اس طرح کہ اس کی ناف میں زخم تھا، ولادت کے وقت وہ پھٹ گیا اور بچہ اس سے نکل آیا دیا بڑے آپریشن سے ہوا) تو اس وقت دیکھا جائے گا کہ اگر خون بچہ دانی سے بہا ہے تو وہ عورت نفاس والی کہی جائے گی اور اگر بچہ دانی سے خون جاری نہیں ہوا تو وہ نفاس والی نہ ہوگی بلکہ زخم والی کہی جائے گی۔ اگرچہ اس کے لیے بچہ کے احکام ثابت ہوں گے مثلاً اس کی ماں کی عدت بچہ پیدا ہونے پر ختم ہو جائے گی، غسل بھی واجب ہوگا وغیرہ (کشف الاسرار ص۶۶ جلد۲)۔

بغیر غسل کے جماع کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ جس عورت کا حیض دس دن و رات آکر بند ہوا ہو اس سے بغیر غسل کے خون بند ہوتے ہی جماع (صحبت) جائز ہے، اور جس عورت کا خون دس دن و رات سے کم آکر بند ہوا ہو تو اگر اس کی عادت سے بھی کم آکر بند ہوا ہے تو اس سے جماع جائز نہیں جب تک کہ اس کی عادت نہ گذر جائے، اگرچہ غسل بھی کر چکے اور اگر عادت کے موافق آکر بند ہوا ہے جب تک غسل نہ کرے یا ایک نماز کا وقت نہ گذر جائے جماع جائز

نہیں، ایک نماز کا وقت گذر جانے کے بعد بغیر غسل کے بھی جائز ہے، نماز کا وقت گذر جانے سے یہ مقصود ہے کہ اگر شروع وقت میں خون بند ہوا ہو تو باقی سب وقت گذر جائے اور اگر اخیر وقت میں بند ہوا ہو تو اس قدر وقت ہونا ضروری ہے کہ جس میں غسل کر کے نماز کی نیت کرنے کی گنجائش ہو، اگر اس سے بھی کم وقت باقی ہو تو پھر اس کا اعتبار نہیں ہے، دوسری نماز کا پورا وقت گذر جانا ضروری ہے۔ اور یہی حکم ہے نفاس کا (بچہ پیدا ہونے کے بعد کے خون کا ہے) کہ اگر چالیس دن اگر بند ہوا ہو تو خون بند ہوتے ہی بغیر غسل کے، اور اگر چالیس دن سے کم آگر بند ہوا ہو اور عادت سے بھی کم ہو تو بعد عادت گذر جانے کے اور اگر عادت کے موافق بند ہوا ہو تو بعد غسل یا نماز کا وقت گذر جانے کے جماع وغیرہ جائز ہے، ہاں ان صورتوں میں مستحب یہ ہے کہ غسل کے بغیر جماع نہ کیا جائے۔ (بحر الرائق، علم الفقہ صـ ۹۸ جلد اول)۔

مسئلہ: عورت کو غسل کرنے میں تاخیر مستحب ہے:۔

جس عورت کا خون دس دن و رات سے کم آگر بند ہوا ہو اگر عادت مقرر ہو چکی ہو تو عادت سے بھی کم ہوا اس کو نماز کے اخیر مستحب وقت تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے، اس خیال سے کہ شاید پھر خون نہ آجائے مثلاً اگر عشاء کے شروع وقت خون بند ہوا ہو تو عشاء کے اخیر وقت یعنی نصف شب کے قریب تک اس کو غسل میں تاخیر کرنا چاہیئے، اور جس عورت کا حیض دس دن یا اگر عادت مقرر ہو تو عادت کے موافق بند ہوا ہو تو اس کو نماز کے اخیر وقتِ مستحب تک غسل میں توقف کرنا مستحب ہے اور یہی حکم نفاس کا ہے کہ چالیس دن سے کم اور اگر عادت مقرر ہو تو عادت سے کم آکر بند ہو تو آخر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے اور پورے چالیس دن یا عادت مقرر ہو تو عادت کے موافق آکر بند ہو تو آخر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔

حیض آور دوا کا استعمال کرنا؟:- **مسئلہ:-** اگر کوئی عورت غیر زمانہ حیض میں کوئی دوا ایسی استعمال کرے کہ جس سے خون آجائے وہ حیض نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کسی عورت کو مہینے میں ایک دفعہ پانچ دن حیض آتا ہو اس کو حیض کے پندرہ دن بعد دوا کے استعمال سے خون آجائے وہ حیض نہیں۔

مسئلہ:- اگر کوئی عورت کوئی دوا وغیرہ استعمال کر کے یا اور کسی طرح اپنا حمل ساقط کر دے، (اگروا دے یا اور کسی وجہ سے اس کا حمل ساقط ہو جائے (گر جائے) اور اس کے بعد خون آئے تو اگر بچہ کی شکل مثل ہاتھ، پیر یا انگلی وغیرہ کے ظاہر ہوتی ہو تو وہ خون نفاس ہے۔ اور اگر بچہ کی شکل وغیرہ ظاہر نہ ہوئی ہو بلکہ گوشت کا لوتھڑا ہو تو اس کے بعد جو خون آئے وہ نفاس نہیں بلکہ اگر تین دن رات یا اس سے زیادہ آئے اور اس سے پہلے عورت پندرہ دن تک پاک رہ چکی ہو تو یہ خون حیض ہوگا ورنہ استحاضہ

مسئلہ:- کسی بچہ کے تمام اعضاء کٹ کٹ کر نکلیں تو اس کے اکثر اعضاء نکل چکنے کے بعد جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے۔ (علم الفقہ ص ۹۹ جلد اول و بہشتی زیور ص ۷۶ ج ۲ بحوالہ منیۃ المصلی ص ۱۵ و شرح التنویر ص ۱۷۶ جلد اول)۔

حیض و نفاس کو روکنا؟:- **مسئلہ:-** کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ حیض کے خون کو روک لے، یا مقررہ وقت سے پہلے لانے کی کوشش کرے، جبکہ ایسا کرنا صحت کے لیے مضر ہو۔ (اگر مضر نہ ہو تو جائز ہے) کیونکہ صحت کی حفاظت واجب ہے۔ اس قید سے یہ مقصد ہے کہ حیض کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ آگے کی راہ سے خارج ہو، اگر پیچھے کی راہ سے یا بدن کے کسی اور حصہ سے خون نکلا تو وہ حیض نہیں ہے۔ غرض کہ یہ ضروری ہے کہ خون از خود نکلا ہو جس کا اور کوئی سبب نہ ہو، ورنہ وہ حیض نہیں ہوگا۔ (کتاب الفقہ ص ۲۰۳ جلد ۱)

مسئلہ:- جس عورت کو پیشاب یا خون استحاضہ کے قطرات آتے رہتے ہوں اور وہ کسی تدبیر سے (دوا وغیرہ کے ذریعہ سے) نکلنے نہ دے تو اس کا وضو اور نماز درست

ہو جائے گی لیکن یہ تدبیر یعنی حیض کو روکنے کی تدبیر کارگر نہ ہوگی اور نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۲۵۸ جلد ۴)۔

(یعنی حیض و نفاس کو وقت پر آنے سے روک کر نماز وغیرہ پڑھنا درست نہ ہوگا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

اسقاط کے بعد خون آنے کا حکم:۔ **سوال:۔** بچہ اسقاط ہو گیا جو صرف لوتھڑا تھا، اعضاء نہیں بنے تھے تو بعد اسقاط کے نفاس کا حکم ہوگا یا حیض کا؟ اگر حیض کا حکم ہو تو جو نمازیں نفاس سمجھ کر مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے دس دن کے بعد چھوڑی گئیں، ان کی قضاء واجب ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر حمل چار ماہ یا اس سے زیادہ مدت کا ہو تو ولادت کے بعد آنے والا خون نفاس ہوگا، اگر حمل پر چار ماہ نہ گذرے ہوں تو یہ خون حیض ہے بشرطیکہ تین روز یا اس سے زیادہ آئے، اگر تین روز سے کم آیا تو یہ استحاضہ ہے (یعنی کسی بیماری کی وجہ سے خون آگیا ہے)

اگر چار ماہ نہیں گذرے تھے، اس کے باوجود اس خون کو نفاس سمجھ کر نمازیں چھوڑ دیں تو ان کی قضاء فرض ہے۔ (احسن الفتاویٰ صفحہ ۷۲ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار صفحہ ۲۷۹ ج ۱ و فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۴۵ جلد ۹ بحوالہ شامی صفحہ ۲۷۶ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر نفاس کے دنوں کی پہلے سے کچھ عادت نہ ہو تو چالیس دن تک حکم نفاس کا جاری رہے گا، اس میں نماز روزہ کچھ نہ ہوگا۔ البتہ بالکل دھبہ نہ آئے یا ایام عادت (جتنے دنوں کی عادت ہے نفاس کی) پورے ہو جائیں اس وقت پھر غسل کر کے نماز روزہ شروع کیا جائے (فتاویٰ دارالعلوم صفحہ ۲۸ جلد اول بحوالہ ردالمحتار صفحہ ۲۷ جلد اول باب الحیض)۔

مسئلہ:۔ نفاس میں عادت پوری ہو جانے کے بعد نماز روزہ کر سکتی ہے اور اس کا شوہر اس سے صحبت بھی کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم صفحہ ۲۸۱ جلد اول و ردالمحتار صفحہ ۲۷۲ جلد اول)۔

مسئلہ: ناتمام بچہ حکم میں بچہ ہی کے ہے تو اس کی ماں اس کے گرنے کے بعد نفاس والی اور اگر لونڈی ہے تو اُم ولد ہو جائے گی یعنی آزاد ہو جائے گی، اور اگر ناتمام بچہ کا حال معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے اعضاء وغیرہ ظاہر تھے یا نہیں، اس لیے کہ وہ اسقاط اندھیرے میں ہوا اور اس کو بغیر دیکھے پھینک دیا گیا اور نہ اس عورت کو حمل کے دنوں کی گنتی معلوم ہے اور خون برابر جاری رہا تو وہ ایام جو یقینی طور پر اس کے حیض کے ہیں، ان دنوں میں نماز کو چھوڑ دیا کرے پھر غسل کرے پھر وہ معذور کی طرح نماز ادا کرے یعنی ہر وقت کے لیے تازہ وضوء کرے۔ (کشف الاسرار صفحہ ۶۹ ج ۲)

مسئلہ: حالتِ حیض میں سوتے وقت آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھنا؟:- اگر کسی عورت کو رات کو سوتے وقت پنج کلمہ، آیت الکرسی اور چاروں قل اور الحمد شریف پڑھنے کی عادت ہے تو حیض کے زمانہ میں دعاء کی نیت سے پڑھ لے، تلاوت کی نیت نہ کرے۔ (احسن الفتاویٰ صفحہ ۷۱ جلد ۲، امداد الفتاویٰ صفحہ ۱۰۶ جلد اول)۔

مسئلہ: حائضہ پر دم کرنا؟:- حیض یا نفاس والی عورت پر قرآن پاک پڑھ کر دم کرنا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ صفحہ ۷۱ جلد ۲)۔

عورتوں کے لیے ایک مستحب چیز:- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک دن) انصار میں کی ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ حیض کا غسل کس طرح کرے؟ تو آپؐ نے اس کو غسل کا وہی طریقہ بتلایا (جو احادیث میں پہلے گذر چکا) اور پھر (مزید) فرمایا مشک کا ایک ٹکڑا لے کر اس کے ذریعہ پاکی حاصل کرو۔ یہ سن کر وہ عورت سمجھی نہیں، تو اس نے پوچھا اس (ٹکڑے) کے ذریعے کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپؐ نے فرمایا! سبحان اللہ! ؟ اس کے ذریعہ پاکی حاصل کرو۔

(حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ میں آپؐ کے ارشاد کا مطلب خوب سمجھ رہی تھی، اس لیے اس عورت کو مطلب سمجھانے کے لیے، میں نے اس کو اپنی

طرف کھینچ لیا اور (اس کے کان کے قریب اپنا منہ لے جاکر آہستہ سے) اس کو بتایا کہ اس ٹکڑے کو خون کی جگہ یعنی شرم گاہ میں رکھ لو۔ (بخاری و مسلم)۔

تشریح:۔ "مشک کا ایک ٹکڑا لے کر"۔ اس کا مطلب یا تو یہ تھا کہ مشک ہی کا ایک ٹکڑا لے کر اس کے ذریعے پاکی حاصل کرو، یا یہ مطلب تھا کہ کپڑے کا کوئی ٹکڑا یا روئی کا پھایہ مشک (یا کسی اور خوشبو) میں بسا کر اس کے ذریعہ پاکی حاصل کرو۔ اس حدیث کے پیشِ نظر علماء نے کہا ہے کہ عورت کے لیے مستحب ہے کہ مشک کا ایک ٹکڑا یا مشک وغیرہ میں بسا ہوا کپڑے کا ٹکڑا یا روئی کا پھایہ" لے کر عورت اپنی شرم گاہ میں رکھ لے تاکہ خون کی بدبو زائل ہو جائے۔ (مظاہرِ حق ص۱۳۴ جلد اول)۔

(عورت حیض و نفاس سے فارغ ہو کر نہانے کے بعد خوشبو یا خوشبو دار کپڑے کا استعمال کرے تاکہ مرد کی رغبت زیادہ ہو۔ محمد رفعت قاسمی)

شرم گاہ کو بوسہ دینا؟:۔

سوال:۔ مرد کا عورت کی شرمگاہ کو چومنا (بوسہ دینا) اور عورت کے منہ میں اپنا عضوِ مخصوص (ذکر) دینا یا مرد عورت کی شرمگاہ کے ظاہری حصہ کو زبان لگائے، چومے تو ایسی حرکتوں میں قباحت ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بے شک شرم گاہ (پیشاب کی جگہ) کا ظاہری حصہ پاک ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر پاک چیز کو منہ میں لیا جائے، اس کو چوما اور چاٹا جائے۔

ناک کی رطوبت پاک ہے تو کیا ناک کے اندرونی حصہ کو زبان لگانا، اس کی رطوبت کو منہ میں لینا پسندیدہ چیز ہو سکتی ہے؟ اور اس کی کیا اجازت ہو سکتی ہے؟ مقعد (پاخانہ کا مقام) کا ظاہری حصہ بھی ناپاک نہیں، پاک ہے۔ تو کیا اس کو چومنے کی اجازت ہوگی؟ ہرگز نہیں، اسی طرح شرمگاہ کو چومنے اور زبان لگانے کی اجازت نہیں سخت مکروہ اور گناہ ہے، کتوں بکروں وغیرہ حیوانات کی خصلت کے مشابہ ہے، اگر شہوت کا غلبہ ہے تو صحبت کر کے ختم کر لے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۷۲ جلد ۶ بحوالہ عالمگیری ص۲۴۶ جلد ۶)

مسئلہ:۔ ایک بیوی سے دوسری بیوی کے دیکھتے ہوئے صحبت کرنا بے حیائی ہے

اور دوسری بیوی کا دل دکھانا ہے، ایک عورت کو دوسری عورت کا سَتر (پوشیدہ حصہ) دیکھنا بھی گناہ ہے، لہٰذا یہ طریقہ واجب الترک ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۵۵ جلد۶ بحوالہ عالمگیری ص۲۱۹ جلد۵)۔

مسئلہ:۔ حیا کا تقاضہ تو یہ ہے کہ چادر وغیرہ اوڑھ کر ہمبستری کرے۔ (برہنہ ہوکر صحبت نہ کرے)۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۰۷ جلد۴)۔

مسئلہ:۔ برہنہ ہوکر بھی ہمبستری کرنا درست ہے، البتہ مناسب نہیں ہے نیز جماع دن میں بھی درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۱۹ جلد۲ بحوالہ شامی ص۳۲۲ ج۵)

مسئلہ:۔ شہوت کے جوش میں اپنی عورت کا پستان منھ میں لینے پر مجبور ہو جائے تو گناہ نہ ہوگا، البتہ دودھ پینا حرام ہے مگر اس سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی کیونکہ یہ مدت رضاعت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۵۷ جلد۶)۔

(مذکورہ بالا صورتوں میں منی نکل آئی تو غسل واجب ہوگا اور صرف مذی نکلی ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

اگر جنّ نے کسی عورت سے صحبت کی تو غسل کا حکم کیا ہے؟:۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی عورت یہ کہتی ہے کہ میرے ساتھ جنّ خواب میں صحبت کرتا ہے اور اس سے اُسے لذت محسوس ہوتی ہے، اسی طرح جس طرح شوہر کے جماع سے حاصل ہوتی ہے، اگر عورت کو اس صورت میں انزال ہوا (منی نکلی) تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں، گویا یہ احتلام قرار پائے گا۔ اور احتلام سے غسل واجب ہوتا ہے، اور اگر یہ صورت ہوئی کہ وہ جنّ آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا اور ظاہر ہوکر اس نے مرد کی طرح عورت سے جماع کیا تو فقط اس جن کے حشفہ داخل کر دینے سے اس عورت پر غسل واجب، ہوگا، اس عورت کو انزال ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں۔ (حشفہ آلۂ تناسل کا وہ حصہ ہے جو ختنہ کی جگہ سے اوپر ہے اور جسے سپاری بھی کہتے ہیں)

مسئلہ:۔ اگر کوئی جنیہ یعنی جنّ کی عورت ظاہر ہوا اور کوئی مرد (انسان) اس سے

جماع کرے تو اس پر غسل واجب ہوگا۔(کشف الاسرار ص۳۵ جلد اول)۔

انجکشن کے ذریعہ عورت کے رحم میں منی پہونچانے پر غسل کا حکم:

سوال:۔ انجکشن کے ذریعہ عورت کے رحم میں مادہ منویہ فرج کی راہ سے پہونچائی تو کیا عورت پر غسل واجب ہوگا۔؟۔

جواب:۔ اگر اس عمل سے عورت میں شہوت پیدا ہوئی تو غسل کا واجب ہونا راجح ہے۔ اور اگر مطلقاً شہوت پیدا نہ ہوئی تو غسل واجب نہیں ہے لیکن غسل کر لینے میں احتیاط ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ ص۳۵۴ جلد۷۔ تفصیل فتاویٰ رحیمیہ ص۲۸۱ جلد۶ بحوالہ درمختار ص۱۵۳ جلد اول ابحاث الغسل۔ مراقی الفلاح ص۵۵)۔

عورت کی شرمگاہ میں انگلی داخل کرنے سے غسل کا حکم:۔

سوال: عورت کی شرمگاہ میں (فرج داخل میں) ڈاکٹر عورت یا دایہ بغرضِ علاج یا تحقیق حمل کے واسطے ہاتھ یا انگلی داخل کرے یا عورت دوا لگانے کے لیے خود اپنی انگلی داخل کرے تو عورت پر غسل لازم ہوگا یا نہیں؟ اور اگر یہ عمل شوہر کرے تو کیا حکم ہے؟۔

جواب:۔ اگر یہ عمل علاجاً ہو، چاہے ڈاکٹرنی کرے یا عورت خود کرے اور عورت کے اندر شہوت پیدا نہیں ہوئی تو محض ہاتھ یا انگلی داخل کرنے سے غسل واجب نہ ہوگا لیکن اگر عورت غلبۂ شہوت سے لذت اندوز ہونے کے ارادے سے کرے (اپنی انگلی داخل کرے) یا میاں بیوی بقصدِ استمتاع یہ عمل کریں (شوہر اپنی انگلی داخل کرے) تو بعض فقہاء کرام رح کے قول کے مطابق غسل واجب ہو جاتا ہے اور اس کو مختار بھی کیا گیا ہے، لہٰذا اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ عورت غسل کرلے، اسی میں احتیاط ہے اور اگر عورت کو منی نکل آئی تو پھر تو یقیناً غسل واجب ہو جائے گا۔(فتاویٰ رحیمیہ ص۱۳۵ جلد۷ بحوالہ طحطاوی علی الدر المختار ص۱۳۹ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۵ جلد اول بحوالہ کبیری ص۴۲)۔

مسئلہ:۔ بغیر شہوت کے عورت خود ہی اپنی شرمگاہ میں انگلی ڈالے تو اس پر غسل واجب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۱۶۸ جلد اول بحوالہ غنیہ ص۴۱)۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے کسی خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا خنثیٰ یا میّت کے ذکر کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائے گا، جب کہ عورت کو انزال ہو (منی نکل جائے)۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۳۶ جلد۷ بحوالہ عمدۃ الفقہ ص۱۱۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ جن چیزوں سے لذتِ جماع حاصل نہیں ہوتی ہے اور نہ اس کی وجہ سے انزال پایا جائے تو غسل فرض نہیں ہوگا، مثلاً پچھلے حصہ میں انگلی کرنے یا جانوروں یا بچوں کا آلۂ تناسل یا آلۂ تناسل جیسی لکڑی یا کوئی اور چیز داخل کرنے سے ان میں غسل کا فرض نہ ہونا ظاہر ہے اور متفق علیہ بھی ہے، لیکن اگر عورت یہ چیزیں اپنے اگلے حصہ میں داخل کرے اور ان سے شہوت رانی کا ارادہ کرے تو عورت کو انزال نہ بھی ہو تو بھی اس پر غسل واجب ہے، اس لیے کہ عورت میں شہوت غالب ہوتی ہے تو سبب قائم مقام مسبب کا ہو سکے گا۔ بلکہ بعض نے غسل کے واجب ہی کو اولیٰ کہا ہے۔ (کشف الاسرار ص۳۹ جلد اول)

غسل میں عورت کے بالوں کا حکم:۔

مسئلہ:۔ اگر عورت کے سر کے بال کھلے ہوں تو بالوں کا تر کرنا فرض ہے، جڑوں تک بھی پانی پہنچ جائے۔ اور اگر عورت کے بال گندھے ہوئے ہوں تو ان کو کھولنا ضروری نہیں، صرف جڑوں کا تر کرنا فرض ہے، البتہ بدون (بغیر) کھولے جڑوں تک پانی نہ پہونچ سکے تو کھول کر سب بالوں کو دھونا فرض ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۳۶ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۱۴۲ جلد اول و امداد الفتاویٰ ص۴۴ ج۱)

مسئلہ:۔ عورت کے لیے سر کی مینڈیوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے جبکہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہونچ جائے۔ (ہدایہ ص۱۱ جلد اول، کبیری ص۴۷ و فتاویٰ دارالعلوم ص۱۵۳ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص۲۴۲ جلد۲)۔

(اس طرح کرے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں کو ہاتھوں سے دبا دے کہ پانی

بالوں کی جڑوں میں پہونچ جائے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)۔

مسئلہ:۔ اگر عورت نے ناک میں نتھ یا کانوں میں بالیاں یا انگلیوں میں انگوٹھی وغیرہ پہنی ہوئی ہیں تو غسل کرتے وقت ان کو ہلانا ضروری ہے جبکہ پانی نہ پہونچے۔ یعنی اگر پانی پہونچ جائے تو ہلانا ضروری نہیں ہے۔ (شرح وقایہ ص۲۲ جلد اول ومنیہ ص۱۶ وبہشتی زیور ص۵۷ وکشف الاسرار ص۲۳ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر ماتھے پر افشاں لگی ہے یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں تو گوند کو خوب چھڑا ڈالیں اور افشاں کو دھو ڈالیں، اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہونچیگا اوپر ہی اوپر سے بہہ جائے تو غسل صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر مسّی کی تہہ جمائی ہو تو اس کو چھڑا کر کلی کرے ورنہ غسل صحیح نہ ہوگا نیز عورت کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ سر پر ایسا مسالہ لگا رہنے دے کہ جو بالوں کی جڑوں تک پانی پہونچنے سے مانع ہو خواہ دلہن ہی کیوں نہ ہو۔ (کتاب الفقہ ص۱۸۷ جلد۱)

غسل میں عورت کے لیے فرجِ خارج کا دھونا:۔

سوال:۔ عورت کے فرض غسل میں شرمگاہ کو اندر سے دھونا بھی ضروری ہے، یا یہ کہ عام دستور کے مطابق استنجا کافی ہے؟۔

جواب:۔ عورت کی شرمگاہ کے دو حصّے ہیں، ایک اندرونی حصہ جو مستطیل (لمبی) شکل کا ہے، اس کے بعد کچھ گہرائی میں جا کر گول سوراخ ہے، اس گولائی سے اوپر کے حصّہ کو فرجِ خارج اور اندرونی حصہ کو فرجِ داخل کہا جاتا ہے، فرض غسل میں فرج خارج کا دھونا فرض ہے، یعنی گول سوراخ تک پانی پہونچانا ضروری ہے، بغیر اس کے غسل صحیح نہ ہوگا، البتہ فرج داخل کے اندر پانی پہونچانا ضروری نہیں ہے۔ (احسن الفتاوی ص۳۷ جلد۲ بحوالہ رد المحتار ص۱۴۱ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ عورت کی شرمگاہ سے ہمبستری کے وقت جو رطوبت نکلے وہ نجاست غلیظہ ہے۔ جس کپڑے یا عضو کو وہ رطوبت لگے اس کو دھونا ضروری ہے۔ (فتاوی

دار العلوم صـــــ۳۴۳ بحوالہ رد المحتار صـ۲۸ جلد ا دل باب الانجاس)۔

مسئلہ: ۔جو عورتیں دانتوں پر مسّی ملتی ہیں اگر صرف اس کا رنگ ہے تو وہ مانع طہارت نہیں ہے اور اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ وہ خود جم جاتی ہے اور پانی کو نہیں پہونچنے دیتی تو یہ مانع ہے۔ (در مختار صـــ۲۳ جلد اول)۔

مسئلہ: ۔غسل کے وقت عورت کو شرمگاہ کے ظاہری حصہ کا دھونا کافی ہے (امداد الفتاوی صـــ۴۴ جلد اول)۔

اگر حالتِ نفاس میں احتلام ہو جائے؟:۔

مسئلہ: ۔نفاس والی عورت کو اگر احتلام ہو جائے تو پاک ہونے کے بعد ایک ہی غسل واجب ہوگا۔ (احسن الفتاوی صـــ۳۲ جلد ۲ بحوالہ تاتارخانیہ صـــ۲۲)۔

مسئلہ: ۔ایک شخص نے اپنی بیوی سے صحبت کی اور صبح کو اس کی بیوی حائضہ ہوگئی تو بیوی پر غسلِ جنابت فرض نہیں رہا حیض سے پاک ہو کر غسل کرے۔ (فتاوی دار العلوم صــ۱۶۷ جلد اول بحوالہ رد المحتار صـــ۱۵۳ جلد اول بحث الغسل و عالمگیری صـــ۱۵ ج ۱)

مسئلہ: ۔عورتوں کو شہوت سے منی نکلے، مردوں کی طرح تو ان پر غسل فرض ہے

مسئلہ: ۔عورتوں کو اگر احتلام ہو (بدخوابی میں منی نکلے) تو ان پر غسل فرض ہے (فتاوی دار العلوم صـــ۱۶۵ جلد اول بحوالہ ہدایہ صـــ۳۷ جلد اول)۔

چند دن خون پھر سفید پانی اور پھر خون آگیا؟:۔

سوال: ۔ایک عورت کو بارہ روز نفاس (بچہ پیدا ہونے کے بعد خون) آکر سفید پانی آگیا، بعد میں پھر خون آگیا، اس خون کا کیا حکم ہے؟۔

جواب: ۔مدتِ نفاس یعنی چالیس دن کے اندر جو خون آئے گا وہ سب نفاس میں شمار ہوگا، درمیان میں جو دن خالی گذر گئے وہ بھی نفاس میں ہی شمار ہونگے البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی

نفاس سے متعلق کوئی عادت پہلے سے متعین تھی یا نہیں۔ اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد سے استحاضہ (بیماری کا خون) شمار ہوگا۔ مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ ہوگا اور اگر پہلے سے کوئی عادت معین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس استحاضہ (بیماری کا خون) ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۸۲ جلد اول بحوالہ ردالمختار ص۲۷۵ جلد اول باب الحیض)۔

مسئلہ:۔ اگر کسی عورت کو نفاس (بچہ کی پیدائش کے بعد آنے والا خون) اس طرح آتا ہے کہ چار روز آیا پھر بند ہوگیا، پھر چار دن آیا پھر بند ہوگیا، اسی طرح چلتا رہا، یہاں تک کہ چالیس روز ختم ہوگئے تو چالیس روز نفاس کے شمار ہوں گے درمیان کا زمانہ طہارت (پاکی) میں شمار نہ ہوگا۔ جبکہ چالیس روز کی عادت ہوچکی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۶۲ جلد۴)۔

مسئلہ:۔ ایک عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد دس یا بیس روز خون آیا اور پھر بند ہوگیا، تو زیادہ سے زیادہ نفاس کی مدت چالیس روز ہے، اگر اس سے پہلے خون بند ہوجائے اور یہ پہلا بچہ ہے اور اس سے پہلے بچے ہوئے ہیں اور ابھی جتنے دن خون آیا ہے اس سے زیادہ خون نہیں آیا تھا تو اس صورت میں غسل کرکے نماز شروع کردے۔ اور اس سے ہمبستری بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۲۶۳ جلد۴)

ایامِ عادت کے بعد خون آنا؟

سوال:۔ ایک عورت کی عادت مستمرہ (دائمی) یہ ہے کہ ہر مہینہ میں پانچ روز حیض آتا ہے، کبھی کبھی چھٹے دن بھی آجاتا ہے، کبھی تو یہاں تک نوبت آتی ہے کہ نہا دھو کر دو تین نماز پڑھتی ہے پھر خون آجاتا ہے، اس کا حکم کیا ہے؟۔

جواب:۔ پانچ دن گذرنے کے بعد جب خون بند ہوجائے تو نماز کے آخر وقت میں غسل کرکے نماز پڑھے پھر اگر خون آجائے تو نماز چھوڑ دے۔ (احسن الفتاویٰ ص۶۸ جلد۲)۔

مسئلہ :- ایک عورت کو پانچ دن حیض کی عادت تھی، بعد میں کبھی دس دن خون آتا ہے اور کبھی گیارہ دن، تو اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو کل حیض شمار ہوگا، اور اگر دس دن سے تجاوز کر گیا تو صورتِ مذکورہ میں ایامِ عادت یعنی پانچ دن حیض اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم صـ ۲۸۴ جلد اول بحوالہ ہدایہ وشرح وقایہ)

ایامِ عادت سے قبل خون بند ہو گیا؟ :-

سوال :- ایک عورت کو ہمیشہ پانچ روز تک خون آتا تھا، اب چوتھے روز بند ہو گیا تو اس کے لیے نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب :- اس صورت میں نماز اور روزہ فرض ہے مگر پانچ روز مکمل ہونے سے قبل ہمبستری جائز نہیں ہے اور نماز کو وقتِ مستحب کے آخر تک مؤخر کرنا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ صـ ۶۸ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار صـ ۲۷۱ جلد اول)

خون بند ہونے پر نماز و روزہ فرض ہونے کی تفصیل :-

سوال :- عورت کی ماہواری کا خون نماز کے آخر وقت میں بند ہوا تو اس پر یہ نماز فرض ہونے کی کیا شرط ہے؟ نیز رمضان المبارک میں بالکل آخر شب میں خون بند ہوا تو اس دن کا روزہ فرض ہے یا نہیں؟

جواب :- اگر دس روز سے کم خون کی عادت ہے تو نماز فرض ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ خون بند ہونے کے بعد نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل پھرتی سے غسل کا فرض ادا کر کے تکبیرِ تحریمہ کہہ سکے، اگرچہ غسل کی سنتیں ادا کرنے کا وقت نہ ہو اور پورے دس روز خون آتا ہو تو اگر وقت ختم ہونے سے صرف اتنی دیر پہلے دس روز پورے ہو گئے جس میں بغیر غسل کیے صرف تکبیرِ تحریمہ کہہ سکے تو یہ نماز فرض ہو گئی اس کی قضاء کرے، روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ پہلی صورت میں صبح صادق سے قبل فرض غسل کے بعد تکبیرِ تحریمہ اور دوسری صورت میں صرف تکبیرِ تحریمہ کا وقت پا لیا تو اس کا روزہ صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ (احسن الفتاویٰ صـ ۷۰ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار صـ ۲۷۳ جلد ۱)۔

حائضہ پر روزہ کی قضاء کرنے کی وجہ؟:۔

حائضہ پر روزہ واجب ہونا اور نماز کی قضاء نہ ہونے کا سبب شریعت کی خوبیوں اور اس کی حکمت اور رعایت مصالح مکلفین سے ہے کیونکہ جب حیض منافی عبادت ہے تو اس میں عبادت کا فعل مشروع نہیں ہوا، اور ایام طہر یعنی پاکی کے زمانہ میں اس کی نماز پڑھنے سے کافی ہوجاتی ہے کیونکہ وہ بار بار روز مرّہ آتی ہے مگر روزہ روز مرّہ نہیں آتا بلکہ سال میں صرف ایک ماہ روزوں کا ہے، اگر حیض کے دنوں کے روزے بھی ساقط کردیئے جائیں تو پھر ان کی نظیر کا تدارک نہیں ہوسکتا اور روزہ کی مصلحت اس سے فوت ہوجاتی، اس لیے اس پر واجب ہوا کہ پاکی کے زمانہ میں روزے رکھ لے تاکہ اس کو روزہ کی مصلحت حاصل ہوجائے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر محض اپنی رحمت اور احسان سے ان کے فائدہ کے لیے مشروع فرمائیں۔ (المصالح العقلیہ صہ ۸۴) ۔

سوال:۔ حفظ کرتے ہوئے مخصوص ایام شروع ہوجائیں تو؟:۔

لڑکی حافظ ہوتے ہوئے بالغ ہوجائے یعنی حیض آنا شروع ہوجائے، ہر ماہ میں اتنے دن چھوٹ جانے سے ناغہ ہوتا ہے تو یاد کیا ہوا بھول جاتی ہے اور پھر دوبارہ یاد کرنا پڑتا ہے تو ایسی کوئی صورت ہے کہ وہ اپنے حیض کے دنوں میں تلاوت کرسکے تاکہ کم از کم پڑھا ہوا یاد رہے؟

جواب: حیض کے زمانہ میں مذکورہ عذر کی وجہ سے قرآن شریف کی تلاوت کی اجازت نہیں ہوسکتی، یاد کیا ہوا بھول نہ جائے، اس کے دو طریقے ہوسکتے ہیں۔

(۱) کپڑے وغیرہ جو اپنے بدن پر پہنے ہوئے ہو، اس کے علاوہ سے قرآن شریف کھول کر بیٹھے اور قلم وغیرہ کسی چیز سے ورق پلٹائے۔ اور قرآن شریف میں دیکھ کر دل دل میں پڑھے۔ زبان نہ ہلائے۔ (اچھا تو یہ ہے کہ کسی دوسرے سے ورق پلٹوا لے)

(۲) کوئی تلاوت کررہا ہو تو اس کے پاس بیٹھ جائے اور اس سے سنتی رہے،

سننے سے بھی یاد ہو جاتا ہے۔ یہ دو طریقے جائز ہیں۔ اور ان شاء اللہ یاد کیا ہوا محفوظ رکھنے کے لیے کافی ہوں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۲۷۹ جلد ۴ و احسن الفتاویٰ صـ۶۷ جـ۲ بحوالہ ردالمحتار صـ۱۵۹ جلد اول)۔

ناخن پالش اور لپسٹک کے ہوتے ہوئے غسل کرنا؟:۔

مسئلہ:۔ ناخن پالش لگانے سے وضوء اور غسل اس لیے نہیں ہوتا کہ ناخن پالش پانی کو بدن تک پہونچنے نہیں دیتی۔ لبوں کی سرخی میں بھی اگر یہی بات پائی جاتی ہے کہ وہ پانی کے جلد تک پہونچنے میں رکاوٹ ہو تو اس کو اتارے بغیر غسل اور وضوء نہیں ہوگا، اور اگر وہ پانی کے پہونچنے سے مانع (رکاوٹ کرنے والا) نہیں تو غسل اور وضوء ہو جائیگا ہاں اگر وضوء کے بعد ناخن پالش یا سرخی لگا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی لیکن اس سے بچنا چاہیئے۔ (آپ کے مسائل صـ۶۶ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ ناخن پالش والی میت کی پالش صاف کرکے غسل دیں ورنہ اس کا غسل صحیح نہ ہوگا۔ (آپ کے مسائل صـ۷۵ جلد ۳)۔

مسئلہ:۔ مصنوعی دانتوں کے ساتھ غسل صحیح ہو جاتا ہے ان کو اتارنے کی ضرورت نہیں، ناخن پالش لگی ہوئی ہو تو غسل نہیں ہوتا جب تک اسے اتار نہ دیا جائے۔ (آپ کے مسائل صـ۷۷ جلد ۳)۔

حیض و غسل سے متعلقہ مسائل:۔

مسئلہ:۔ عورتوں کو حیض و نفاس کے وقت اپنے خاص حصہ میں روئی یا کپڑا رکھنا سنت ہے، کنواری ہو یا شادی شدہ اور جو کنواری نہ ہوں ان کو بغیر حیض و نفاس کے بھی روئی رکھنا مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ حیض و نفاس کا حکم اس وقت سے دیا جائے گا جب خون جسم کے ظاہری حصہ تک آجائے، اور اگر خاص حصہ میں روئی وغیرہ ہو تو اس کا وہ حصہ تر ہو جائے جو جسم کے ظاہری حصہ کے مقابل ہے، ہاں اگر روئی یا کپڑا وغیرہ نکالا جائے تو اگر اس کے

اندرونی حصہ میں خون ہوگا تب بھی حیض و نفاس کا حکم دے دیا جائے گا اس لیے کہ نکالنے کے بعد وہ اندرونی حصہ بھی خارجی حصہ بن گیا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی عورت کپڑا SANITARY NAPKING نیپکنگ رکھنے کے وقت پاک تھی اور جب اس نے کپڑا نکالا تو اس میں خون کا اثر پایا گیا تو جس وقت سے اس نے روئی نکالی اسی وقت سے اس کا حیض یا نفاس سمجھا جائے گا اس سے پہلے نہیں یہاں تک کہ اس سے پہلے کی اگر کوئی نماز اس کی قضاء ہوئی ہوگی تو وہ بعد حیض کے پڑھنا پڑے گی۔ اور اگر عورت کپڑا رکھتے وقت حائضہ تھی اور جس وقت کپڑا نکالا اس وقت اس پر خون کا نشان نہ تھا تو اس کی طہارت (پاکی) اسی وقت سے سمجھی جائے گی جب سے اس نے کپڑا وغیرہ رکھا تھا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی عورت سو اٹھنے کے بعد حیض دیکھے تو اس کا حیض اسی وقت سے ہوگا جب سے بیدار ہوئی ہے، اس سے پہلے نہیں، اور اگر کوئی حائضہ عورت سو اٹھنے کے بعد اپنے کو طاہر (پاک) پائے تو جب سے سوئی ہے اسی وقت سے پاک سمجھی جائے گی۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی ایسی جوان عورت جس کو ابھی تک حیض نہیں آیا، اپنے خاص حصہ سے خون آتے ہوئے دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اس کو حیض کا خون سمجھ کر نماز وغیرہ چھوڑ دے پھر وہ خون تین شب و روز سے پہلے بند ہو جائے تو اس کی جس قدر نمازیں چھوٹ گئی ہیں ان کی قضاء پڑھنا ہوگی، اس لیے کہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ خون حیض نہ تھا، استحاضہ (بیماری کا خون) تھا، کیونکہ حیض تین دن و رات سے کم نہیں آتا۔ (در مختار، علم الفقہ ص۹۷ جلد اول

مسئلہ:۔ اگر کوئی عادت والی عورت اپنی عادت سے زیادہ خون دیکھے اور عادت اس کی دس دن سے کم ہو تو اس کو چاہیے کہ اس خون کو حیض سمجھ کر نماز وغیرہ بدستور نہ پڑھے اور غسل نہ کرے، پس اگر وہ خون دس دن و رات سے زیادہ ہو جائے تو جس قدر اس کی عادت سے زیادہ ہو گیا ہے استحاضہ سمجھا جائے گا اور اس زمانہ کی نمازیں وغیرہ اس کو قضاء پڑھنا ہوں گی۔ (علم الفقہ ص۹۷ جلد اول و فتاوی دار العلوم ص۲۷۵ ج۱ و عالمگیری ص۳۵ ج۱)۔

مسئلہ :- کسی کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور پچھلی عادت کو بھول گئی تو اب دس دن حیض کے شمار کرے باقی استحاضہ۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص۲۷۹ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۲۶۲ جلد اول باب الحیض)۔

(جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے، ان کے پیدا ہونے سے جو اعتباری حالت انسان کے جسم کو طاری ہوتی ہے اس کو حدث اکبر کہتے ہیں۔)

مسئلہ :- جو چیزیں حدث اصغر (وضو نہ ہونے کی حالت) میں منع ہیں وہ حدث اکبر میں بھی یعنی غسل کی حاجت میں بھی منع ہیں جیسے نماز اور سجدہ تلاوت کا یا شکرانہ کا، قرآن شریف بغیر کسی حائل کے چھونا وغیرہ وغیرہ۔

مسئلہ :- مسجد میں داخل ہونا حرام ہے، ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے، جیسے کسی شخص کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور کوئی دوسرا راستہ اس کے نکلنے کا سوا اس کے نہ ہو تو اس کو مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے، یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض، نل وغیرہ ہو، اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے۔

مسئلہ :- قرآن مجید کا بقصد تلاوت پڑھنا حرام ہے اگرچہ ایک آیت سے بھی کم ہو، اور اگرچہ منسوخ التلاوت ہو۔

مسئلہ :- حیض و نفاس کی حالت میں عورت کے بوسے (پیار) لینا اور اس کا جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اس کے ناف اور ناف کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا (جبکہ جماع کی طرف رغبت نہ ہو) جائز ہے جب کہ کپڑا بھی درمیان میں نہ ہو۔ اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علٰحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہود کا دستور تھا کہ حیض کی حالت میں عورتوں کو الگ کر دیتے تھے اور ان کے ہاتھ کا کھانا پینا بھی چھوڑ دیتے تھے۔ اور یہود کی مشابہت ہم لوگوں کو منع ہے۔ (علم الفقہ ص۹۶ جلد اول و بہشتی زیور ص۱۵ جلد ا بحوالہ قاضی خاں ص۔ وعالمگیری ص۲۱۴ ج۱)

مسئلہ :- روزہ کی حالت میں عورت کو حیض آجائے تو اس کا روزہ خود بخود ٹوٹ

جائے گا، اس لیے کہ حیض و نفاس روزہ کے منافی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۳۹۲ جلد۷)۔

مسئلہ:۔ روزہ کی حالت میں میاں و بیوی کا آپس میں بوسہ لینا یا چمٹنا، دونوں میں سے جس کو انزال ہو گا یعنی منی خارج ہوگی اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا، اگر دونوں کو انزال ہو جائے تو دونوں کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۳۹۱ جلد۷)۔

(تفصیل دیکھیے احقر کی مرتب کردہ مکمل و مدلل مسائل روزہ)۔

مسئلہ:۔ ناپاکی کی حالت (حیض و نفاس و جنابت) میں طواف کرنا حرام ہے۔ نیز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی داخل نہ ہو بلکہ مسجد کے متصل خارج مسجد میں بیٹھ جائے تاکہ وہ تسبیح اور استغفار میں مشغول رہے، صلوٰۃ و سلام بھی وہیں سے پڑھتی رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۱ ج۱۲) وظائف و درود شریف وغیرہ پڑھ سکتی ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:۔ بعض لوگ حیض و نفاس کی حالت میں عورت کا پکایا ہوا کھانا برا سمجھتے ہیں حالانکہ اس کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ (امداد المسائل ص۵۴)۔

مسئلہ:۔ عوام میں مشہور ہے کہ جو عورت حیض کی حالت میں مرجائے اس کو دو مرتبہ غسل دیا جائے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (اغلاط العوام ص۸)۔

مسئلہ:۔ حیض کے دوران پہنے ہوئے کپڑے کا جو حصہ (جگہ) ناپاک ہوا ہے اس کو پاک کرکے پہن سکتے ہیں اور جو پاک ہوں ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۷ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ قرآن شریف کا چھونا جن شرائط کے ساتھ حدث اصغر یعنی بغیر وضو کے جائز ہے۔ انھیں شرائط سے حدث اکبر یعنی غسل نہ ہونے کی حالت میں بھی جائز ہے۔ (علم الفقہ ص۹۶ جلد اول و بہشتی زیور ص۱۵ جلد۱۱)۔

مسئلہ:۔ حائضہ اور نفاس والی عورت کا اور ناپاک شخص کا ذبح کیا ہوا حلال ہے (فتاویٰ محمودیہ ص۳۵۳ جلد۴)۔

مسئلہ:۔ جنبی، حیض و نفاس والی کو مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے (بہشتی زیور ص۱۵ جلد۱۱ و علم الفقہ ص۹۶ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کو سر کا دھونا نقصان کرتا ہو تو اس کو سر کا دھونا معاف ہے باقی پورے جسم کا دھونا اور سر کا مسح کرنا اس پر فرض ہے۔ (علم الفقہ ص۱۰۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر کسی عورت کو سر کے درد کا مرض ہے تو وہ اس وجہ سے کہ "میں غسل کیسے کروں گی؟" اپنے شوہر کو جماع کرنے سے روک نہیں سکتی، وہ سر پر مسح کرلے اور باقی جسم کو دھولے، یا اگر مسح بھی نقصان کرتا ہو تو وہ بھی چھوڑ دے۔ (کشف الاسرار ص۲۱ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ بعض خواتین کا یہ خیال ہے کہ اگر ایام (حیض و نفاس) کے دوران مہندی لگالی جائے تو جب تک مہندی کا رنگ مکمل طور پر اتر نہ جائے پاکی کا غسل نہیں ہوگا عورتوں کا یہ مسئلہ بالکل غلط ہے غسل صحیح ہو جائے گا۔ غسل کے صحیح ہونے کے لیے مہندی کے رنگ کا اتارنا کوئی شرط نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۵۳ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ عورتوں کو خاص ایام میں مہندی لگانا شرعاً جائز ہے، اور یہ خیال غلط ہے کہ ماہواری میں مہندی ناپاک ہو جاتی ہے۔ (آپ کے مسائل ص۷ جلد۲)۔

مسئلہ:۔ زیر ناف کے بالوں کو مونڈنا سنت ہے، ان کو اکھیڑنا یا نورہ وغیرہ کے ذریعہ صاف کرنا بھی یہی حکم ہے، لیکن ان کو قینچی سے کترنے کی صورت میں سنت ادا نہیں ہوتی۔ نیز جو بال پاخانہ کے مقام کے ارد گرد ہوتے ہیں ان کا صاف کرنا بھی مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ بغل کے بال صاف کرنا سنت ہے۔ (عورتوں کو بال صفا پاؤڈر وغیرہ کے ذریعے بھی صاف کرنا جائز ہے، بلکہ اولیٰ ہے۔

مسئلہ:۔ غیر ضروری بالوں کے لیے عورتوں کو پاؤڈر یا بال صفا صابن وغیرہ استعمال کرنے کا حکم ہے، لوہے کا استعمال ان کے لیے پسندیدہ نہیں ہے مگر گناہ بھی نہیں ہے (آپ کے مسائل ص۷ جلد۲ و فتاویٰ محمودیہ ص۱۸۶، اغلاط العوام ص۳۹)۔

(عورتوں کے لیے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اپنے زیر ناف کے بالوں کو اکھیڑیں اگر تکلیف برداشت کر سکتی ہوں، کیونکہ اس کی وجہ سے شوہروں کی رغبت ان کی طرف زیادہ ہوتی ہے)۔

واضح رہے کہ زیرِ ناف کے بال مونڈنے، بغل کے مونڈنے، ناخن ترشوانے اور مونچھ ہلکی کرنے کا وقفہ چالیس دن سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے، چالیس دن کے اندر اندر ہی کرلینا چاہیے، اس سے زائد تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ (مظاہر حق ص ۳۳۷ جلد اول)۔

مسئلہ: حائضہ اور نفاس والی عورت اور جنبی (ناپاک) کے لیے قرآنِ پاک صرف دیکھنا مکروہ نہیں ہے اس وجہ سے کہ ناپاکی آنکھ میں گھس نہیں جاتی جس طرح کہ بغیرِ طہارت (بے وضوء) والے کا دعاؤں کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور اس مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی نہیں ہے۔ مطلق ذکر کے لیے خواہ وہ دعاء ہو یا غیر دعاء وضوء مستحب ہے اور مستحب کا ترک کرنا خلافِ اولیٰ ہے اور خلافِ اولیٰ کا نتیجہ مکروہ تنزیہی ہے (کشف الاسرار ص۵ جلد اول)۔

مسئلہ:- خواتین اور معلّمات کے لیے خاص ایّام میں حکم:

خواتین کے لیے خاص ایام میں قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس کو چھونا جائز نہیں ہے، چاہے قرآنِ کریم کی ایک آیت کی تلاوت کی جائے یا ایک آیت سے بھی کم، ہر صورت میں قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے۔ البتہ قرآنِ کریم کی بعض وہ آیات جو کہ دعاء اور اذکار کے طور پر پڑھی جاتی ہیں ان کو دعاء یا ذکر کے طور پر پڑھنا جائز ہے، مثلاً کھانا شروع کرتے وقت "بسم اللہ" یا شکرانہ کے لیے "الحمد للہ" کہنا، اسی طرح قرآن کے وہ کلمات جو کہ عام بول چال میں استعمال میں آجاتے ہیں ان کا کہنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: قرآنِ کریم کی تعلیم دینے والی معلمات کے لیے بھی قرآنِ کریم کی تلاوت اور قرآنِ کریم کا چھونا جائز نہیں ہے۔ باقی یہ کہ قرآنِ کریم کی تعلیم کا سلسلہ کسی طرح جاری رکھا جائے، اس کے لیے فقہاء نے یہ طریقہ بتلایا ہے وہ آیتِ قرآنی کا کلمہ، کلمہ الگ الگ کرکے پڑھیں یعنی ہجے کرکے جیسے الحمد ...... للہ ...... رب ...... العالمین اس طرح معلّمہ کے لیے قرآنی کلمات کے ہجے کرنا بھی جائز ہے۔ (پوری آیت کا ایک ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے، پڑھانے والے اور پڑھنے والے دونوں کے لیے)

مسئلہ :۔ خواتین کے لیے خاص ایام میں تلاوتِ قرآن کریم کی ممانعت تو حدیث شریف میں آئی ہے۔ لیکن قرآن کریم سننے کی ممانعت نہیں آئی۔ لہٰذا عورتوں کو ان خاص ایام میں کسی شخص سے یا ریڈیو اور کیسٹ وغیرہ سے تلاوتِ قرآن سننا جائز ہے۔

مسئلہ :۔ قرآن واحادیث کی دعائیں دعاء کی نیت سے عورتیں پڑھ سکتی ہیں، دیگر اذکار، درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل صـ۲ـ۷ جلد۲ واحسن الفتاویٰ صـ۶ـ۷ جلد۲ بحوالہ ردالمختار صـ۱۵۹ جلداول)۔

خاص ایام میں کورس کی کتابوں کا حکم :۔

سوال :۔ ہم سیکنڈ ایر کی طالبات ہیں اور ہمارے پاس اسلامک اسٹیڈیز ہے جس میں قرآن شریف کے شروع کے پارہ کے رکوع ہمارے کورس میں شامل ہیں۔ اگر امتحان کے درمیان میں ہم کو خاص ایام ہو جائیں تو کتاب کو کس طرح پڑھیں کیونکہ کتاب میں ہی پوری تشریح وتفسیر ہوتی ہے ؟۔

جواب :۔ قرآنِ کریم کے الفاظ کو کتاب میں ہاتھ نہ لگایا جائے۔ اور نہ ان الفاظ کو زبان سے پڑھا جائے۔ (کورس کی) کتاب کو ہاتھ لگانا اور پڑھنا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل صـ۲ـ۷ جلد۲)

مسئلہ :۔ خاص ایام میں امتحان میں قرآنی سورتوں کا صرف ترجمہ وتشریح لکھنے کی اجازت ہے مگر آیتِ کریمہ کا متن نہ لکھے۔ آیت کا حوالہ دے کر اس کا ترجمہ لکھدیں (آپ کے مسائل صـ۷۱ جلداول)۔

مسئلہ :۔ حالتِ حیض میں دینی کتب کو ہاتھ لگانا جائز ہے مگر جہاں آیتِ قرآنی لکھی ہو، اس پر ہاتھ نہ لگائیں۔ (احسن الفتاویٰ صـ۷۱ جلد۲)

معذور عورت کے لیے غسل کا حکم :۔

مسئلہ :۔ حیض ونفاس کی صورت میں اگر عورت معذور ہو نہانے کا حکم اس پر سے جاتا رہتا ہے، ورنہ تمام بدن کا دھونا واجب ہے جیسے (مردوں کے لیے مادہ تولید کے یعنی منی نکلنے سے) خارج ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر عورت حیض یا

نفاس سے فارغ ہو جائے، لیکن کسی ایسے مرض میں مبتلا رہو کہ پانی سے نہ نہا سکے، یا ایسی جگہ پر ہو جہاں اتنا پانی دستیاب نہیں ہے جو غسل کے لیے کافی ہو سکے، یا ایسا ہی کوئی اور امر (مانع ناگزیر) موجود ہو تو اُس پر فرض ہے کہ تیمم کرلے۔

اگر صرف اتنا پانی ہو کہ صرف استنجا ہو سکتا ہے (غسل نہیں ہو سکتا) تو واجب ہے کہ پانی سے استنجا کرلے۔ (کتاب الفقہ صا ۱۵۱ جلد اول)۔

(غسل کے لیے غسل کی نیت سے تیمم کرلے)

مسئلہ: ۔عورت کو ناپاکی کے دنوں میں نہانے کی اجازت ہے اور یہ نہانا ٹھنڈک کے لیے ہے یعنی گرمی کے زمانہ میں گرمی دُور کرنے کے لیے، طہارت (پاکی) کے لیے نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل صا ۶۷ جلد ۲)۔

مسئلہ: ۔حیض سے پاک ہونے کی کوئی آیت نہیں ہے۔ عورتوں میں جو یہ مشہور ہے کہ فلاں فلاں آیتیں یا کلمے پڑھنے سے عورت پاک ہو جاتی ہے یہ قطعاً غلط ہے۔ ناپاک مرد و عورت پانی (یا تیمم) سے پاک ہوتے ہیں، آیتوں یا کلموں سے نہیں ہوتے۔

(آپ کے مسائل صا ۶۸ جلد ۲)۔

غسل ایک نظر میں:۔ حسب فرمودۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طہارت شرطِ ایمان ہے پس مؤمن کو لازم ہے کہ طہارت کے معنیٰ مقصودہ و مراداتِ مطلوبہ کو سمجھ کر اس کی عظمتِ شان کا حق بجالائے، ہاتھوں سے کسی ایسی حرام چیز کو پکڑنے اور لینے سے پاک وصاف و طاہر رکھے جس میں حکمِ الٰہی کی مخالفت ہو، ناحق کسی کو نہ مارے، نہ کسی کا مال چھینے، نہ کسی کو تکلیف و ضرر دینے کے لیے دست درازی کرے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں۔"

طہارتِ منھ:۔ جب منھ کو صاف کرنے کے لیے منھ میں پانی ڈالے تو اس وقت حرام چیزوں کے کھانے پینے اور حرام باتیں منھ سے نکالنے کی طہارت کو ملحوظ رکھے یعنی ایسے اقوال کو منھ سے نکالنے اور ایسی اشیاء کے کھانے کو اپنے منھ سے نفی کرنے کے لیے مستعد رہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کا منھ روحانی نجاست سے

آلودہ ہو کر مستحقِ لعنت بنے اور ایسی چیزوں کے کھانے پینے اور ایسے اقوال منہ سے نکالنے کے لیے تیار رہے جن سے اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے اور مَلا رِ اعلیٰ میں مستحقِ صفت وثنا رہو۔

طہارتِ بینی:۔ جب ناک کو پاک کرنے کے لیے ناک میں پانی ڈالے تو خیر اور بھلائی کی خوشبو سونگھنے کے لیے آمادہ ہو اور بدی و شرارت کی بُو کو پھینک دے ناک کی طہارت میں ننگ و خود بینی سے پاک رہنے کو غور کرے کیونکہ ننگ و خود بینی ایسے امور ہیں جن سے انسان میں اپنی ہی نوع پر بلندی اور بڑائی چاہنے اور نافرمانیٔ الٰہی کا خیال و مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔

طہارتِ چہرہ:۔ اپنا چہرہ دھونے کے وقت ماسوائے الٰہی سے اپنی تمام امیدیں اور توجہات ایسے اعمال بجا لانے سے منقطع کر دے جن کا رُخ و رجوع خدا تعالیٰ کی طرف نہ ہو، اور اپنے منہ پر شرم کا پانی ڈالے اور بے شرمی سے پردۂ شرم کو خدا تعالیٰ اور لوگوں کے آگے سے نہ اُٹھائے اور اپنی آبرو کو غیر اللہ کے لیے صرف نہ کرے۔

طہارتِ گردن:۔ گردن کے مسح کے وقت حرص و ہوائے نفسانی سے اپنی گردن کو چھڑانے پر اور خدا تعالیٰ کے احکام کی فرماں برداری و اطاعت کا حق ادا کرنے پر اور گردن کشی کا خیال چھوڑنے پر آمادہ ہو تاکہ ایسی چیز کے حلقۂ اطاعت سے اپنی گردن چھڑا کر آزاد ہو جائے، جو حضورِ الٰہی سے مانع ہو۔

طہارتِ پشت:۔ پیٹھ دھونے کے وقت تکیہ پر ماسوی اللہ سے (یعنی اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ) اور کسی حق گو و عادل کی غیبت کرنے سے دست برداری کو مدِّ نظر رکھے۔

طہارتِ سینہ:۔ سینہ دھونے کے وقت اپنے سینہ سے مخلوقِ الٰہی کے ساتھ کینہ کرنے کے اور ان کو دھوکا دینے کے خیالات کو نکال ڈالے۔

طہارتِ شکم:۔ اپنے شکم (پیٹ) کو دھونے کے وقت حرام چیزوں اور مشتبہ

کھانے پینے سے طہارتِ شکم کو مدِّ نظر رکھ کر ایسی نجاستوں سے اپنے پیٹ کو پاک رکھے۔

طہارتِ شرمگاہ:۔ شرم گاہ اور رانوں کو دھونے کے وقت تمام امورِ ممنوعہ کے لیے بیٹھنے اور اٹھنے سے اپنے آپ کو بچائے۔

طہارتِ قدم:۔ پاؤں دھونے کے وقت حرص و ہوائے نفسانی کی طرف چلنے اور ایسے امور کی طرف قدم رکھنے سے اپنے پاؤں کو بچائے جو اس کے دین میں مضر ہوں، اور جن سے کسی مخلوقِ الٰہی کو ضرر پہنچے۔ (المصالح العقلیہ از صـ۲۶ تا صـ۲۸)۔

مسئلہ:۔ کوئی ناپاک کپڑا گیلا ہو، اس کے ساتھ پاک کپڑا لگ گیا اور اس میں ناپاک کپڑے سے کچھ نمی (گیلاپن) لگ گئی تو اگر ناپاک کپڑا عین نجاست مثلاً پیشاب وغیرہ سے گیلا ہے تو نجاست کا اثر پاک کپڑے میں ظاہر ہونے سے وہ ناپاک ہو جائیگا اور اگر عین نجاست نہیں بلکہ نجس پانی سے بھیگا ہو تو اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ خشک کپڑے پر اتنی رطوبت آجائے کہ اسے نچوڑنے سے قطرہ گرے تو نجس ہوگا ورنہ نہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اگر نجس کپڑا اتنا بھیگا ہوا ہو کہ نچوڑنے سے قطرہ گرے تو اس کی رطوبت سے خشک کپڑا ناپاک ہو جائے گا، اگرچہ اس خشک کپڑے سے قطرہ نہ گرے، قولِ اول اگرچہ اوسع ہے مگر قولِ ثانی ارجح و احوط ہے۔

اور اگر پاک کپڑا گیلا، ناپاک خشک کے ساتھ لگا تو یہ ناپاک نہ ہوگا، البتہ اگر اتنا گیلا ہو کہ اس کا پانی خشک کپڑے کو بھی ایسا تر کر دے کہ دونوں کی رطوبت برابر دکھائی دے تو پاک کپڑا بھی ناپاک ہو جائے گا۔ (احسن الفتاوی صـ۹۸ ج۲ باب الانجاس بحوالہ ردالمحتار صـ۱۷۵ جلد ۵)۔

مُردے کو غسل کیوں دیتے ہیں؟ :۔ مسئلہ :۔ مردے کو غسل دینے سے غرض اس کی نظافت اور اظہارِ حرمت وغیرہ ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۲ جلد۵ بحوالہ ردالمختار ص۷۹۹ جلد اول، باب صلوٰۃ الجنائز)۔

مسئلہ :۔ میّت کو غسل دینے کی اصل یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا تھا، اور آپ کو کہا تھا کہ تمہارے مُردہ کے لیے یہی طریقہ ہے۔ (در مختار ص۸۳۷ ج۱)

مسئلہ :۔ میّت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہے (یعنی اگر کچھ لوگوں نے اس غسل کے فریضے کو انجام دے لیا تو دوسرے مسلمان اس سے بریٔ الذمہ ہو جائینگے) اگر کوئی مُردہ بے غسل دیئے دفن کر دیا گیا ہو، تمام وہ مسلمان جن کو اس کی خبر ہوگی گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ :۔ اگر میّت کو بغیر غسل کے قبر میں رکھ دیا گیا ہو، مگر ابھی تک مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو اس کو قبر سے نکال کر غسل دینا ضروری ہے، ہاں اگر مٹی ڈال چکے ہیں تو پھر نہ نکالنا چاہیئے بحر الرائق، علم الفقہ ص۸۷ جلد اول)۔

غسل کی شرعی حیثیت :۔ مسئلہ :۔ مُردے کو غسل دینا زندوں پر فرضِ کفایہ ہے (یعنی اگر کچھ لوگوں نے اس فریضے کو انجام دے لیا تو دوسرے اشخاص اس سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔ اور غسل دینا مُردہ کو ایک بار فرض ہے، بایں طور کہ تمام بدن پر پانی پہونچ جائے۔ اور تین بار پانی بہانا سنت ہے۔ (کتاب الفقہ ص۸۱۱ جلد۱)۔

میّت کو غسل دینے کی اجرت لینا؟ :۔ مسئلہ :۔ میّت کو غسل دینے کی اجرت جائز نہیں ہے اس لیے کہ میت کو غسل دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے۔ پھر اس پر اجرت کیسی؟۔ ہاں اگر چند اشخاص غسل دینے والے موجود ہوں تو پھر اجرت جائز ہے کیونکہ ایسی صورت میں کسی خاص شخص پر مردہ کا غسل دینا فرض نہیں ہے۔ (علم الفقہ ص۵ جلد۲ وفتاویٰ محمودیہ ص۴۱۶ ج۲)

مسئلہ: اگر سوائے ایک شخص کے دوسرا کوئی بھی نہلانے والا نہ ہو تو اس کو اجرت لینا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس پر نہلانا میت کا فرض عین ہے، اور اگر دوسرے بھی نہلانے والے ہوں تو اجرت جائز ہے، مگر یہ فریضہ میت کے رشتہ داروں کو خود ادا کرنا چاہیئے، اپنے عزیز کو خود غسل نہ دینا اور دوسروں کے سپرد کرنا انتہائی بے مروتی، بے غیرتی اور دلیل کبر ہے یعنی بڑائی، غرور اور تکبر کی دلیل ہے۔ (احسن الفتاوی ص۲۴۱ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص۸۰۰ جلد اول)

مسئلہ: عام طور پر یہ مشہور ہے کہ ہر مسلمان پر اپنی زندگی میں سات میتوں کو غسل دینا فرض ہے، یہ غلط ہے، میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، اگر کچھ لوگ اس کام کو کرلیں تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا، ہر مسلمان کے ذمہ فرض نہیں رہتا۔ (آپ کے مسائل ص۱۱۹ جلد ۳)۔

میت کو غسل دینے سے پہلے کیا کرنا چاہیئے؟:-

مسئلہ: جس کا وقت آگیا ہے اس کے مرجانے کے بعد مستحب یہ ہے کہ ایک چوڑی دھجی لے کر یعنی پاک کپڑا لے کر مرنے والے کا ڈھاٹا (منھ سے لے کر سر تک باندھ دیا جائے تاکہ منھ کھلا ہوا نہ رہ جائے) اور اس پر گرہ لگادی جائے اور آہستہ آہستہ اس کے اعضاء کو درست کردیا جائے۔ اور اگر زمین پر اس کی موت واقع ہوئی تو اس کو اٹھا کر کسی چیز پر لٹا دیا جائے (تاکہ منتقل کردینے میں آسانی رہے) اور جس لباس میں دم نکلا ہے اُسے اتار کر ایسے کپڑے سے ڈھانک دیا جائے جس سے کچھ نظر نہ آئے۔

جنازہ کی تیاری میں اتنا انتظار واجب ہے کہ موت کا یقین ہو جائے لیکن جب موت کا یقین ہو جائے تو اب جنازہ کی تیاری اور دفن میں جلدی کرنی چاہیئے اور لوگوں کو موت کی خبر سے آگاہ کرنا مستحب ہے۔ (کتاب الفقہ ص۸۱۱ جلد اول)

غسل کا سامان:-

(۱) غسل دینے کے لیے پانی کے برتن حسب ضرورت اگرچہ گھر کے استعمال شدہ ہوں لیکن پاک ہوں۔

(۲) لوٹا، یا پانی نکالنے کا مگھا ایک عدد اگرچہ مستعمل ہو۔
(۳) غسل کا تختہ ایک عدد (اکثر مساجد میں رہتا ہے، یا کوئی اور تختہ جس پر میت کو لٹا کر غسل دیا جا سکے، فراہم کر لیا جائے۔)
(۴) استنجے کے ڈھیلے تین عدد یا پانچ عدد۔
(۵) بیری کے تھوڑے سے پتّے (اگر مل جائیں)۔
(۶) لوبان، ایک تولہ (دس گرام)۔
(۷) عطر کی شیشی (تقریباً چار ماشہ)۔
(۸) پاک صاف روئی تھوڑی سی۔
(۹) گلِ خیرو، ایک چھٹانک، اور اگر یہ نہ ملے تو نہانے کا صابن بھی کافی ہے۔
(۱۰) کافور پانچ گرام۔
(۱۱) پاک تہبند دو عدد، گھر میں موجود نہ ہوں تو بالغ مرد و عورت کے لیے سوا میٹر لمبا کپڑا عورت کے لیے ڈیڑھ میٹر، رنگین کپڑا زیادہ مناسب ہے، کیونکہ رنگین میں غسل کے وقت پوشیدہ حصہ نمایاں نہیں ہوتا ہے۔)
(۱۲) دو عدد کسی پاک صاف موٹے کپڑے کی تھیلیاں سی کر اتنی بڑی بنالیں کہ غسل دینے والے کا ہاتھ اس میں پہونچ جائے تاکہ کلائی تک آسانی سے آجائے، یہی تھیلیاں دستانوں کے طور پر استعمال ہوں گی۔ ایک تھیلی کے لیے کپڑا تقریباً چھ گرہ لمبا اور تین گرہ چوڑا کافی ہے (یعنی پچیس سنٹی میٹر)۔ (احکام میت ص۲۵)۔

مسئلہ: میت کے غسل میں بیری کے پتوں کے ڈالنے سے مُردہ کا مَیل کچیل صاف ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے مُردہ جلدی بگڑتا نہیں ہے اور بدن پر کافور ملنے کی وجہ سے موذی جانور پاس نہیں آتے۔ (مظاہرِ حق جدید ص۴۰۶ جلد ۲)۔

مُردے کو غسل دینے کی شرطیں:

مسئلہ: میت کے غسل کا فرض ہونا چند شرطوں پر موقوف ہے، ایک یہ کہ وہ مسلمان ہو، کافر کو غسل دینا فرض نہیں ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ اسقاط شدہ یا کچا بچہ نہ ہو کیونکہ اسقاط شدہ بچے کو غسل دینا فرض نہیں ہے۔

تیسری شرط یہ کہ جب تک میّت کے جسم کا بیشتر حصہ یا نصف حصہ مع سر کے نہ پایا جائے، اس کو غسل دینا فرض نہیں ہے۔ اگر (اتنا) نہ پایا جائے تو غسل دینا مکروہ ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ میت شہید نہ ہو جسے اللہ کا نام بلند کرنے پر قتل کر دیا گیا ہو (جیسا کہ شہید کے بیان میں آرہا ہے)، کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہداء کے متعلق فرمایا تھا "انھیں غسل نہ دو، ان کا ہر زخم یا خون قیامت کے دن مُشک کی طرح مہکتا ہوگا"۔

مسئلہ:۔ اگر پانی دستیاب نہ ہونے یا نہلانے کے قابل نہ ہونے کے باعث میّت کو غسل دینا دشوار ہو تو اس کی بجائے تیمم کرایا جائے گا۔ مثلاً کوئی شخص جل کر مر گیا اور یہ اندیشہ ہے کہ غسل دیتے وقت جسم کو ملا گیا یا بغیر ملے ہی پانی بہا یا گیا تو مردہ کا جسم بگڑ جائے گا، تو جسم نہ دھونا چاہیئے، ہاں اگر پانی بہانے سے یعنی مُردہ پر پانی ڈالنے سے جسم بگڑنے یا بکھرنے کا اندیشہ نہ ہو تو تیمم نہ کیا جائے گا، بلکہ بغیر ملے ہی پانی بہا کر غسل دیا جائے۔ (کتاب الفقہ ص۸۱۲ ج ۱)

مسئلہ:۔ اگر میّت پھولنے کی وجہ سے ہاتھ لگانے کے قابل نہ ہو، یعنی ہاتھ لگانے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو صرف میت پر پانی بہا دینا کافی ہے، کیونکہ ملنا وغیرہ ضروری نہیں ہے۔ اور اگر صرف پیٹ پھول گیا کہ اس پر پانی بہانا بھی ممکن نہ ہو تو باقی بدن کو دھو کر یعنی اس پر پانی بہا کر پیٹ پر صرف مسح کر دیا جائے، جیسا کہ زندہ کے لیے غسل اور وضو میں حکم ہے۔ (امداد الاحکام ص۲۶ جلد اول)

(جس طرح وضو اور غسل میں عام معذور کے لیے حکم ہے کہ جو عضو تکلیف زدہ، یا پٹی، پلاسٹر وغیرہ کا ہے تو اس پر مسح کر لیا جائے، اور باقی کو دھولیا جائے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ:۔ جو شخص دیوار کے نیچے دب کر یا آگ میں جل کر مر جائے، غسل تو اس کو بھی دیا جائے گا، اور اگر غسل دینے سے کھال وغیرہ کے گر جانے کا یا کوئی اور خدشہ ہو تو تیمم کرا دیا جائے (جب کہ غسل دینا بھی ممکن نہ ہو)۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۷۴ جلد ۵)۔

مسئلہ:- اور میت کو تیمم کرانے کا یہ طریقہ ہے کہ تیمم کرانے والا دو مرتبہ پاک مٹی پر اپنا ہاتھ مار کر ایک بار تو میت کے منھ کو مل دے اور اس کے بعد دوسری بار مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو کہنیوں تک میت کے مل دے۔ یعنی اپنے ہاتھ سے تیمم کرائے۔ (امداد الاحکام ص۸۲۵ ج۱)۔

مُردہ کو غسل جو چاہے دے یا متعین شخص؟:-

سُوال:- میت کو غسل دینے والا مقرر (متعین) ہونا چاہیئے یا عام آدمی دے سکتا ہے؟۔

جواب:- ہر ایک واقف شخص غسل دے سکتا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ وہ شخص غسل دے جو کچھ بھی غسل دینے کی اجرت، عوض میں نہ لے اور مُردے کو غسل دینے والے پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص۲۵۳ جلد ۵ بحوالہ رد المختار ص۸۰۴ جلد اول وکتاب الفقہ ص۸۶۲ ج۱)

مسئلہ:- مرنے والے کو اس قسم کی وصیت کرنا کہ فلاں شخص غسل دے، فلاں دفن کرے، فلاں نماز پڑھائے اور فلاں جگہ دفنایا جائے، شرعاً معتبر نہیں ہے۔ یہ اُمور میت کے اختیار میں نہیں ہیں۔ یہ ورثاء کا حق ہیں، ورثاء جو بہتر ہو، اس پر عمل کریں۔ (فتاوی رحیمیہ ص۱۰۳ جلد ۵ بحوالہ رد المختار ص۸۴۴ جلد اول)۔

مسئلہ:- نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔ (علم الفقہ ص۱۸۶ جلد اول)۔

مسئلہ:- اگر کوئی ناپاک شخص یا وہ شخص جس کو میت کا دیکھنا جائز نہ تھا، میت کو غسل دے تب بھی غسل صحیح ہو جائے گا، اگرچہ مکروہ ہو گا۔ (علم الفقہ ص۱۸۶ جلد اول)

لڑکی کو غسل کون دے؟:-

سُوال:- اگر نابالغہ لڑکی مر جائے اور وہاں کوئی عورت نہ ہو تو کیا اس کا شوہر (جس سے اس کا نکاح ہو چکا تھا بچپن میں، مگر رخصتی نہیں ہوئی تھی) یا کوئی محرم اس کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- نابالغہ لڑکی اگر غیر مراہقہ ہے (یعنی بہت ہی کم سن ہے) تو اس کو ہر ایک مرد اور عورت غسل دے سکتا ہے۔ اور مراہقہ کا حکم اس بارہ میں مثل بالغہ کے ہے اور

بالغہ عورت کو سوائے عورتوں کے اور کوئی غسل نہیں دے سکتا، شوہر بھی غسل نہیں دے سکتا بلکہ اگر کوئی محرم موجود ہے تو وہ اس عورت کا تیمم کرا دے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو غیر محرم اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرا دے، اور کفن پہنا کر نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۴۶ ج۵ بحوالہ رد المحتار ص۸۰۶ جلد اول)۔

مسئلہ: کسی صغیر السن (یعنی بچہ) کی موت ہو جائے تو عورت کا اس کو غسل دینا جائز ہے اور اگر بچی ہو تو مرد بھی اس کو غسل دے سکتا ہے۔ (کتاب الفقہ ص۸۱۶ جلد اول)۔

جنبی (ناپاک) مرجائے تو کیا ایک غسل کافی ہے؟

سوال: جنابت یعنی جس پر غسل واجب ہو، اگر وہ مر جائے تو کیا اس کے لیے ایک غسل کافی ہے، یا جنابت کا غسل دے کر دوبارہ غسلِ میت دیا جائے؟

جواب: حالتِ جنابت میں مر جانے سے تو غسل میں کچھ تفاوت نہ ہوگا۔ جیساکہ دیگر اموات کو غسل دیا جاتا ہے، اسی طرح میت جنبی کو غسل دیا جائے گا۔ اور یہی حکم حالتِ حیض و نفاس والی عورت کے غسل میں ہے یعنی صرف ایک ہی غسل عام میّت کے غسل کی طرح ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۴۷ جلد۵ بحوالہ رد المحتار ص۸۰۳ اول باب صلاۃ الجنائز)۔

مجبوری میں شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: زید اپنی مردہ بیوی کو (جبکہ کوئی عورت وہاں پر موجود نہ ہو) غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: شامی میں ہے کہ مرد اپنی مردہ عورت کو تیمم کرا دے، اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر مگر غسل نہ دے، کیونکہ عورت کو غسل عورت ہی دے سکتی ہے، مرد اگرچہ محرم ہے۔ (باپ بھائی وغیرہ جن سے نکاح جائز نہیں) تب بھی تیمم ہی کرا دے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۵ جلد پنجم۵، شامی ص۸۰۳ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ عورت اپنے شوہر کو (جبکہ کوئی مرد نہ ہو تو) غسل دے سکتی ہے، لیکن شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، البتہ چہرہ دیکھنے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۴۵ ج۵ بحوالہ رد المحتار ص۸۰۲ جلد۱)۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دینے کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ شرح مجمع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رض کو حضرت امّ ایمن رض نے غسل دیا تھا، حضرت علی رض کو غاسل کہنا مجازاً ہے کہ انہوں نے سامانِ غسل مہیا فرمایا تھا۔

باقی بچوں کا اپنی ماں کو بوسہ دینا (پیار کرنا) اور چومنا اس بحث سے خارج ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کیونکہ ماں اپنے بچوں کی محرمہ ہے اور بچوں کو اپنی ماں کو ہاتھ لگانا اور چومنا منع نہیں ہے، اسی طرح ماں باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ یہ معاملہ کرنا درست ہے (بیان وغیرہ کر کے رونا پیٹنا منع ہے)۔ بہر حال شوہر کو کسی طرح بھی افعالِ مذکورہ اپنی مردہ بیوی کے ساتھ درست نہیں ہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۶ جلد۵)۔

مسئلہ:۔ عورت کے مرنے کے بعد اس کا شوہر اس سے اجنبی ہو جاتا ہے اور علاقہ نکاح منقطع ہو جاتا ہے، اس لیے شوہر کا غسل دینا اور ہاتھ لگانا فقہاء نے ممنوع لکھا ہے لیکن دیکھنا اور جنازہ کو اٹھانا درست ہے، اور قبر میں اتارنا بھی ضرورت کے وقت درست ہے کیونکہ قبر میں اتارنے میں کفن حائل ہوتا ہے، لہٰذا کفن کے اوپر کو ہاتھ لگانا ضرورت کے وقت درست ہے یعنی جبکہ کوئی محرم موجود نہ ہو۔ اور اگر محرم موجود ہو تو وہ ہی قبر میں اتارے (فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۳ جلد۵ بحوالہ رد المحتار ص۸۰۲ جلد اول، باب صلاۃ الجنازہ)۔

مسئلہ:۔ مردہ کو غسل دینے والا ایسا شخص ہونا چاہیے جس کو میت کا دیکھنا جائز ہو، عورت کو مرد اور مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہیں ہے ہاں منکوحہ عورت اپنے شوہر کو (جبکہ کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو) غسل دے سکتی ہے، اس لیے کہ وہ عدّت کے زمانہ تک اس کے نکاح میں سمجھی جائے گی، بخلاف شوہر کے کہ وہ عورت کے مرتے ہی اس کے نکاح سے علیحدہ سمجھا جائے گا، اور اس کو اپنی بیوی کو غسل دینا جائز نہیں ہوگا۔ (علم الفقہ ص۱۸۱ ج۲ و فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۶ جلد۲ و درمختار ص۸۲۴ جلد اول و کتاب الفقہ ص۸۱۳ جلد اول و فتاوے

رحیمیہ ص۱۰۶ جلد۵ وامداد الاحکام ص۸۲۳ جلد اول واحسن الفتاویٰ ص۲۱۵ جلد۴)۔

مسئلہ:۔ کوئی عورت ایسی جگہ مرجائے جہاں پر کوئی دوسری عورت نہ ہو جو اس کو غسل دے سکے تو اگر کوئی مرد محرم نہ ہو تو غیر محرم اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر اس کو تیمم کرا دے۔

مسئلہ:۔ اسی طرح کوئی مرد ایسی جگہ پر مرجائے جہاں پر کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو تو اس کو محرم عورت بغیر کپڑا لپیٹے ہوئے اور اگر غیر محرم ہو تو اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر تیمم کرا دے۔ (علم الفقہ ص۱۸۸ جلد اول وکتاب الفقہ ص۸۱۴ جلد اول)

جہاں پر عورت کو غسل دینے والی کوئی عورت نہ ملے؟

مسئلہ:۔ اگر کوئی عورت ایسی جگہ وفات پائے جہاں پر کوئی اور دوسری عورت نہیں ہے جو غسل دے سکے، اور اس کا محرم (جس سے نکاح حرام ہے)، کوئی مرد موجود ہو تو وہ میت کا کہنیوں تک تیمم کرے۔ اگر محرم نہ ہو تو غیر محرم اجنبی مرد اپنے ہاتھوں پر کچھ کپڑا (وغیرہ) لپیٹ کر اسی طرح تیمم کر دے، لیکن میت کی کہنیوں پر نظر ڈالنے سے آنکھیں بند رکھے، خاوند کے لیے بھی اجنبی کی مانند حکم ہے، لیکن کہنیوں کے دیکھنے سے آنکھوں کے بند کرنے کا وہ مکلف نہ ہوگا۔ اس حکم میں جوان اور عمر رسیدہ دونوں شامل ہیں۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی مرد ایسی جگہ وفات پا جائے کہ جہاں پر عورتوں کے سوا کوئی مرد نہ ہو اور بیوی بھی نہ ہو تو چاہیے کہ کسی بے نفس معصوم طبع عورت کو میت کے غسل کا طریقہ جاننے والی عورتیں سکھا دیں اور پھر وہ ہی غسل دے، اور اگر ایسی بے نفس عورت موجود نہ ہو تو وہی عورتیں کہنیوں تک اُس میت کا تیمم کر دیں (اپنے ہاتھوں پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر) اور پردہ کی جگہ دیکھنے سے اپنی آنکھیں بند رکھیں۔ (کتاب الفقہ ص۸۱۵ ج۱۔ آپ کے مسائل ص۱۰۱ ج۳)

مخنث میّت کے غسل کی تفصیل:۔

سوال:۔ اگر خنثیٰ مشکل مرجائے تو اس کو مرد غسل دیں یا عورتیں؟

جواب:۔ جہاں تک ہو سکے خنثیٰ کو سب احکام میں مرد یا عورت کے حکم میں شمار کیا جائے گا۔ اگر اس میں علامت مرد کی زیادہ ہو مثلاً ڈاڑھی نکل آئے یا مرد کی پیشاب گاہ

کی طرح پیشاب گاہ ہو یا اس سے کسی عورت کو حمل ہو گیا ہو، تو اس کو مرد سمجھا جائے گا، اور اگر عورت کی علامات زیادہ ہوں مثلاً حاملہ ہو گئی یا پستان ظاہر ہو گئے یا حیض آنے لگے یا عورت کی پیشاب گاہ جیسی پیشاب گاہ ہو تو اس کو عورت شمار کریں گے اور اگر دونوں جگہ سے پیشاب کرتا ہو تو جہاں سے پہلے نکلتا ہو، اسی کا اعتبار ہو گا، اور اگر حالت مشتبہ ہو کر کسی وجہ سے مرد یا عورت ہونے کو ترجیح نہ دے سکیں تو اس کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں۔ (یعنی مشکل میں ڈالنے والا کہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ مرد ہے یا عورت؟)۔ اگر خنثیٰ مشکل چار سالہ ہے یا اس سے کم عمر کا ہو تو اس کو عورت بھی غسل دے سکتی ہے، مرد بھی، اور اگر چار سال سے زائد ہو تو نہ مرد غسل دیں اور نہ عورتیں بلکہ اس کو تیمم کرایا جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ص۲۲ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص۸۰۶ ج۱ و ص۳۷۰ ج۱، کشف الاسرار ص۱۴۳ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۲ جلد ۵)۔

مسئلہ:۔ خنثیٰ مشکل یعنی جس کی جنس کا تعین نہ کیا جا سکے جو مکلّف یا بالغ ہونے کے قریب ہو، وہ کسی میت مرد یا عورت کو غسل نہ دے، اور نہ کوئی مرد یا عورت اس کو غسل دے، ہاں اپنے ہاتھوں پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر اس کو تیمم کرا دیں۔ (کتاب الفقہ ص۸۱۶ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ خنثیٰ مشکل میت کو غسل نہ دیا جائے بلکہ تیمم کرا کر کفن پانچ کپڑوں میں عورتوں کی طرح دیا جائے مگر ریشم نہ ہو اور نہ زعفران کا رنگا ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۰۱ جلد ۳، فتاویٰ سراجیہ ص۲۲ جلد اول بحوالہ شامی ص۳۰۹ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ خنثیٰ نابالغ بچہ کہ جس کی شناخت نہیں ہو سکتی کہ لڑکا ہے یا لڑکی تو اس کی نماز جنازہ میں اختیار ہے چاہے لڑکے والی دعا پڑھیں یا لڑکی والی۔ (احسن الفتاویٰ ص۲۰۲ ج۴)

جذامی یعنی برص کے مریض کو غسل کون دے؟:۔

مسئلہ:۔ جس کو جذام کا مرض ہو، اس کے مرنے پر اگر اس کو ہاتھ لگا کر غسل دینا دشوار ہو تو اس پر (مرد میت پر مرد اور عورت میت پر عورت) لوٹے وغیرہ سے پانی بہا دیا جائے، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھ پر تھیلی وغیرہ باندھ کر صرف تیمم کرا دیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۸۵ جلد ۴، فتاوے دار العلوم ص۲۵۵ جلد پنجم ۵)۔

شیعہ کو غسل دینا؟:- سوال :- اگر شیعہ مرجائے اور کوئی شیعہ نہ ہو تو کیا مسلمان اس کو غسل دے سکتے ہیں؟

جواب :- اس کو مسلمان غسل دے کر دفن کردیں، مگر غسل، کفن اور دفن سنت کے مطابق نہ کریں، بلکہ اس پر پانی بہا کر کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال کر مٹی ڈال دیں۔ (احسن الفتاویٰ ص۲۳۱ جلد۴)۔

پانی میں ڈوبنے والے کو غسل دینا؟:- مسئلہ :- اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مرگیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے، اس کو غسل دینا فرض ہے۔ پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہ ہوگا، اس لیے کہ میّت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے۔ اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا، ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے میّت کو تین غوطے پانی میں (حرکت) دے، دیں تو غسل ہوجائے گا، اسی طرح اگر میت کے اوپر بارش برس جائے یا اور کسی طرح پانی پہونچ جائے تب بھی غسل دینا فرض رہے گا۔ (علم الفقہ ص۱۸۰ جلد۲، فتاویٰ رحیمیہ ص۹۴ و ص۱۰۰ جلد۵، مظاہر حق ص۴۱۴ جلد۲، بحر الرائق ص۱۷۴ جلد۱۔ فتاویٰ قاضی خاں ص۹۰ جلد۱ و امداد الفتاویٰ ص۷۳۰ جلد اول)۔

سیلاب میں مرنے والے کو غسل دینا؟:- مسئلہ :- سیلاب سے جو لاشیں مسلمانوں کی ملیں ان کو غسل دینا فرض ہے، بغیر غسل کے بھی نمازِ جنازہ صحیح ہوجائے گی، مگر غسل نہ دینے والے گنہگار ہوں گے صحتِ نماز کے لیے سیلاب کا غسل کافی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۲۲۷ جلد چہارم ۴)۔

مسئلہ :- سیلاب میں جو لاشیں پائی جائیں، اگر میّت میں مسلمان کی کوئی علامت پائی جائے تو اس کو مسلمان سمجھا جائے گا، اور اگر کوئی علامت نہ ہو تو دار الاسلام میں ہونے کی وجہ سے اس کو مسلمان قرار دیا جائے گا، اس لیے غسل دے کر نمازِ جنازہ پڑھی جائیگی۔ (احسن الفتاویٰ ص۲۲۶ جلد۴ بحوالہ رد المحتار ص۸۰۵ جلد اول

کافر اور مسلمانوں کی نعشیں مل جائیں تو غسل کا حکم؟

مسئلہ:- اگر مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز، علامت نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا، اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کرلی جائیں اور صرف انھیں کو غسل دیا جائے، کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے (علم الفقہ صـ۱۸۰ جلد۲ و احسن الفتاویٰ صـ۲۲۶ جلد۴)۔

مسئلہ:- اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مرجائے تو اس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دے دی جائے، اور اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو، یا وہ لینا قبول نہ کریں تو بوجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر رشتہ دار کو غسل دے، مگر مسنون طریقے سے نہیں، یعنی اس کو وضو نہ کرائے، نہ سر صاف کیا جائے اور نہ کافور وغیرہ اس کے بدن پر ملا جائے اور نہ نماز جنازہ پڑھی جائے۔ (علم الفقہ صـ۱۸۰ جلد۲)۔

مسئلہ:- اور اگر مردہ کافر ہے اور مسلمان ولی کے سوا کوئی اس کا ولی نہیں ہے تو مسلمان ولی اس میت پر پانی بہا دے، یعنی اس کے غسل میں کوئی مسنون اہتمام نہ ہو۔ (کشف الاسرار صـ۱۴۱ جلد اول)۔

باغی اور مرتد کو غسل دینا؟

مسئلہ:- باغی لوگ یا ڈاکو اگر مارے جائیں تو ان مردوں کو غسل نہ دیا جائے، بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔ (یہ ان کی غلط حرکت کی وجہ سے ہے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو)۔

مسئلہ:- مرتد (اسلام سے پھر جانے والا) اگر مرجائے اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے مذہب والے اس کی نعش کو مانگیں تو ان کی نعش نہ دی جائے۔ (علم الفقہ صـ۲۰۴ جلد۲)۔

شہید کو غسل دینا؟

مسئلہ:- جس شہید میں شہادت کی سب شرائط پائی جائیں، اس کو غسل نہ دیا جائے اور نہ اس کا خون

جسم سے صاف کیا جائے، اور اگر کسی شہید میں سب شرائط نہ پائی جائیں تو غسل بھی دیا جائیگا اور نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔ (علم الفقہ صفحہ ۲۰۵ جلد ۲)۔

خودکشی کرنے والے کو غسل دینا؟:-

مسئلہ:- خودکشی کرنے والے کو بھی غسل دیا جائے گا اور نمازِ جنازہ بھی اس پر پڑھی جائے گی، البتہ حاکمِ وقت، خطیب یا اور کوئی بڑا آدمی نمازِ جنازہ نہ پڑھائے بلکہ کوئی عام مسلمان نماز پڑھا دے۔ (نمازِ مسنون صفحہ ۷۲۵)۔

(بڑا عالم یا کوئی بڑی شخصیت اس کی نمازِ جنازہ پڑھ تو سکتے ہیں لیکن خود جنازہ نہ پڑھائیں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو، اس غلط حرکت پر۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

پیدائش کے وقت زندگی کے آثار ہوں تو غسل کا حکم؟:-

مسئلہ:- بچّہ کے بدن کا اکثر حصہ باہر آنے تک آثارِ زندگی کے باقی رہیں یعنی سر کی طرف سے پیدا ہو تو سینہ تک اور اگر پاؤں کی طرف سے پیدا ہو تو ناف تک نکلے، اس وقت تک آثارِ حیات باقی رہیں تو بچہ زندہ شمار ہوگا اور مسنون طریقہ سے اس کی تجہیز و تکفین (غسل وغیرہ) کی جائیگی اور نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے گا، اور اگر اکثر حصہ باہر نکلنے سے پہلے مرجائے تو وہ مردہ شمار ہوگا، اس کو دھوکر (بغیر غسل کے) پاک کپڑے میں لپیٹ کر بلا نمازِ جنازہ کے دفن کردیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۹۶ جلد ۵ بحوالہ شامی صفحہ ۸۳۰ جلد اول و علم الفقہ صفحہ ۱۸۵ ج ۲)۔

مسئلہ:- جو بچہ زندہ پیدا ہو پھر تھوڑی ہی دیر میں مرگیا یا فوراً پیدا ہوتے ہی مرگیا تو اس کو بھی سنت طریقے سے غسل دیا جائے اور کفنا کر نماز پڑھی جائے۔ (بہشتی زیور صفحہ ۵۵ جلد ۲)۔

مُردہ پیدا ہونے والے بچے کے غسل کا حکم؟:-

مسئلہ:- اسقاط کی صورت میں اگر کوئی عضو بن گیا ہو مگر پورا جسم نہ بنا ہو تو اس پر پانی بہا کر کپڑا لپیٹ کر کہیں بھی دفن کرکے زمین ہموار کردی جائے۔ غسل اور کفن دفن میں مسنون طریقے کی رعایت نہیں کی جائے گی۔ اور اگر پورا

جسم بن چکا ہو تو غسل، کفن، دفن بطریقِ مسنون میں اختلاف ہے، بطریقِ مسنون کا قول اَحوط اور دوسرا ایسر ہے۔ نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے، البتہ پیدا ہونے کے بعد مرا تو نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور سنت کے مطابق قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ صـ۲۰۶ جلد۴)۔

مسئلہ:۔ جو بچہ ماں کے پیٹ سے ہی مرا ہوا پیدا ہو۔ پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی، اس کو بھی مسنون طریقے سے غسل دو، لیکن مسنون کفن نہ دو بلکہ کسی ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردو۔ (بہشتی زیور صـ۵۵ جلد۲)۔

مُردہ بچہ کو نرس کے دیئے ہوئے غسل کا حکم؟:۔ **سوال:**۔ ہمارے یہاں پر زچگی (وضع حمل) ہوسپٹلوں میں ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ مُردہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس مردہ بچہ کو ہوسپٹل میں نرس تیار (غسل وکفن) کردیتی ہے، اور اس کو براہِ راست قبرستان میں دفنایا جاتا ہے، گھر پر اُسے غسل نہیں دیا جاتا، کیا حکم ہے؟

جواب: غیر مسلم کے ہاتھوں سے دیا گیا غسل غسل کے حکم میں تو آتا ہے، اس لیے کہ غسل دینے والے کا مکلّف ہونا شرط نہیں ہے۔ (شامی صـ۸۰۵ جلد اول)۔

مگر اس میں دو خرابیاں ہیں (۱) غیر مسلم کے ہاتھوں دیا گیا غسل، سنت کے مطابق نہیں ہے (۲) مسلم کی تجہیز و تکفین و تدفین مسلمانوں پر لازم ہے، اس کی ذمہ داری اُن پر رہ جاتی ہے، لہٰذا مسلمانوں کے ہاتھوں مسنون طریقہ کے مطابق غسل دیا جانا ضروری ہے چاہے وہ ہوسپٹل میں ہو یا گھر میں۔ (فتاویٰ رحیمیہ صـ۲۷۳ جلد اول)۔

جس کو غسلِ میّت دینا نہ آتا ہو، اگر وہ غسل دے؟:۔ **مسئلہ:**۔ جسے غسل دینا نہ آئے اگر وہ غسل دیدے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے لیکن جہاں تک ہوسکے میّت کو غسل اس شخص سے دلانا چاہیئے جو طریقِ سنت کے موافق میّت کو غسل دے۔ (فتاویٰ دارالعلوم صـ۲۴۹ جلد۵)۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ میت کو نہلانے والا مردہ کا کوئی عزیز ہو اور اگر عزیز و اقارب غسل دینا نہیں جانتا ہو تو متقی نیک پرہیزگار آدمی غسل دے۔ (علم الفقہ ص۸۵ ج ۱)۔

مسئلہ: بے نمازی میت کو غسل دے سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ نمازی آدمی اور پابندِ شریعت غسل دے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۳۹۳ جلد ۲، فتاویٰ دارالعلوم ص۲۵۰ ج۵)۔

مسئلہ: جو حیض یا نفاس والی عورت ہو، وہ مردہ کو غسل نہ دے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور ص۶۱ جلد ۲، علم الفقہ ص۶۴ جلد ۲)۔

(اور اگر کوئی دوسری عورت ان کے علاوہ غسل دینے والی نہ ہو تو مجبوری میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، دے سکتی ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہاں پر غسل دینے والے شخص کے یا جو غسل دینے کے کام میں شریک ہوں، ان کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہ جائے اور غسل دینے والے اگر اس میت میں کوئی عمدہ بات دیکھیں تو لوگوں سے بیان کر دے اور اگر کوئی بُری بات دیکھے تو کسی پر ظاہر نہ کرے، ہاں اگر میت کوئی مشہور بدعتی ہو اور اس میں کوئی بُری بات دیکھیں تو ظاہر کر دیں تاکہ اور لوگوں کو عبرت ہو اور اس بدعت کے کرنے سے باز رہیں۔ (علم الفقہ ص۱۸۶ جلد اول بحوالہ بحر و عالمگیری)۔

غسل کے وقت میت کے کپڑے کو پاک کرنا؟:-

مسئلہ: میت کو غسل دینے کے وقت جو کپڑا میت کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک ڈالا جاتا ہے، پہلی مرتبہ میت کی جب نجاست دور کی گئی تو وہ پانی کپڑے کو بھی لگا تو اب وہی کپڑا پاک کر کے رکھ لیں یا دوسرا پاک کپڑا لیں۔ (امداد الفتاویٰ باب الجنائز ص۷۳۱ جلد ۱)۔

(تین مرتبہ کپڑے پر پانی ڈال دیا جائے پاک ہو جائے گا، اگر دوسرا کپڑا ہو تو وہ لے لیں)۔

مُردہ عورت کو غسل دینے میں سُتر کی حد کیا ہے؟:-

سوال: مُردہ عورت کو نہلاتے وقت اس

کے پورے بدن پر کپڑا ڈالنا ضروری ہے یا مرد کی طرح صرف ناف سے گھٹنوں تک چھپانا کافی ہے؟۔

جواب:۔ عورت کو عورت سے اس قدر پردہ ہے جتنا مرد کو مرد سے، اس لیے عورت کو (اگر عورت ہی غسل دے تو) نہلاتے وقت صرف ناف سے زانو تک کپڑا ڈالنا کافی ہے (احسن الفتاوی ص۲۳۷ جلد۴ بحوالہ رد المحتار ص۸۰ جلد اول)

مُردے کے پوشیدہ حصّے کو دیکھنا یا ہاتھ لگانا؟:۔

مسئلہ:۔ مُردہ کے سَتر کا ڈھکنا واجب ہے لہٰذا نہلانے والے کو یا کسی اور شخص کو دیکھنا حلال نہیں ہے۔ اسی طرح اسے ہاتھ لگانا بھی حلال نہیں ہے، لہٰذا غسل دینے والے پر واجب ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر اس کے ساتھ مقامِ ستر کو دھوئے۔ (ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ ستر کہلاتا ہے)۔ رہا باقی جسم تو اس کو ہاتھ پر کپڑا لپیٹے بغیر دھونا درست ہے۔

سترِ خفیف (عضوِ مخصوص کے علاوہ حصّہ) کو ہاتھ لگانا حرام نہیں ہے حنفیہؒ کے نزدیک لیکن اس کو ڈھانک کر رکھنا اور ہاتھ نہ لگانا ہی مطلوب ہے۔ سترِ غلیظ کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ (کتاب الفقہ ص۱۳۰ جلد اول)۔

(یعنی عضوِ مخصوص کو کسی کپڑے یا دستانے وغیرہ کے بغیر ہاتھ لگانا حرام ہے، اور عضوِ مخصوص کے علاوہ ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ سترِ خفیف ہے۔)۔

غسلِ میت میں ڈھیلے سے استنجاء کرانا؟:۔

مسئلہ:۔ کتب فقہ میں میت کے لیے استنجاء کا حکم تو مصرح ہے، اس لیے ڈھیلے کے استعمال کی صراحت اگرنہ بھی ملے تو بھی چونکہ استنجاء کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ ڈھیلے کے بعد پانی استعمال کیا جاتا ہے اور اس اطلاق میں میت بھی شامل ہے، لہٰذا اس کے لیے بھی ڈھیلے کا استعمال مسنون ہے۔ (احسن الفتاوی ص۲۲۹ جلد۴)

مسئلہ:۔ میت کو غسل دینے میں اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ پہلے (اپنے ہاتھوں میں کپڑا یا دستانے وغیرہ پہن کر) ڈھیلے سے صفائی کی جائے یعنی استنجاء کرایا جائے پھر پانی سے دھویا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ صـ۲۰۴ جلد۴)۔

ناخن پالش چھڑائے بغیر غسل میت؟:۔ **سوال:۔** ایک بہن کو ناخن پالش لگانے کی عادت تھی، اس کے انتقال کے بعد جب اس کو غسل دیا گیا تو اس کا خیال نہ رہا غسل دینے کے بعد پتہ چلا کہ ناخن پالش رہ گئی، تو دوبارہ غسل دینا چاہیئے یا نہیں؟

جواب:۔ پالش چھڑا کر ناخن دھو دینا کافی ہے، پورے غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے،

پالش چھڑا کر ناخن دھونا فرض تھا، بغیر چھڑائے غسل صحیح نہیں ہوا، اس لیے نمازِ جنازہ بھی نہ ہوئی۔ (جبکہ ناخن پالش نہ چھڑائی گئی ہو) ۔ (احسن الفتاویٰ صـ۲۲۷ جلد۴)۔

مسئلہ:۔ ناخن پالش والی میت کی پالش صاف کر کے غسل دیں ورنہ اس کا غسل صحیح نہ ہوگا۔ (آپ کے مسائل صـ۷۵ جلد۳)۔

حائضہ میّت کے منھ میں پانی ڈالنا؟:۔ **مسئلہ:۔** حالتِ جنابت میں یا حیض ونفاس کی حالت میں موت واقع ہو جائے تو بھی غسل دیتے وقت منھ اور ناک میں پانی ڈالنا درست نہیں ہے۔ البتہ دانتوں اور ناک میں تر کپڑا پھیر دیا جائے تو بہتر ہے، ضروری نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ صـ۲۳۸ جلد۴ بحوالہ درمختار صـ۵۸۰ ج۱)

میّت کے منھ میں مصنوعی دانت رہ جائیں؟:۔ **مسئلہ:۔** اگر میّت کے منھ میں سے مصنوعی دانتوں کا نکالنا مشکل ہو، اور زیادہ محنت کرنے میں میّت کی بے حرمتی ہو تو منھ کے اندر ہی چھوڑ دیئے جائیں، غسل اور دفن میں کوئی محذور نہیں ہے (کوئی حرج نہیں ہے)۔

مال کی حرمت سے میت کی حرمت زیادہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ صـ۲۴۱ جلد۴ بحوالہ ردالمختار صـ۸۴۰ جلد اول، آپ کے مسائل صـ۷۷ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ میّت کی آنکھوں میں سرمہ لگانا اور سر میں کنگھا کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم صـ۲۴۸ جلد۵ بحوالہ ردالمختار صـ۸۰۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ میت کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے اور ناخن یا بال اس کے نہ کاٹے جائیں اور نہ ہی مونچھیں کتری جائیں، ہاں اگر کوئی ناخن از خود ٹوٹ جائے تو اس کو علٰحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (علم الفقہ ص۴۰۸ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ میت کے بال، مونچھ کا تراشنا، نیز بغل اور زیرِ ناف کے بالوں کا دُور کرنا مکروہ ہے۔ مطلوب شرع میں یہ ہے کہ جس طرح وفات ہوئی، اسی حال میں دفن کیا جائے اگر میت کے جسم سے مذکورہ چیزوں میں سے کوئی چیز از خود گر جائے تو اس کو بھی کفن میں رکھ کر ساتھ ہی دفن کر دیا جائے۔ (کتاب الفقہ ص۸۲ جلد اول)۔

مسئلہ: غسل کے وقت آں حضرتؐ کے پاؤں کس طرف تھے؟:۔

یہ امر کہیں منقول نہیں ہے کہ غسل کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کس طرف تھے اور سرِ مبارک کس طرف لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خانہ کعبہ کے بارے میں ہے کہ "یہ تمہارا قبلہ ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد" اس طرف مشیر ہے کہ جیسے قبر میں میت کو رکھا جاتا ہے، اسی طرح غسل کے وقت لٹا دیا جائے، جیسا کہ اب معمول ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۲ جلد ۵، رد المحتار ص۷۹۹ جلد ۱، فتاویٰ محمودیہ ص۱۶۳ جلد ۹)۔

مسئلہ:۔ میت کے غسل کے وقت جس طرح چاہیں (مناسب ہو) میت کو لٹا دیں، یہ اصح ہے۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قبلہ کی طرف منھ کر کے عرضاً لٹا دیں جیسا کہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ قبلہ کی طرف طولاً لٹا دیں، اس صورت میں پیر اور منھ قبلہ کی طرف ہوں گے۔ (امداد الاحکام ص۸۲۲ جلد اول، آپ کے مسائل ص۹۶ جلد ۳)۔

(دونوں صورتیں جائز ہیں جس طرح بھی سہولت ہو میت کو غسل دینے میں لٹا سکتے ہیں، کیونکہ بعض جگہ غسل کی جگہ قبلہ رُخ نہیں ہوتی اور چھوٹی بھی ہوتی ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

مسئلہ: میت کے غسل کے لیے گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا؟:۔

میت کے غسل کے لیے گھر کے

پاک برتنوں میں پانی گرم کرنے اور غسل دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۴۹ ج۵)

مسئلہ:- میت کو کورے یعنی نئے گھڑے (برتن وغیرہ) سے غسل دینا ضروری نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۹۴ جلد ۱۰)۔

(کوئی بھی برتن ہو، پاک ہونا چاہیئے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

میت کو غسل دینے کے لیئے کیسا پانی ہو؟:-

سوال:- یہ مشہور ہے کہ میت کے غسل دینے کے لیے پہلا پانی بیری کے پتوں کا جوشاندہ (پکایا ہوا) اور دوسرا پانی مع کافور کے اور تیسرا پانی خالص یعنی سادہ پانی ہو صحیح کیا ہے؟۔

جواب:- علامہ شامی رحؒ نے میت کے غسل کے بارہ میں یہ تفصیل کی ہے کہ پہلے سادہ پانی سے غسل دیا جائے پھر بیری کے پتوں کا پکایا پانی پھر کافور کا ملا ہوا پانی ڈالا جائے۔ اور فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اول دو مرتبہ بیری کے پتوں کا پکا ہوا پانی اور تیسرا کافور کا ملا ہوا پانی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۵ جلد۵ بحوالہ رد المحتار ص۸۰۲ جلد اول باب الجنائز)۔

مسئلہ:- میت کے غسل کے پانی میں کسی قسم کی نجاست کا اثر ہوا ور غسل، کفن، دفن کے بعد معلوم ہو تو میت پر اس کی وجہ سے مواخذہ نہیں ہے، وہ مجبور اور معذور ہے اور جس شخص سے بھی اس سلسلہ میں بے احتیاطی ہوئی ہو وہ توبہ واستغفار کرے اور میت کے لیے دعاء مغفرت کرے اور اس کو ثواب پہونچاتا رہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۲۷ ج۵)

(آج کل بیری کے پتوں کا ملنا ہر جگہ مشکل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جس چیز سے بھی میت کے میل کچیل وغیرہ کی صفائی اچھی طرح ہو جائے، یا صابون وغیرہ استعمال کرلیا جائے، محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)۔

غسل سے پہلے میت کو وضوء کرانا؟:-

مسئلہ:- مستحب یہ ہے کہ میت کو اسی طرح وضوء کرایا جائے جس طرح زندہ انسان نہانے کے وقت جنابت (ناپاکی) سے پاک ہونے کے لیے وضوء کرتا ہے، اس وضوء میں کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے، لہٰذا میت کے غسل میں

یہ دونوں باتیں نہ کی جائیں تاکہ پیٹ میں پانی جاکر خرابی پیدا نہ کرے، علاوہ ازیں ایسا کرنے میں دشواری بھی ہے۔ البتہ مستحب ہے کہ میت کو غسل دینے والا اپنی کلمۂ شہادت کی انگلی اور انگوٹھے پر پاک کپڑا لپیٹ کر اس کو پانی سے تر کرلے پھر اس سے میّت کے دانتوں اور مسوڑھوں اور نتھنوں کا مسح کرے، یعنی بھیگی ہوئی کپڑے والی انگلی پھیر دے اور یہ عمل کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے قائم مقام ہے۔ (کتاب الفقہ صـ۸۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ نابالغ بچّہ و بچّی کو بھی موت کے بعد غسل میں وضوء کرانا چاہیئے۔ (احسن الفتاویٰ صـ۲۱۲ جلد ۴)۔

مسئلہ:۔ اگر میت کے غسل دینے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی وہیں الگ بہہ کر چلا جائے گا تو بہتر ہے ورنہ میت کے تختہ کے نیچے گڑھا کھود لیا جائے تاکہ سب پانی اس میں جمع ہو جائے، اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سب گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے، مقصد صرف یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی پھسل کر نہ گر پڑے۔ (بہشتی زیور صـ۵۲ جلد ۲)۔

غسلِ میّت کے مستحبات:۔

مسئلہ:۔ میّت کے غسل میں چند امور مستحب ہیں۔ ایک تو یہ کہ تین بار غسل دیا جائے بایں طور کہ ہر بار میت کے پورے جسم پر پانی پہونچ جائے (جس کا طریقہ آگے بتایا جائے گا) ان تین میں سے پہلی دفعہ کا غسل فرض ہے اور اُس کے بعد کے دو غسل سنت ہیں۔

اگر تین بار تمام جسم کو غسل دینے سے میّت کا بدن صاف نہ ہو تو تین دفعہ سے زیادہ دھونا مستحب ہے تاکہ بدن صاف ہو جائے۔ اس کے لیے کوئی تعداد مقرر نہیں ہے لیکن یہ مستحب ہے کہ غسل کی تعداد طاق ہو۔ چنانچہ اگر مثلاً چار بار دھونے سے مطلوبہ صفائی حاصل ہو جائے تو تب بھی پانچویں بار غسل دیا جائے، وغیرہ۔ (کتاب الفقہ صـ۸۱ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ دوسرا امر مستحب یہ ہے کہ آخری بار غسل کے پانی میں کافور وغیرہ خوشبو کی آمیزش کی جائے۔ ان میں کافور افضل ہے۔

آخری غسل کے علاوہ دوسرے غسل کے پانی میں بیری کے پتّے یا کوئی اور چیز میل دُور کرنے

والی جیسے صابن وغیرہ سے مل لیا جائے تاکہ صفائی حاصل ہو، اور میت کے غسل کے پانی میں خوشبو وغیرہ کا ڈالنا مستحب ہے، خواہ وہ میت احرام کے لباس میں ہو یا نہ ہو، یہ اس لیے کہ انسان مردہ غیر مکلف ہوتا ہے، لہٰذا موت کے ساتھ ہی احرام بھی ختم ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا سر ڈھک دیا جاتا ہے۔ بخلاف اس حالت کے جب کہ وہ زندہ اور احرام کی حالت میں ہو۔ یعنی احرام کی حالت میں تو سر بھی نہیں ڈھکا جاتا اور نہ ہی خوشبو وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے لیکن موت سے یہ سب پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں کتاب الفقہ (ص۵۱۸ ج۱)

مسئلہ: امرِ مستحب یہ ہے کہ میّت کو ٹھنڈے پانی سے غسل دیا جائے، بجز اس حال کے جب کہ مجبوری ہو، مثلاً سخت سردی ہو یا میل کچیل دور کرنا ہو۔ اور حنفیہؒ کے نزدیک مردہ کے لیے گرم پانی افضل ہے۔ (کتاب الفقہ ص۵۱۸ جلد اول)۔

مسئلہ: چوتھا امر مستحب یہ ہے کہ غسل دینے کے بعد میت کے سر اور ڈاڑھی میں خوشبو لگائی جائے، لیکن زعفران نہ ہو۔ اسی طرح ان اعضاء پر خوشبو لگانا مستحب ہے وہ اعضاء یہ ہیں۔ پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں، نیز دونوں آنکھوں پر، دونوں کانوں اور دونوں بغلوں کے نیچے بھی لگائی جائے اور بہتر یہ ہے کہ یہ خوشبو کافور ہو۔ (کتاب الفقہ ص۵۱۸ جلد اول)۔

مسئلہ: پانچواں امر مستحب یہ ہے کہ میّت کے قریب دھونی دی جائے اور دھونی دینا تین موقعوں پر مستحب ہے۔

ایک اس وقت جب میت کی جان قبض ہو رہی ہو۔ پس جب موت کا یقین ہو جائے تو اس کو اونچی جگہ پر جبکہ نیچے زمین پر لٹیا ہوا ہو، مثلاً کسی تخت، پلنگ یا چبوترہ پر رکھا جائے اور اس جگہ رکھنے سے پہلے وہاں پر تین بار یا پانچ بار دھونی دی جائے۔

بایں طور کہ انگیٹھی یا دھونی کے برتن کو اس تخت وغیرہ کے ارد گرد تین، پانچ یا سات بار پھیرا جائے، اس سے زیادہ بار نہ پھیرا جائے

اس کے بعد میت کو اس پر رکھا جائے۔ دوسرے غسل دینے کے وقت دھونی کی انگیٹھی

کو نہلانے کے تختے کے ارد گرد اسی طرح پھیرا جائے۔ تیسرے کفن پہنانے کے وقت اسی طرح کیا جائے۔

مسئلہ: چھٹا امر مستحب یہ ہے کہ غسل دینے کے وقت میت کے تمام کپڑے ہوائے ستر (پوشیدہ حصہ کے) ڈھکنے والے کپڑے کے اتار دیئے جائیں۔ (کتاب الفقہ ص۸۱۹ ج۱)

(یعنی ستر پر ایک پاک کپڑا ڈال کر غسل دیا جائے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

میت کے پاس غسل سے پہلے تلاوت کا حکم:۔

سوال: میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس قرآن پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟۔

جواب: میت کو کپڑے سے ڈھانک دیا جائے تو اس کے پاس تلاوت میں کوئی حرج نہیں، ورنہ مکروہ ہے، اور نہلانے کے بعد بہر صورت کوئی کراہت نہیں ہے (احسن الفتاویٰ ص۲۴۲ جلد۴)۔

مسئلہ: میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس (بغیر ڈھانکے) قرآن پاک کی تلاوت مکروہ اور منع ہے، البتہ تسبیح پڑھی جاسکتی ہے، (یا) دوسرے کمرہ میں دور بیٹھ کر تلاوت کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۹۲ جلد۳)۔ نور الایضاح ص۱۳۳۔ فتاویٰ محمودیہ ص۴۵ ج۱۲) آپ کے مسائل ص۹۷ جلد۳، درمختار مع شامی ص۸۰۰ جلد اول، کشف الاسرار ص۸۳ جلد۱)۔

(کیونکہ میت پیشاب، پاخانہ کی ناپاکی سے شاید ہی محفوظ ہو۔ رفعت)

مسئلہ: حیض و نفاس والی عورت اور جس کو غسل کی حاجت (ناپاک) ہو، مردہ کے پاس نہ رہے (اولیٰ یہی ہے)۔ (بہشتی زیور ص۶۱ جلد۲۔ علم الفقہ ص۶۴ جلد۲)۔

میت کو غسل دینے کا مسنون و مستحب طریقہ:۔

(۱) حنفیہ رحمہ کے نزدیک غسل دینے کے وقت میت کو کسی اونچی چیز مثلاً نہلانے کے تختے پر رکھا جائے۔ پھر غسل دیتے وقت تین بار یا پانچ بار یا سات بار دھونی دی جائے، بایں طور کہ دھونی کی انگیٹھی کو اتنی بار تختے کے گرد پھرایا جائے، جیسا کہ پہلے بتایا گیا۔ پھر میت کے تمام کپڑے سوا لباس ستر کے اتار دیئے جائیں،

اور مستحب یہ ہے کہ میّت کے پاس غسل دینے والے یا اس کے معاون کے سوا اور کوئی نہ ہو۔ پھر غسل دینے والے کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھ پر (کپڑا یا دستانے یا) دھجّی لپیٹ لے اور اسے تر کر کے اگلی پچھلی شرمگاہوں کو دھوئے یعنی استنجا کرائے۔ پھر وضوٗ کرائے اور وضوٗ میں ابتدا چہرہ کو دھونے سے ہونی چاہیئے، کیونکہ ہاتھ دھونے سے وضوٗ کی ابتدا زندوں کے لیے ہے۔ جو خود غسل کرتے ہیں، انھیں ضروری ہوتا ہے کہ پہلے ہاتھوں کو دھولیں۔ لیکن میّت کو دوسرا شخص غسل کراتا ہے، اس لیے میّت کے غسل دینے میں کلّی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہوتا، بلکہ اس کی بجائے دانتوں اور نتھنوں کو دھجّی سے صاف کرنا ہوتا ہے، جیسا کہ پہلے بتایا گیا۔ اس کے بعد میت کے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو کسی مَیل کاٹنے والی چیز مثلاً صابن وغیرہ سے دھونا چاہیئے۔ بال نہ ہوں تو صابن وغیرہ سے سر کو دھویا نہ جائے۔ پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا دیا جائے، تاکہ پہلے دائیں پہلو کو دھویا جائے۔ پس دائیں پہلو پر پانی سر سے پاؤں کی طرف تین بار بہایا جائے، یہاں تک کہ نچلی طرف پانی بہہ جائے اور پیٹھ دھونے کے لیے چہرے کے بل اوندھا نہ لٹایا جائے، بلکہ پہلو کی جانب سے اس طرح ہلایا جائے کہ پانی تمام جگہ پہنچ جائے۔ یہ پہلا غسل ہوا۔ اگر اس طرح تمام بدن پر پانی بہہ جائے تو فرضِ کفایہ ادا ہو گیا۔ اس کے بعد دو غسل اور دیئے جائیں تو سنت ادا ہو جائے گی۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کو دوسری بار دائیں کروٹ لٹایا جائے اور پھر بائیں پہلو پر تین بار اسی طرح پانی ڈالا جائے، جیسا کہ پہلے بتایا گیا۔ پھر نہلانے والے کو چاہیئے کہ میّت کو بٹھائے اور اس کو اپنے سہارے پر رکھ کر آہستہ آہستہ اُس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرے اور اس طرح کرنے سے کچھ خارج ہو تو اس کو دھو ڈالے۔ یہ دوسرا غسل ہے۔ اس کے بعد میت کو بائیں کروٹ پر لٹا دیا جائے اور بطریقِ سابق پانی بہایا جائے۔ یہ تیسرا غسل ہو گیا۔ ابتدائی دو غسل گرم پانی سے اور میل کاٹنے والی شئے جیسے بیری کے پتّے اور صابن وغیرہ کے ساتھ دیئے جائیں۔ تیسرے غسل میں پانی میں کافور استعمال کیا جائے۔ اس کے بعد میّت کے بدن کو پونچھ کر خشک کر لیا جائے اور اس پر خوشبو مل دی جائے، جیسا کہ پہلے بتایا گیا۔

واضح ہو کہ غسل کے صحیح ہونے کے لیے نیت ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح از روئے تحقیق فرض کفایہ کی ادائیگی کے لیے نیت شرط نہیں ہے، البتہ ادائے فرض کفایہ پر ثواب حاصل کرنے کے لیے نیت شرط ہے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب اربعہ صـ۲۲ جـ۱ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ علم الفقہ صـ۱۸۶ جلد ۲، بہشتی زیور صـ۵۲ جلد ۲، بحرالرائق صـ۱۸۵ جـ۱ شامی صـ۵۷۱، فتاویٰ دارالعلوم صـ۲۵۴ جلد ۵ بحوالہ رد المحتار صـ۸۰۳ جلد اول)۔

مسئلہ: ایک مرتبہ مُردہ کو غسل دینا فرض ہے اور تین مرتبہ مسنون ہے۔ اور میت کو بغیر نیت کے نہلانے سے بھی غسل ہو جاتا ہے اور وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (در مختار صـ۳۵۸ جلد اول)۔

مسئلہ: اگر مردہ کا کوئی عضو خشک رہ گیا ہو اور کفن پہنانے کے بعد یاد آئے تو کفن کھول کر صرف اسی عضو کو دھونا چاہیے۔ (غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے) ہاں اگر کوئی انگلی یا اس کے برابر کوئی حصہ خشک رہ جائے تو کفن پہنانے کے بعد یاد آنے پر دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (در مختار صـ۳۵۸ جلد اول)۔

مسئلہ: غسل دینے کے بعد میت سے نجاست کا نکلنا؟:

اگر میت کو غسل دینے کے بعد میت کے جسم سے نجاست خارج ہو، اس سے کوئی حرج نہیں ہے، خواہ وہ اس کے کفن یا بدن کو لگ جائے، البتہ کفن پہنانے سے پہلے صفائی کے خیال سے اس کو دھو ڈالنا چاہیے لیکن یہ امر نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کی شرط نہیں ہے۔

کفن پہنانے کے بعد نجاست خارج ہوئی تو اس کو دھونا نہیں چاہیے کیونکہ دھونے میں دشواری ہے اور حرج ہے۔ بخلاف اس صورت کے جب کہ کفن ہی نجاست سے آلودہ ہو، یعنی ناپاک کفن دیا گیا ہوگا تو نمازِ جنازہ درست نہ ہوگی۔ (کتاب الفقہ صـ۸۲۱ جلد اول)۔

مسئلہ: اگر میت کا پیٹ دبانے سے کوئی نجاست نکلے تو اس کو دھویا جائیگا (جبکہ غسل دیا جا رہا ہو) مگر اس کی وجہ سے وضو اور غسل دُہرایا نہیں جائے گا۔ (در مختار صـ۸۳۱ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر کفن پہنانے کے بعد میت سے نجاست نکلی ہے تو اس کا دھونا ضروری نہیں ہے، خواہ میت کے بدن پر ہو یا کفن پر، بغیر دھوئے نمازِ جنازہ صحیح ہے۔ یہ حکم خود میت سے نکلنے والی نجاست کا ہے، خارجی نجاست کا دھونا ضروری ہے، بلا دھوئے نماز نہ ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ص۱۹۷ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۸۱۲ جلد اول وکتاب الفقہ ص۸۱۱ ج۱)

غسلِ میّت کے متفرق مسائل:۔

مسئلہ:۔ میت کو غسل دیتے وقت زخم سے اگر پٹی لگی ہو تو وہ اتار دی جائے۔ (آپ کے مسائل ص۹۹ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ اگر میت کو غسل دے کر میت کو ایک رات گھر میں رکھا جائے تو دوسرے دن ایک بار غسل دینے کے بعد دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص۹۸ جلد۳)۔

مسئلہ:۔ شوہر کو بیوی کے مرنے کے بعد صرف منھ دیکھنے کی اجازت ہے، ہاتھ لگانے کی نہیں ہے، غسل دینا بھی شوہر کے لیے درست نہیں ہے، کاندھا دینا محرم اور غیر محرم سب کو درست ہے، اگر ضرورت ہو تو قبر میں بھی اُتار سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص۲۱۵ جلد۲، فتاویٰ رحیمیہ ص۹۳ جلد۵)۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی میت نجاستِ حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو، یا غسل کے ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم نہ کرایا گیا ہو، اس کی نماز درست نہیں، ہاں اگر اس کا طاہر کرنا یعنی پاک کرنا ممکن نہ ہو مثلاً بغیر غسل یا بغیر تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی میت پر بے غسل و بے تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو، اور بعد دفن کے خیال آئے کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے گی اس لیے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی، ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں ہے، لہٰذا نماز ہو جائے گی۔ (علم الفقہ ص۱۹۲ جلد۲)۔

(جب تک میت قبر میں پھٹ نہ گئی ہو، اس وقت تک نماز پڑھی جا سکتی ہے)

مسئلہ:۔ اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے یعنی ملے تو اس کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا اور اگر کسی کا نصف سے زیادہ بدن ملے تو اس کو غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بغیر سر کے، اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو، اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بغیر سر کے۔ (بحر الرائق صـ۱۷۴ جلد اول فتاویٰ رحیمیہ صـ۱۰۴ جلد ۵ ایضاً صـ۹۲ جلد ۵، علم الفقہ صـ۱۸۰ جلد ۲ و مظاہر حق صـ۲۱۴ جلد ۲ و قاضی خان صـ۸۹ جلد ۱ و در مختار صـ۸۳۵ جلد اول و شامی صـ۸۰۹ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ جب تک میّت کے جسم کا بیشتر حصہ یا نصف حصہ مع سر کے نہ پایا جائے غسل دینا ضروری نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ صـ۸۱۲ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میّت کو تیمم کرایا گیا اور پھر پانی مل جائے تو پھر غسل دینا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ جب میت کو غسل دے چکیں اور اس کی تری کپڑے وغیرہ سے نچوڑ کر دور کر دیں تو کفن پہنایا جائے۔ (علم الفقہ صـ۱۸۹ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ مردہ کو غسل دینے کے بعد نہلانے والے کو غسل کر لینا بہتر (مستحب) ہے تاکہ میّت کو غسل دینے کے دوران جو چھینٹیں وغیرہ پڑ گئی ہوں تو وہ دُور ہو جائیں، اور نظافت و پاکیزگی حاصل ہو جائے۔ (احسن الفتاویٰ صـ۲۴۳ جلد ۴، آپ کے مسائل صـ۹۹ جلد ۳، مظاہر حق صـ۱۸۴ جلد اول)۔

میّت کو غسل کے بعد کفن کیسا دیا جائے؟:۔

مسئلہ:۔ سب سے زیادہ پسندیدہ کفن وہ ہے جو سفید کپڑے کا ہو، خواہ وہ نیا ہو یا پُرانا۔ ہر ایسا لباس جس کا پہننا مردوں کو زندگی میں مباح ہے، مرنے کے بعد اس کا کفن مباح ہے، اور ہر ایسا لباس جس کا زندگی میں پہننا مکروہ ہے، اس کا کفن بھی مکروہ ہے، لہٰذا مُردوں کو ریشم اور زرد رنگ اور زعفرانی رنگ وغیرہ کے کپڑے کا کفن مکروہ ہے۔ ہاں اگر اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا مہیا نہ ہو سکے تو

دوسری بات ہے، البتہ عورت کے لیے ایسے کپڑے کا کفن جائز ہے۔ (یعنی رنگین کفن بھی عورتوں کو دے سکتے ہیں۔)

اور مرد کے کفن کا ایسا کپڑا دیکھا جائے گا جیسا کہ وہ عیدین کی نماز کے لیے پہن کر جاتا ہے اور عورت کے لیے ایسا کپڑا دیکھا جائے گا کہ جو وہ ماں باپ کے گھر جانے کے لیے پہنتی ہے۔ (کتاب الفقہ صـ۸۲۹ جلد اول)۔

مسئلہ: میت کو (غسل کے بعد) کفنانا یعنی کفن پہنانا مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہے کہ اگر کچھ لوگ اس کام کو انجام دے لیں تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے۔ کم سے کم کفن اتنا ہونا چاہیے کہ میت کا تمام بدن ڈھک جائے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اگر اس سے کم ہو تو فرضِ کفایہ مسلمانوں کے ذمہ سے ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ: میت کا کفن اسی کے خالص ذاتی مال سے ہونا چاہیے جس کے ساتھ کسی غیر کا حق وابستہ نہ ہو، جیسے رہن کی صورت میں ہوتا ہے۔ اگر اس کا خالص مال موجود نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص کے ذمہ ہے جس پر اس کی زندگی میں اس کا نفقہ (ضروری خرچ) واجب تھا۔

مسئلہ: اگر میت کسی کی بیوی ہو اور اس کے ترکہ میں سے مال ہو تو بھی صاحب حیثیت خاوند پر اپنی بیوی کا کفن دینا واجب ہے۔ (بعض جگہ سسرال والوں پر یعنی لڑکی کے والدین یا بھائی وغیرہ کو کفن وغیرہ کے اخراجات کے دینے کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ رسم غلط ہے۔)

اگر ایسا شخص موجود نہ ہو جس پر میت کا نفقہ لازم ہے تو بیت المال سے کفن کا خرچ حاصل کرنا چاہیے بشرطیکہ مسلمانوں کا بیت المال ہو اور لینا بھی ممکن ہو، ورنہ صاحب مقدور مسلمانوں پر اس کا مہیا کرنا واجب ہے، اور اسی میں جنازہ کے دوسرے اخراجات بھی شامل ہیں، مثلاً قبرستان تک لے جانے اور دفنانے وغیرہ کے مصارف وغیرہ۔ (کتاب الفقہ صـ۸۲۷ جلد اول)۔

مسئلہ: واضح ہو کہ کفن کی تین قسمیں ہیں: کفنِ سنت، کفنِ کفایہ اور کفنِ ضرورت،

اب یہ تینوں قسم کے کفن یا تو مرد کے لیے ہوں گے یا عورت کے لیے۔ مرد اور عورت کے کفنِ سنت میں قمیص، ازار اور چادر شامل ہیں۔

قمیص گردن کی جڑ سے لے کر پیروں تک ہوتی ہے اور ازار ماتھے سے قدم تک ہوتی ہے اور چادر بھی۔ اسی طرح عورت کے لیے ان کے علاوہ ایک اور اوڑھنی ہوگی جو چہرے کو ڈھکے اور ایک سینہ بند جو عورت کی چھاتیوں پر باندھا جائے۔ قمیص میں آستین نہیں ہوتی اور نہ دامن کے چاک ہوں۔ اور چادر اوپر پیر کی طرف سے بڑھی ہوئی ہونی چاہیے۔ تاکہ اُسے سکیڑ کر اوپر نیچے سے باندھ دیا جائے تاکہ میت کے بدن کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اگر کفن کے کھل جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو درمیان میں کفن کے کپڑے کی فالتو دھجی (کترن وغیرہ) نکال کر اس سے باندھ دیا جائے۔

مسئلہ: عورت کے کفنِ کفایہ کے لیے ایک ازار اور ایک چادر مع اوڑھنی اور سینہ بند کے کافی ہے قمیص کو چھوڑ دیا ئے۔ اس قدر کفن بھی بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ: کفنِ ضرورت وہ ہے جو ضرورت کے وقت میسّر ہو جائے خواہ وہ صرف ایک ستر عورت کے لیے کافی ہو۔ (یعنی خواہ وہ صرف ایک ہی پوشیدہ حصّے کے لیے ہو)

مسئلہ: اگر اتنا بھی کپڑا کفن کا مہیّا نہ ہو سکے تو غسل دینے کے بعد "اذخر" (ہری گھاس وغیرہ) سے ڈھک دیا جائے اور دفن کے بعد قبر پر نماز پڑھی جائے۔

مسئلہ: اگر میت کی لٹیں ہوں تو انھیں کرتے اور ازار کے درمیان رکھ دیا جائے۔ اور کفن کو خوشبو دھونی دینا مستحب ہے۔

واضح ہو کہ اگر میت کا مال تھوڑا ہو اور وارثوں کی تعداد زیادہ ہو، یا میت مقروض ہو تو کفنِ کفایت پر اکتفاء کرنا چاہیے۔

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھائی جائے، اُس کے اوپر ازار (تہبند) پھیلائی جائے۔ پھر میت کو ازار کے اوپر لٹایا جائے اور قمیص پہنائی جائے۔ پھر ازار کو میّت کے اوپر دائیں جانب سے لپیٹا جائے، اُس کے بعد بائیں جانب سے۔

اور اگر میت عورت ہو تو چادر اور ازار بچھا کر ازار کے اوپر میت کو رکھا جائے، پھر کرتا پہنایا جائے اور بالوں کی دونوں لٹوں کو اس کے سینے پر کرتے کے اوپر رکھا جائے اس کے اوپر اوڑھنی ڈالی جائے پھر ازار اور چادر کو اس پر لپیٹ دیا جائے پھر کفن کو اوپر سے اور پیروں کی طرف سے دھجی کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ (کتاب الفقہ ص۸۳ج۱)

(اور قبر میں کھول دیا جائے)

مسئلہ: عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ ایک کرتہ، دوسرے ازار (تہبند)، تیسرے سربند، چوتھے چادر (پوٹ کی چادر)، پانچویں سینہ بند۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو، اور کرتا گلے سے لیکر پاؤں تک ہو لیکن نہ اس میں کلی ہو نہ آستین۔ اور سربند (دوپٹہ تین ہاتھ لمبا ہو) اور سینہ بند چھاتیوں سے لے کر رانوں تک چوڑا ہو، اور اتنا لمبا ہو کہ بندھ جائے۔

مسئلہ: اگر پانچ کپڑوں میں نہ کفنائے بلکہ فقط تین کپڑے کفن میں دے تو ایک ازار (تہبند) دوسرے چادر اور تیسرے سربند تو یہ بھی درست ہے اور اتنا کفن بھی کافی ہے اور تین کپڑوں سے بھی کم دینا مکروہ اور برا ہے، ہاں اگر مجبوری اور لاچاری ہو تو کم دینا بھی درست ہے۔ (پلنگ کے اوپر جو چادر ڈالی جاتی ہے وہ کفن سے الگ ہوتی ہے اور بعض جگہ جنازہ کی نماز کے لیے جو مصلے یعنی جا نماز کفن کے کپڑے میں سے نکالتے ہیں، اس کا ثبوت نہیں ہے۔)

مسئلہ: سینہ بند اگر چھاتیوں سے لے کر ناف تک ہو تب بھی درست ہے لیکن رانوں تک ہونا زیادہ اچھا ہے۔ (بہشتی زیور ص۵۴ جلد۲ بحوالہ البحر ص۲۸۹ جلد۱)۔

مسئلہ: پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دو تب اس میں مردہ کو کفناؤ۔

مسئلہ: مرد میت کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار بند (تہبند) اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں ہے، دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو کپڑے سے کم دینا مکروہ ہے، لیکن اگر مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ص۵۶ جلد۲)

مسئلہ: بالغ اور نابالغ محرم اور حلال سب کا کفن یکساں ہوتا ہے۔

مسئلہ: جو بچہ مرا ہوا پیدا ہو یا حمل ساقط ہو جائے تو اس کے لیے صرف ایک کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے، کفنِ مسنون کی ضرورت نہیں ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۹۰)

مسئلہ: حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں اس وقت آئے جب کہ امام تکبیر اولیٰ کہہ چکا ہو اور ثناء پڑھنے میں مصروف ہو، یا دوسری تکبیر بھی ہو چکی ہے اور امام درود پڑھ رہا ہے، یا تیسری تکبیر بھی ہو چکی ہے اور امام دعاء پڑھنے لگا ہے تو مقتدی سردست کوئی تکبیر نہ کہے، بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے اور اس کے ساتھ تکبیر کہے۔ اور اگر انتظار نہ کیا اور تکبیر کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوگی، لیکن یہ تکبیریں نمازِ جنازہ کی تکبیروں میں شمار نہ کی جائیں گی۔ مسبوق (بعد میں شامل جماعت ہونے والے) کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد رہی ہوئی تکبیروں کو پورا کرے، بشرطیکہ جنازہ کو فوراً نہ اٹھا لیا گیا ہو۔ اگر جنازہ اٹھا لیا گیا ہو تو چاہیے کہ سلام پھیر دے اور فوت شدہ رہی ہوئی تکبیروں کو پورا نہ کرے۔

اگر مقتدی اس وقت پہونچے جب کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو لیکن ابھی تک سلام نہ پھیرا ہو تو صحیح طریقہ یہ ہے کہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز بموجب طریقۂ سابقہ پوری کرے۔ (کتاب الفقہ ص ۷۴۰ جلد اول)

ختم شد

محمد رفعت قاسمی غفر لہٗ ولوالدیہ
وللمؤمنین یوم یقوم الحساب بحرمۃ
سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔
خادم التدریس دار العلوم دیوبند، مؤرخہ
یکم شعبان ۱۴۱۸ ہجری مطابق ۲ دسمبر ۱۹۹۷ء

ماخذ و مراجع کتاب

نام کتاب	مصنف و مؤلف	مطبع
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	ربانی بک ڈپو دیوبند
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی علیہ الرحمہ	الفرقان بکڈپو اسٹیاگاؤں لکھنو
فتاویٰ دارالعلوم	مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ سابق مفتی اعظم دیوبند	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
فتاویٰ رحیمیہ	مولانا سید عبدالرحیم صاحب مدظلہم	مکتبہ منشی اسٹریٹ راندیر سورت
فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود صاحبؒ مفتی اعظم دیوبند	مکتبہ محمودیہ جامع مسجد شہر میرٹھ
فتاویٰ عالمگیری	علماء وقت عہد اورنگ زیب	شمس پبلشرز دیوبند
کفایت المفتی	مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
علم الفقہ	مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ	" " "
عزیز الفتاویٰ	مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ	" " "
امداد المفتیین	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	" " "
امداد الفتاویٰ	مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
فتاویٰ رشیدیہ کامل	مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	علامہ عبدالرحمن الجزریؒ	اوقاف پنجاب لاہور پاکستان
جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	عارف کمپنی دیوبند
رد المحتار	علامہ ابن عابدین	پاکستانی
بہشتی زیور	مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	مکتبہ تھانوی دیوبند
معارف مدنیہ	افادات مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ	مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ
الترغیب والترہیب	مولانا زکی الدین عبدالعظیم المنذری	ندوۃ المصنفین دہلی

نام کتاب	مصنف و مؤلف	مطبع
احسن الفتاوی	فقیہ العصر مفتی رشید احمد صاحب	سعید کمپنی کراچی (پاکستان)
نظام الفتاوی	حضرت مولانا نظام الدین صاحب صدر مفتی دار العلوم دیوبند	اسلامی فقہ اکیڈمی دہلی
فتاوی محمدیہ	مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
الجواب المتین	〃 〃 〃	〃 〃 〃
رکن دین	مولانا رکن الدین علیہ الرحمہ	اشاعت الاسلام دہلی
اسرار شریعت	مولانا محمد فضل صاحب 〃	پنجاب پاکستان
کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ	ادارہ رشیدیہ دیوبند
غنیۃ الطالبین	شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ	مسلم اکیڈمی سہارنپور
اشرف الجواب	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	اشرف المواعظ دیوبند
المصالح العقلیہ	〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃
اغلاط العوام	〃 〃 〃 〃	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
فضائلِ نماز	حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث سہارنپوری	دار الاشاعت دہلی
نماز مسنون	مولانا صوفی عبد الحمید صاحب	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی
مظاہر حق جدید	نواب قطب الدین خاں علیہ الرحمہ	
آپ کے مسائل اور ان کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
امداد الاحکام	مرتبہ مولانا ظفر احمد صاحب عثمانیؒ و مولانا عبد الکریم صاحب	مکتبہ دار العلوم کراچی
حجۃ اللہ البالغہ	شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ	دار الکتاب دیوبند

اَلحِیلَۃُ النَّاجِزَۃ

مظلوم عورتوں کی مشکلات کا شرعی حل

آج کل جاہل اور بے رحم شوہروں کے ظلم اور زیادتی کی شکایت عام ہوتی جارہی ہے، بعض لوگ بیوی چھوڑ کر باہر چلے جاتے ہیں اور کسی قسم کی خبر نہیں لیتے بعض پاس رہتے ہوئے وسعت کے باوجود بیوی کا ضروری خرچ اور دوسرے حقوق ادا نہیں کرتے، بعض مجنون ہو جاتے ہیں یا عنین (نامرد) ہوتے ہیں۔

اور ہندوستان میں چوں کہ قاضی شرعی موجود نہیں، اس لیے ان عورتوں کے بارے میں ایک اعتراض وشبہ پیدا ہوتا تھا کہ ایسی جو عورتیں مصیبت میں مبتلا ہیں، کیا اسلام نے ان کو نجات دلانے کے لیے کوئی راہ نہیں نکالی؟

اس لیے ضرورت تھی کہ ان عورتوں کے لیے کوئی شرعی حکم نجات دلانے کے لیے تحقیق کے ساتھ بیان کیا جائے، الحمد للہ کہ حضرت تھانوی قدس اللہ سرہٗ نے اس کی طرف توجہ فرما کر اردو میں اس کتاب کے اندر فقہ حنفی کے وہ تمام مسائل مستنبط کر کے پیش فرما دیئے جو ان مشکلات کا واضح حل ہے۔ صفحات ۲۲۸

ہدیہ صغیر شرح نحو میر (اردو)

اُردو زبان میں نحو میر کی یہ لاجواب اور دل چسپ شرح ہے جس کو غبی سے غبی بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ جس کو سالہا سال کے تدریسی تجربات کی روشنی میں قاری اصغر علی رحؒ نے تحریر کیا تھا۔

مدلل مجموعہ خطبات ماثورہ

خطبات نماز جمعہ وعیدین ونکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ مرتبہ حضرت تھانویؒ اضافہ مسائل خطبہ ونکاح۔ محمد رفعت قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند

ہماری اہم کتابیں

مکتبہ قاسمی مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی